سلسلۂ انجمنِ ترقیِ اردو

نمبر ۱۴

دریائے لطافت

من تصنیف

بلبلِ ہندوستان فخرِ اہلِ زبان سید انشاء اللہ خان دہلوی المتخلص بہ انشا

باہتمام و ترتیب انجمن ترقیِ اردو

...ریس واقع بلدۂ لکھنؤ طبع گردید

...ط اسحاق علی علوی

فہرست مضامین



صفحہ

مقدمہ

سید انشاء اللہ خاں کے نام سے کون واقف نہیں۔ اُن کی خداداد ذہانت، طبّاعی، شوخی و ظرافت اور جدّت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اُن کی خاندانی شرافت اور خاندانی اخلاق و آداب دلّی اور لکھنؤ کے شرفا سب مانتے تھے۔ ان کے بزرگ دلی میں آکر بس گئے اور وہیں کے ہو گئے اور رفتہ رفتہ شاہی دربار میں رسائی ہوئی اور سلسلۂ امرا میں داخل ہوے۔ سید انشاء اللہ خاں بھی شاہ عالم بادشاہ کے درباریوں میں تھے، لیکن شاہ عالم کی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی۔ اگرچہ بادشاہ نیکدل تھے اور اپنے خانہ زادوں اور خاندانی متوسلین کی ہر طرح خاطر کرتے تھے لیکن وہ خود مجبور تھے۔ کمپنی بہادر کے پنشن خوار اور نام کے بادشاہ، وہ قدر دانیاں اور قدر افزائیاں کہاں کر سکتے تھے، جن کی وجہ سے اُن کے بزرگوں کے نام اب تک دنیا میں روشن ہیں دلی اب وہ دلی نہ رہی تھی۔ ظاہری آداب باقی رہ گئے تھے مگر سلطنت کی جڑ کبھی کی کھوکھلی ہو چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت اور علم و فضل بھی رخصت ہو رہے تھے وہ اہل کمال جن کا دار و مدار بادشاہوں کی قدردانی پر ہے، اُن کا ٹھکانا اب یہاں نہ رہا تھا۔ دلی کے زوال پر سلطنت کا ٹھاٹھ لکھنؤ میں جما۔ آصف الدولہ کی سخاوت اور فیاضی نے حاتم کے نام کو بھلا دیا تھا، اہل کمال جو قدر دانی کے بھوکے تھے ایک ایک کر کے وہاں پہونچے۔ یہاں تک کہ میر تقی جیسے شخص نے بھی، جن کی غیرت اور استغنا کی قسم کھانی چاہیے، اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہی۔ غرض سید انشاء اللہ کو بھی یہی کشش لکھنؤ لے گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد دربار تک رسائی ہوئی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اپنی

لطیفہ گوئی طباعی اور شاعری کی بدولت وہ عروج ہوا کہ نواب سعادت علی کی ناک کے بال ہو گئے۔ نواب سعادت علی خاں اگرچہ بہت بیدار مغز اور منتظم شخص تھے۔ مگر آخر فرصت کے وقت انھیں بھی دل لگی اور تفنن طبع کے لیے کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس کے لیے سید انشاء اللہ سے بڑھ کر اور کون مل سکتا تھا۔ انھوں نے نواب کو ایسا رجھایا کہ ان کے بغیر ایک دم چین نہ آتا تھا۔ امرا کی مصاحبت آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتی اور باوجود غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کے سید صاحب کا بھی یہی حشر ہوا۔

مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب آبِ حیات میں میاں بتاب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "سید انشا کے فضل و کمال کو شاعری نے کھویا اور شاعری کو سعادت علیخاں کی مصاحبت نے ڈبویا" اس قول کے پہلے حصہ سے تو مجھے بالکل اتفاق نہیں۔ البتہ دوسرا حصہ بالکل صحیح ہے۔ شاعری خود ایک بڑا کمال ہے۔ اور ایسا بڑا کمال ہے کہ اگر کسی شخص میں صحیح طور سے موجود ہو تو اُس کے سامنے دوسرے کسبِ کمال ہیچ ہیں۔ البتہ افسوس اس بات کا ہے کہ سید انشا کی طبعی ظرافت اور شوخی کو درباری مصاحبت اور مذاق نے خراب کیا اور اس نے اُن کی شاعری کو بھی بگاڑے بغیر نہ چھوڑا۔ شوخی و ظرافت بڑی پُر لطف چیز ہے اور کلام کا رتبہ اس سے بعض اوقات بہت بلند ہو جاتا ہے اور دلوں کے شگفتہ کرنے اور بعض خیالات کے ادا کرنے میں یہ ایک سحر کا کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ ایک حد تک اور مناسبت سے ہو اور کوئی لطافت بھی پائی جاتی ہو (جیسے مرزا غالب کے کلام میں) لیکن افسوس ہے کہ سید انشاءاللہ کے کلام میں بعض اوقات یہ شوخی و ظرافت تمسخر اور پھکڑ کے درجہ تک اور پھکڑ سے فحش اور شہدپن تک پہنچ گئی ہے جو کانوں کو ناگوار اور ذوق سلیم پہ بہت گراں گزرتا ہے۔

سید انشا کا کلام ان کا کلیات جو طبع ہو گیا ہے، اُس میں کلام ذیل شامل ہے:-

(۱) اُردو کا دیوان (۲) دیوان ریختی (۳) قصائد (جس میں ایک قصیدۂ منقبت بے نقط

واشعارِ ترکی وغیرہ بھی شریک ہیں)۔(۴) دیوان فارسی۔(۵) مثنوی شیر وبرنج فارسی (۶) مثنوی بے نقط (لوح سرخی بھی بے نقط وموزوں) (۷) مثنوی شکار نامہ۔(۸) مثنویات در ہجو زنبور، کھٹمل، پشہ، مگس۔(۹) مثنوی شکایتِ زمانہ۔(۱۰) مثنوی فیل۔(۱۱) مثنوی در ہجو گیان چند ساہوکار (۱۲) اشعار متفرقہ و رباعیات وقطعات وتاریخ ہائے متفرقہ۔(۱۳) چیستانیں اور پہیلیاں مخمس وغیرہ۔(۱۴) دیوان اُردو بے نقط مع رباعیات ونثر بے نقط۔(۱۵) شرح مأتہ عامل نظم فارسی۔(۱۶) مثنوی مرغ نامہ۔

اس کے علاوہ ایک داستان اُردو نثر کی لکھی ہے جس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ کوئی لفظ عربی فارسی کا نہ آنے پائے۔ اور باوجود اس کے کلام اُردو کے پایہ سے گرنے نہیں پایا۔ یہ درحقیقت بڑے کمال کی بات ہے۔ آج اگر کوئی چاہے ایسا صفحہ بھی اس رعایت کے ساتھ لکھ لے تو ممکن نہیں۔

لیکن سید انشا کی سب سے بڑی یادگار اور قابل قدر تصنیف **دریائے لطافت** ہے۔ اس میں اُردو صرف ونحو، منطق، عروض وقافیہ، معانی وبیان وغیرہ کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ یعنی اُردو صرف ونحو تو سید انشاء اللہ کی تصنیف ہے اور دوسرا حصہ یعنی منطق، عروض وقافیہ ومعانی وبیان **مرزا محمد حسن قتیل** کا تالیف کیا ہوا ہے۔ کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے اگرچہ اس سے قبل بعض اہل یورپ نے متعدد کتابیں اُردو قواعد پر لکھی تھیں[۱]، لیکن یہ پہلی کتاب ہے جو ایک ہندی اہل زبان نے اُردو صرف ونحو پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ اُردو زبان کے قواعد، محاورات اور روزمرہ کے متعلق اس سے پہلے کوئی ایسی مستند اور محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی کتاب اس پایہ کی نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ اُردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یا اُس کی صرف ونحو یا لغت پر کوئی محققانہ تالیف کرنا چاہتے ہیں، اُن کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے

[۱] ملاحظہ ہو راقم کا مقدمہ قواعد اُردو، جس میں اس کے متعلق بالتفصیل بحث کی گئی ہے۔

نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔

سید انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اُس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔ علاوہ اس کے الفاظ و محاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور اُن کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا، ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہے اور بعض بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنھیں زبان کا ذوق ہے۔ صرف و نحو کے قواعد بھی بڑی سلاست اور جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ اس بارے میں جن جن باتوں کا اُنھوں نے خیال کیا ہے متاخرین کو بھی وہ نہیں سوجھیں۔ حالانکہ ایسا عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اس سے سید انشاء اللہ خاں کے دماغ اور ذوقِ زبان کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ الفاظ کی فصاحت و غیر فصاحت و صحت و غیر صحت کے متعلق کتنی سچی رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اُسکی صحت و غلطی اُردو کے استعمال پر موقوف ہے۔ کیونکہ جو کچھ خلافِ اُردو ہے غلط ہے، گو اصل میں وہ صحیح ہو اور جو کچھ موافق اُردو ہے صحیح ہے۔ گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو"۔ اس اصول کو قائم کرنے کے بعد وہ بہت سے عربی الفاظ کو جو اُردو میں کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں صحیح بتاتے ہیں۔ مثلاً سید انشا کی رائے میں برقا صحیح اُردو کا لفظ ہے، گو وہ خلاف اصل ہے۔ یا وہ غدر کو بفتح و اُردو کا صحیح لفظ خیال کرتے ہیں اگرچہ اصل میں بسکونِ دال ہے۔ یہ سن کر بعض اصحاب جنھیں صحت لغت کا اسی قدر خیال رہتا ہے جیسے ایک مومنِ متقی کو اداے ارکانِ صلوٰۃ کا۔ اور خصوصاً ثقات لکھنؤ بہت جز بز ہوں گے۔ لیکن جو لوگ اصولِ لسان سے واقف ہیں

وہ سید انشا کی وسعت نظر اور اصابت رائے کی داد دیں گے۔ فرق یہ ہی کہ سید انشا اردو کو ایک جدا زبان خیال کرتے ہیں اور غیر زبان کے جن الفاظ نے منجھ منجھا کر یا گھس پس کر یا اختلاف لہجہ یا دوسرے اسباب سے ایک خاص صورت اختیار کر لی ہے وہ اب اُردو کے لفظ ہو گئے ہیں، انھیں اصل زبان سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور جو کچھ صورت اُن کی پیدا ہو گئی ہی اور جس طرح وہ زبان زد خاص و عام ہو گئے ہیں، وہی اُن کی صحیح صورت ہی، اصل زبان سے خواہ وہ کیسی ہی متبائن اور مختلف کیوں نہ ہوں۔ مگر جو حضرات ابھی تک اُن عربی فارسی الفاظ کو جو اُردو میں مستعمل ہیں اصلی صورت میں لکھنا اور بولنا صحیح اور فصیح سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف غلط اور غیر فصیح سمجھتے ہیں تو گویا وہ ابھی اُردو زبان کو زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی اصول کو اگر مد نظر رکھا جائے اور ہر اُردو لفظ اُس کی اصلی صورت میں (یعنی جس زبان سے وہ آیا ہی) لکھنا اور بولنا شروع کریں تو اُردو زبان کوئی زبان ہی نہ رہے گی۔ اور موجودہ تحریر و تقریر کے سارے الفاظ باستثنائے چند کے غلط ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس میں جس قدر الفاظ ہیں وہ یا تو سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ہیں یا عربی فارسی ترکی یا بعض یورپی السنہ کے۔ اُردو زبان مستقل زبان اُسی وقت ہوگی جب وہ ان زبانوں کے لفظ لے کر اُنھیں اپنا کر لے اور جہاں وہ اپنے ہوئے اُن کی شکل و صورت، وضع قطع، رنگ ڈھنگ میں ضرور فرق آئے گا۔ مگر ہم میں سے بعض نازک دماغ دقیق نظر حضرات کو ان غیر ملکیوں کی یہ بے تکلفی ہرگز نہیں بھاتی وہ انھیں اپنا بنانا نہیں چاہتے بلکہ انھیں ڈھکیل ڈھکیل کر اپنے حدود سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر سید انشا کے اصول پر عمل رہا ہوتا تو اب تک اُردو میں بہت کچھ وسعت، لطف اور شیرینی پیدا ہو جاتی۔

اس کتاب کے پہلے ہی باب میں سب سے اول اُنھوں نے اُردو کے حروف ابجد سے بحث کی ہی۔ اور اُن کی تعداد کے تعین میں بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔ سید انشا

سے کے بعد سے اُردو صرف و نحو اور لغت وغیرہ پر بیسیوں ہی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن جس جس پہلو سے اُنھوں نے ان حروف تہجی کو دیکھا ہی اور اُن کے اقسام قائم کیے ہیں بہت کم لوگوں کی نظر وہاں تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہی۔ علاوہ معمولی تقسیم حروف کے جو ہر معمولی کتاب میں پائی جاتی ہے مثلاً عربی کے اتنے فارسی کے اتنے اور ہندی کے اتنے۔ سید صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے ہیں۔ اس تقسیم کے بعد انھوں نے اُن حروف کو لیا ہی جو کسی خاص حرف سے مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً سترہ حروف ایسے ہیں جو ہ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ جیسے کھا گیا، پھنسا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں اب کہیں اُردو قاعدوں میں یہ حروف بڑھائے گئے ہیں۔ حالانکہ سید انشا مدتوں پہلے لکھ چکے ہیں۔

یا سترہ حروف ایسے ہیں جو نون کے ساتھ مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ہنڈول، رنگیلا، ہنسنا وغیرہ۔ اُردو قاعدوں میں اب تک ان حروف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح بعض حروف ایسے ہیں جو ی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کیا (حرفِ استفہام) دھیان۔ پیارا وغیرہ۔ غرض اسی طرح سید انشا نے اُردو حروف تہجی کی کُل تعداد پچاسی بتائی ہے۔

دوسرے باب میں دہلی کے محلوں کی تمیز کے متعلق بڑی دلچسپ بحث کی ہی۔ اور یہ تفصیل بتایا ہی کہ کس کس محلے کی زبان فصیح ہی اور کہاں کہاں کی غیر فصیح۔ مغلوں (اہل مغل پورہ) ساداتِ بارہ۔ پنجابیوں، پُربیوں کی زبان کیسی ہی اور اُن کی وجہ سے الفاظ کے تلفظ اور لہجہ اور زبان میں کیا فرق پیدا ہوا ہی۔ اور یہ سب امور تفصیل اور مثالوں کے ساتھ بیان کیے گیے ہیں۔ اور ایسے لطف کے ساتھ کہ جی خوش ہو جائے

اسی میں سید انشا اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں رح کا مشہور مکالمہ ہی۔ ہیں تو گنتی کے دو تین ہی جملے مگر آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہی۔

تیسرے باب میں بعض فصحا وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور بعض ایسے الفاظ کا بیان کیا گیا ہے جو اُردو نہیں یا متروک ہیں اور میر تقی یا مرزا سودا نے اُن کا استعمال کیا ہے۔
اسی باب میں نواب عماد الملک، بھاڑا مل، مرزا صدر الدین صفاہانی اور مُلّا عبد الفرقان کی دلچسپ تقریریں ہیں۔ خاص کر بی نورن اور میر غفر غلینی کی تقریریں نہایت پُر لطف ہیں۔ بی نورن اور میر غفر غلینی کی تقریریں ایسی پاک صاف شستہ ہیں کہ آج کل کی بول چال بھی اس سے زیادہ فصیح نہیں ہو سکتی۔ اس سے سید انشا کی زبان دانی اور فصاحتِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے اور زبان کے منجھنے اور ترقی پانے کے جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اس میں کہیں حرف گیری کا موقع نہیں۔ بلکہ ویسی فصیح اور پاک صاف اُردو اب بھی ہر شخص نہیں لکھ سکتا۔ اور اس میں شعرائے عصر کے کلام و حال پر جو تنقید کی ہے وہ بہت ہی ظریفانہ ہے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا۔

اسی باب کے آخر میں دہلی و لکھنؤ کی فصاحت و فوقیت کا پر لطف موازنہ ہے۔ اور دونوں طرف کے دلائل کو بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ چونکہ سید انشا نواب سعادت علی خاں کے ملازم اور مصاحب تھے اس لیے کس کس طرح پہلو بچا بچا کے اس بحث کو نبھایا ہے۔

بابِ چہارم میں مصطلحاتِ دہلی اور باب پنجم میں گفتگو و مصطلحاتِ زنانِ دہلی کا ذکر ہے۔ یہ دونوں باب محققین زبان و مولفین لغت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔

اس کے بعد اُردو صرف و نحو ہے۔ نہ صرف اُردو صرف و نحو کی یہ پہلی کتاب ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے تقدم اور فضیلت ہے کہ یہ اول کتاب ہے جس میں اُردو کی صرف و نحو بلحاظ زبان بیان کی گئی ہے اور عربی فارسی کی اندھوں کی طرح تقلید نہیں کی گئی۔ اگر مابعد کے مولفین اس اصول کو پیش نظر رکھتے تو اس وقت تک اردو صرف و نحو مکمل ہو جاتی۔

اس میں مطلق شبہہ نہیں کہ سید انشاء اللہ خاں کا اُردو زبان پر بہت بڑا احسان ہی اور خصوصاً یہ کتاب اُنھوں نے ایسی لکھی ہو کہ جب تک اُردو زبان زندہ ہی اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ اور سند لینے کی ضرورت باقی رہے گی۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ منطق و عروض و قوافی اور معانی و بیان میں ہی۔ یہ حصّہ مرزا قتیل کا ہی اور زیادہ قابل لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں کیا جاتا۔ البتہ منطق و عروض میں ایک جدّت اُنھوں نے ضرور کی ہی۔ یعنی اصطلاحات فن کا ترجمہ اُردو میں ہی۔ مثلاً

تصوّر ۔ ۔ ۔	دھیان	بدیہی ۔ ۔ ۔	پرگھٹ
تصدیق ۔ ۔ ۔	جوں کا توں	نظری ۔ ۔ ۔	گپت
موضوع ۔ ۔ ۔	بول	تسلسل ۔ ۔ ۔	اُلجھا سوت
محمول ۔ ۔ ۔	بھرپور	دَور ۔ ۔ ۔	ہیر پھیر
رابطہ ۔ ۔ ۔	جوڑ	مطابقت ۔ ۔ ۔	ٹھیک ٹھیک
نسبت ۔ ۔ ۔	ملاپ	التزامی ۔ ۔ ۔	اوپری لگاؤ
قضیہ ۔ ۔ ۔	بات	مثلث ۔ ۔ ۔	تکڑا
		مربع ۔ ۔ ۔	چوکڑا وغیرہ

یہ امر قابل غور ہے کہ اصطلاحاتِ علمی اس طور پر تراشی جاتیں یا ترجمہ کی جاتیں تو اس سے علوم کے ترجمہ کرنے یا عام طور پر علوم کے مقبول کرنے میں کہاں تک آسانی ہوتی یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہی مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں اصطلاحات کی وضع کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو (بشرطیکہ رکاکت پیدا نہ ہو) ہندی سے ضرور مدد لینی چاہیے مثلاً اگر نصفیۃ الاجنحہ کی بجائے اَدھ پرا یا آدھ پنکھ، یا عدیمۃ الاجنحہ کی بجائے بے پرا یا بے پنکھ، یا عدیمۃ الذنب کی جگہ بے دُما وغیرہ کہا جائے تو کیا ہرج ہی بلکہ اس سے سراسر فائدہ ہی۔ بعض الفاظ

جو بوجہ سختی اور کرخت ہونے کے ہماری زبان پر نہیں چڑھتے اُن کا ترک کرنا اولیٰ اور اُن کی بجائے ہندی یا فارسی اصطلاحات کا استعمال کرنا مناسب ہی۔

مرزا قتیل نے بھی اس حصہ میں سید انشاء اللہ کی پیروی کی ہی اور مزاح و تمسخر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوا ہنس کی چال چل رہا ہی۔ مرزا صاحب کا مزاح اکثر بے نمک ہے۔ انھوں نے عروض میں بجائے مروجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجائے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجائے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چت لگن پری خانم چت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہی کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہی وہ کسی قدر ٹھیک ہے۔

اس کتاب کے طبع میں بڑی دقت تھی۔ اول تو یہ کہ جا بجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اُن کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ دوسرے سید انشا کی طبیعت میں اُپج تو تھی ہی، انھوں نے حروف کے نام بھی نئے ایجاد کیے ہیں۔ غالباً اس میں انھوں نے اپنے ولی نعمت نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت رکھی ہے۔ مثلاً الف کو اقبال، ب کو بخشش، پ کو پاکی طینت، ت کو ترحم، خ کو خداترسی، ژ کو ژرف نگاہی، ک کو کم دماغی، ہ کو ہمتِ بلند لکھا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام حروف کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کو بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً کھن ایک چھوٹا سا لفظ ہی۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح سے بتاتے ہیں "با کم دماغیِ مفتوح با ہمت بلندیِ گشتہ و نفاست ساکن بمعنی گا ہے"۔ اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقہ

سے بناتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔

اس کتاب کی تصنیف میں چونکہ سید انشا اور مرزا قتیل دونوں شریک تھے اس لیے نام بھی دونوں نے دو دو تجویز کیے ہیں۔ سید انشا نے اپنے آقاے ولی نعمت نواب ناظم الملک سعادت علی خاں بہادر کے نام کی رعایت سے ارشاد ناظمی اور بحر سعادت تجویز کیے اور مرزا قتیل نے دریاے لطافت اور حقیقت اُردو۔ مگر ان میں دریاے لطافت ہی مقبول ہوا اور وہی آج تک مشہور ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے چھیالیس برس بعد مولوی مسیح الدین خاں بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالمتاب مرشد آباد میں بہ تصحیح و اہتمام مولوی احمد علی گوپاموی طبع کرایا۔ مولوی مسیح الدین خاں مرحوم میر منشی گورنر جنرل و سفیر شاہِ اودھ تھے اور بعد ازاں واجد علی شاہ مرحوم کی والدہ کے ساتھ انگلستان تشریف لیگئے وہاں سے واپس آنے کے بعد انھوں نے مرشد آباد میں ایک فارسی ٹائپ کا مطبع قائم کیا اور اُس میں اچھی اچھی کتابیں طبع کرائیں۔ مولوی صاحب کی خوش مذاقی کے بدولت یہ کتاب دست بُردِ زمانہ سے بچ گئی۔ مگر اب یہ نسخہ بھی کمیاب ہے۔ اسی نسخہ سے انجمن نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل مُلک کے لیے مفید ثابت ہوگی

اورنگ آباد دکن
۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

عبدالحق
آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درہر مملکت قاعدہ این است کہ صاحب کمالان وخوش بیانان آنجا درشہرے کہ قرارگاہ
ارکان دولت بادشاہی باشد جمع شوند واز کثرت ورودِ آدمِ ہر دیار براے تحصیل قوت
دران باشندگانش در تحریر و تقریر بہ از ساکنان بلادِ دیگرآن ولایت باشند مانند صفاہان
درایران کہ مدتہا دار السلطنت سلاطین صفویہ بود و زبان و بیان سکنہ آنرا بہ از زبان
مردم جاہاے دیگر درایران میگرفتند ومیگیرند یا استنبول کہ محل جلوس سلطان روم
است۔ چون بیشتر جاے عیش سلاطین تیموریہ دار الخلافہ شاہجہان آباد بودہ است
وفصیحان وبلیغان وعلماے عالی قدر فریقین ودیگر ارباب فنون لطیفہ واصحاب علوم
شریفہ درآن شہر دلنواز آرامگاہے براے خود ساختہ بودند ہرچند کہ لاہور وملتان
واکبرآباد والہ آباد ہم مسکن بادشاہان صاحبِ قدرت وشوکت بودہ وعمارات بلند
سربفلک رسانیدہ درین شہرہا موجود است لیکن برابر نمیتوان گفت۔ زیرا کہ دریں جا
سلاطین عالی مقام زیادہ از جاہاے دیگر تشریف داشتہ اند۔ خوش بیانان آنجا

متفق شدہ از زبان ہاے متعدد الفاظِ دلچسپ جدا نمودہ و در بعضی عبارات والفاظ تصرف بکار بُردہ زبانے تازہ سوائے زبانہاے دیگر بہم رسانیدند و بہ اُردو موسوم ساختند ظاہر است کہ از روزے کہ شاہجہان بادشاہ غازی این قطعہ را آباد ساختہ موسوم بہ شاہجہان آباد گرد از آں روز تا امروز مسکن بادشاہ ہند است - در زمانہ سابق آدم ہر شہر در آن شہر وارد می شد و کسب آدمیت میکرد و باشندۂ آنجا بشہر دیگر نمیرفت - واگر بحسب ضرورتے جائے میرفت بزرگ زادہاے عالیقدر آن بلدہ بزیارتش می آمدند و در صحبت او قوانین نشست و برخاست و حرف زدن و دیگر آداب مجلس یاد میگرفتند - و از چند سال کہ خرابی بآن شہر رُو نمود ساکنانش جا بجا منقسم شدند و ہر جا کہ آسودگی را باخود دو چار دیدند قرار گرفتند و از فیض ہمنشینی شان اہل دہ سلیقۂ خورش و پوشش و فصاحت بیان و تیزیِ زبان حاصل نمودہ بنیدگان را در غلط انداختند - لیکن ہنوز از اصل تا نقل فرق بسیار است - کسانیکہ پدر و مادر شان از شاہجہان آباد بشہر دیگر رسیدہ اند و صاحبِ اولاد ہمانجا شدہ اند روزمرۂ آنہا بعینہ روزمرۂ دار الخلافہ است - مگر بعضے صاحبان از کثرتِ صحبتِ ساکنانِ آن شہر چند لفظ مخالفِ اُردو نیز استعمال میکنند - تفصیل این اجمال بریں نمط است کہ از خصوصیاتِ اہلِ پورب بودہ ہست کہ بخلاف شاہجہان آبادیان درین عبارتِ ہندی (کل ہم تمہارے یہاں گئے تھے) لفظ کے باکاف و یاء مجہول بعد تمہارے زیادہ آرند یعنی (کل ہم تمہارے کے یہاں گئے تھے) گویند و بعد لفظ میرے کے، تیرے کے، ہمارے کے، اُسکے کے، اِسکے کے نیز - و بعضی فصیحان ہیان را ہیاں بر وزن جہان و ہیاں بر وزن نان بہ تلفظ در آرند و ہا را در یائے غائب کنند - دیگر نون ماقبل یا در تانیث مانند حلال خورنی بمعنی زن حلال خور کہ در شاہجہان آباد حلال خوری گویند - لفظ حلال خور اگرچہ در اصل غلط است لیکن چون در ہند چنین اشتہار پذیرفتہ حالا بزبان اُردو ہمیں صحیح است - دیگر کبڑیا و کبڑنی بمعنے

سبزی فروش و نَنش، این ہر دو لفظ آشنائے گوش اہل اُردو نیست سوائے کسانیکہ سفر پورب ہم کردہ اند۔ و لفظ شاہجہان آبادیان باین معنی کنجڑا و کنجڑن باشد۔ طرفہ اینکہ اگر بعضی اُردو دانانِ پورب اجتناب از لفظ کبڑیا و کبڑنی دارند باز ہم یائے معروف بعد نون افزودہ کنجڑن را کنجڑنی گویند۔ دیگر درخت بڑ بابائے مفتوح و رائے ہندی در شاہجہان آباد مشہور است (برگد) بابائے مفتوح و رائے ساکن و گاف مفتوح و دال ساکن استعمال نمایند دیگر مدار بجائے درخت آک۔ دیگر (لو) کہ ہندی بجائے بگیرید مستعمل است و در مقام استعمال آن باوّل کلام معنی اصلی مقصود نیست بلکہ برائے حُسن کلام آید (ملے) کہ ترجمہ بگیر است بر زبان دارند۔ مثلاً در شاہجہان آباد جائیکہ (لو یار چلو چاندنی چوک تک ہو آویں) گویند در پورب (ملے یار چلو ذرا چاندنی چوک کی سیر کریں) محاورۂ بعضی فصیحان باشد۔ دیگر (دھنی) بجائے کڑی یعنی چوبِ سقف۔ دیگر زنگل بجائے زنبل۔ دیگر دہنا بمعنے دستِ راست بجائے دانیان یا داہنا۔ دیگر بتوری بجائے رسولی۔ دیگر دادھیال و نانھیال بزیادت الف۔ و ہم چنین چند لفظ دیگر بر زبانِ این صاحبان جاریست کہ شاہجہان آبادیان نشنیدہ اند۔ و از ساکنان بلاد دیگر ہر چند بعضی بسیار کردہ روزمرۂ خود را در صحبت اہل دہلی رسانیدہ اند لیکن از لہجہ مجبور اند ہمین کہ حرف میزنند شناختہ می شوند۔ و ہم باید دانست کہ آدمِ شاہجہان آباد در وقت تکلم یک دو لفظ پورب بزبان اُردو پوربی ہر قدر کہ سخن بگوید ہمہ روزمرۂ اُردو باشد و الفاظ ملک خود در ان داخل نکند از لہجۂ ہر دو معلوم می توان کرد کہ این شاہجہان آبادی است و این پوربی۔ بالجملہ زبانِ اُردو مشتمل است بر چند زبان یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی و غیر آن۔ مثال مدلل

واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھیں کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تیہا آتا ہے کہ ناحق ناحق لگا جی ساتھ لیکر پایندہ بیگ کھتے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ایسا نہو

کہ اُس چھلے کی دوستی مین اپنا سر کٹواوے۔ مین نے کہا آپ کاہے کو کڑھتی

ہین اُس لڑکے کا اللہ بیلی ہے، پاینده بیگ کیا ہے۔

و در مثل۔ بگلا مارے پنکھ ہاتھ۔ مخفی نماند کہ و اللہ یا اللہ ہر دو عربی است و تمام شب فارسی و باجی بمعنی خواہر ترکی و کھتیا بمعنی جیب پنجابی لیکن سوائے آدمی استعمال آن در اُردو بر ہیچ چیز روا نبوده ہمچنین جھلا بمعنے کم عقل و دراز زبانے کہ حرکات و افعال خود را نیکو داند و در اصل دلالت کند بر حماقتِ او لیکن از بدی طینت پاک باشد۔ و بیلی بمعنی نگہبان نیز پنجابی است۔ و تگا بافتحہ و تشدیدِ گاف بمعنی شوہرِ دایہ ترکی باشد کہ اصلش اتکہ بالف و تاء و گاف ہر سہ مفتوح و ہاء ساکن از کثرتِ استعمال و عدم معرفتِ زنانِ ہند بزبانِ ترکی تگا شد۔ و کاہیکو بمعنی چرا کاہے در اصل زبانِ برج است۔ کاہے رے بھیا، یعنی چرا اے برادر۔ لفظ کو با کاف و واو معروف چون ملحق بآن کردند روزمرهٔ اُردو شد۔ و درین مقام کس واسطے و کس لیے و کیون ہم استعمال یابد و فصیح تر از کاہیکو باشد۔ و پنکھ کہ بمعنی پر در مثل بستہ شده لفظ اُردو نیست زبانِ پورب است۔ و بعضی حرکات و حروف ہم دلالت کند بر شاہ جہان آبادی و بیرونی مثلاً ہر گاه اہل دہلی شاه جہان پور را از زبان بر می آرند اظہار واو در پور نمی کنند، پور بر وزن خور کہ بمعنی آفتاب است میگویند و پوربیان پور بر وزن نُور ادا نمایند۔ ہمچنین مُہان را کہ قصبہ است متصل لکھنؤ بر وزن گمان، موہان بر وزن طوفان گویند۔ ردولی کہ مدفن شیخ عبد الحق صاحب نوشتہ است، رُدولی بضمۂ راء و فتحۂ دال و سکون واو و کسرۂ لام و یاء معروف خوانند، و دہلویان با راء مفتوح بر زبان وارند و حرکاتِ باقی ہمان۔ و درینجا دہلویان مراد از کسانے است کہ خود در پورب بوجود آمده اند و موطن پدر و مادرِ شان دہلی بوده۔ زیرا کہ باشندگان شاه جہان آباد تا وقتیکہ لکھنؤ را ندیده اند نامِ اینگونہ بلاد را نشنیده اند۔ و ترجمۂ لفظ طفولیت بزبان اہلِ پورب لڑکئی بفتحہ لام

وسکون راے ہندی و فتحۂ کاف با ہمزہ یکے شدہ و یاے معروف باشد و در شاہ جہان آباد این
سہ قسم رواج دارد۔ در مدرسہ از زبان طالب علمان لڑکائی و از زبان اہل مغلپورہ
لڑکاپن مسموع است و بر زبان فصیحان لڑکپن جاریست۔
موجز اینکہ چون زبان اُردو عطر زبانہاے دیگر است حروفیکہ درین زبان بتلفظ در می آید
ہشتاد و پنج حروف است نزد فصیحانِ اہلِ تحقیق۔ و نزدِ عوام و تحقیق ناآشنایان نود و
پنج حرف است چہار مشکوک و آن دال و خا با نون یکے شدہ و سین با یا یکے گشتہ
و جیم فارسی متحد با ہا و نون۔ و شش حرف دیگر کہ محل بحث است و آن زاء و شین متحد
با نون۔ و باء فارسی و الف متحد با واؤ۔ و کاف با واؤ و نون یکے شدہ و میم با یاء و نون
متحد۔ بخلاف عربی کہ زیادہ از بست و ہشت حرف ندارد از الف تا یا۔ و بخلاف
فارسی کہ بست و چہار حرف دارد۔ تفصیلش انکہ ہرگاہ از بست و ہشت حرف تہجی این
ہشت حرف را کہ در فارسی نمی آید یعنی۔ ث۔ ح۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق۔ جدا
کردیم بست باقی ماند۔ چار حرف دیگر کہ در عربی نمی آید بران افزودیم بست و چار شد۔
یعنی باء فارسی و جیم فارسی و زاء فارسی و گاف ہمچنین بخلاف ترکی کہ بست و سہ حرف
دران یافتہ می شود یعنی از ہمان بست و چہار حرف فارسی ف۔ ژ۔ را یکطرف گذاشتیم
و قاف بر باقی مزید کردیم۔
بالجملہ تفصیل حروف اُردو برین نمط است کہ بست و ہشت حرف عربی و چار حرف مخصوص
بفارسی و سہ دیگر کہ تاء ہندی و دال ہندی و راء ہندی باشد باہم سی و پنج شد و ہفدہ
حرف دیگر است کہ ہر یکے ازان با نون جمع شدہ یکحرف شمار کردہ اند و بتکلف یکے بر ہفدہ
ہم زیادہ می توان کرد و آن حروف۔ الف۔ با۔ و باء فارسی۔ و تا۔ تاء ہندی
جیم۔ جیم فارسی۔ خا۔ و دال ہر دو مشکوک۔ دال ہندی۔ را۔ سین۔ گ۔ و گاف۔
و لام۔ میم۔ نون۔ ہا۔ بود۔ و حرف دیگر باشد کہ با ہا گفتہ شود و حروف مذکورہ

این است۔ با و باء فارسی و تا و تاء ہندی و را و راء ہندی و دال و دالِ ہندی و کاف و گاف و لام و میم و نون و واؤ و یا و جیم و جیم فارسی باشد۔ و یازدہ حرف دیگر است کہ با یا یکے شوند یعنی با و باء فارسی و کاف و گاف و دال با ہا یکے شدہ و دال ہندی و جیم فارسی و جیم و سین و شین و نون۔ و ہشت حرف دیگر است کہ با ہاء و نون یکے باشد و آن کاف و گاف و با و باء فارسی و جیم و جیم فارسی و دال و دال ہندی بود۔ و دو حرف دیگر با واؤ یکے شود و آن الف و باء فارسی است لیکن ہر دو محل بحث ذکر آن بجاے مناسب در کتاب کردہ خواہد شد۔ مانند بعضی حروفِ دیگر کہ در بعضی الفاظ در کتابت معتبر گرفتہ اند و در اصل از شمار حروف بیرون است۔ یا مثل بعضی حروفِ دیگر کہ مانند سین با یا یکے گشتہ زبان بعضی بازاریان باشد۔ مثال حروفِ اُو وا نام زنِ کسبی بخشی علیٰ ہذا القیاس۔ تو و پیا و ثابت علی نام سازندہ و جمیا و حسینی و خانمی و چاندنی و دامڑی و ذاکر علی نام سارنگی نوازے و راحت و زاہد علی پسر راحت و سندری و شکرو و صاحب بخش و ضابط علی ہم نام سازندہ و طاہر علی برادرش و ظہورن و عزت و عیبنی و فرخندہ و قطبو و کریمن و گنا و لاڈو و مہتاب و نورن و وزیرن و ہینگو و پارو نام کنچن۔ این نامہا نام زنان و مردان کسبی اردو باشد سوائے این اسماء حروفِ مذکورہ در الفاظ دیگر ہم بسیار می آید۔ مختصر اینکہ درین نامہا حروفِ تہجی عربی و فارسی سوائے زاء فارسی ہمہ مذکور است۔ چون بر زبانِ قابلیت دستگاہان فصیح زاء فارسی یعنی اصلی خود و ژالہ باری ہم جاری ست مثال آن نیز پیدا شد۔ تا اینجا مجموع حروف عربی و فارسی سی و دو حرف است کہ در مثال یاد کردہ آمد۔ مثال دال ہندی (ڈولی) مرکبے است کہ محبوبان بران سوار شدہ براے رقص میروند ہرچند سواے این فرقہ دیگر مرد و زن ہم سوار می شوند لیکن دیگران بمجبوری۔ و اینہا روزِ رفتن در مجلسِ شادی براے رقص باوجود میسر بودن پینس و میانہ باختیار خود بسواری ڈولی راہ

طے میکنند۔ مثال تاء ہندی۔ ٹانٹھی بمعنی زنِ پُرگوشت، مستعد در امور ضروری خانگی
مثال راء ثقیل این حرف در اوّل الفاظ بزبان اُردو شنیده نمی شود یا آخر لفظ می آید یا
در وسط مانند پیڑ بمعنی درخت و کڑوا بمعنی تلخ۔
مثال ہفدہ حرف با نون یکے شدہ۔ انگرکھہ نام لباس۔ بندوڑ بمعنی کنیز کم قدر۔ پنڈول
قسمے است از گِل۔ تندور بمعنی تنور زبان عوام اُردو۔ ٹنگڑی با تاء ہندی بمعنی ساق۔ جنگلا
نام راگنی۔ چنگر مشہور خنجر در استعمال مرثیہ گویان با نون مختفی بسیار می آید بلکہ مرزا رفیع
ہم در مرثیۂ کہ دو مصرعہ بند اولش این است خنجر بوزن چنبر بستہ مطلع

نہیں ہلال فلک پہ مہ محرم کا چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا

اگرچہ نزد فصیحان این الفاظ را اعتبارے نیست و عوام اُردو نیز مستعمل نمی کنند لیکن
برائے مثال خابند مرزا رفیع نوشتہ شد زبان اُردو خیال نباید کرد۔ ڈنیلی دندان
خُرد فیل لیکن زبان جائے دیگر است از اہل اُردو بگوش نرسیدہ و شاید کہ بزبان
کسے جاری باشد اولی آنکہ داخل اُردو نکنند۔ ڈنڑ با دال ہندی و نون مختفی و راء
ہندی بمعنی ورزش۔ ششنو کہ آنرا اکثرے از فصیحان ڈنڈ ہم گویند۔ رنگیلا بمعنی آدم خوش
اختلاط معشوق دوست۔ سنگار بمعنی آرایش۔ کندلا بمعنی کشیدن طلا یا نقرہ۔ کنڈورا قسمے
است از شیرینی ہند۔ لنڈورا بمعنی طائر دُم بریدہ۔ منگیتر بمعنی دختر بکرے کہ با کسی نامزد
شدہ باشد۔ ننگیا لینا گرفتن لباس کسے بزور۔ ہنڈولا بمعنی گہوارہ۔
مثال ہفدہ حرفیکہ با ہاء یکے میشوند۔ بھاگنا بمعنی گریختن۔ پھٹ گیا بمعنی پارہ شد۔ تھوڑا
بمعنی اندک۔ ٹھنڈا بمعنی سرد۔ مثال تاء ہندی۔ ٹیڑھا با راء ہندی۔ راء با ہاء در
اول الفاظ نمی آید۔ پڑھا ہوا بمعنی صاحبِ سواد یعنی خواندہ۔ جھوٹا بمعنی دروغ گو و غیر آن۔
چھوٹا بمعنی خُرد۔ چھل بمعنی رشک زنان در مباشرت باہم۔ دھوم بمعنی غلغلہ۔ ڈھال
با دال ہندی بمعنی سپر۔ کھال بمعنی پوستِ حیوان۔ گھوڑا بمعنی اسپ۔ گھوسیر اوسط

اکرم علیخان وہر کہ موسوم باین لفظ باشد۔ تھارا گھر بمعنی خانۂ شما۔ مثال سیم کہ در اول لفظ باین صورت آید در خاطر نیست۔ وہمچنین حال لام ازین سبب ملھو، تھارا گھر در مثال ہر دو نوشتہ شد۔ نون ہم ازین قبیل است مانند ننھا بمعنی خُرد۔ وہان بمعنے آنجا بر وزن نان وعلی ہذا القیاس۔ یہان ہمان وزن بمعنی اینجا۔

مثال ہشت حرف دیگر کہ با ہا و نون اتحاد دارند۔ کھنڈانا بمعنے پراگندہ کردن گھنگرو آنچہ مہوشان وقت رقص وربا کنند۔ بھنڈلانا فریب دادن۔ پھُندنا آنچہ چتر پالکی آن آرایند۔ جھنڈولا بمعنے طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد۔ دھنکانا بمعنی اصرار طرفداران عروس در طلب زر وقتِ کشادنِ دربا جانب داران داماد۔ ڈھنڈورا بمعنی منادی بندھار بمعنی ویرانہ۔ چھنگلیا انگشت کوچک کہ بعربی خنصر نامند این لفظ از زبان باشندگان قدیم پورب ہم شنیدہ می شود انکے جاے تامل است۔

مثال یازدہ حروف دیگر کہ با یاء متحد شدہ اند۔ بیوتانا بمعنی باعث بر قطع ثوب شدن۔ پیوسی آنچہ از شیر گاؤ مادہ یا ہرچہ مثل آن بعد زائیدن درست نمایند۔ کیا بمعنی چہ حرف استفہام۔ گیارہ بمعنی یازدہ۔ دھیان بمعنی تصور۔ جیوڑا بمعنی جان۔ چیونٹی بمعنی مورچہ۔ ڈیوڑھی بمعنی آستانہ۔ نیولا بمعنی راسو وبعضی یاء را دران ظاہر کنند۔ شیوداس نام ہندو وبعضی عوام سیوداس باسین ہم خوانند ہرچند غلط است چون سواے ہندوان بر زبان مسلمانان اہل حرفہ از قبیل سبزی فروش ونیچہ بند وغیر آن نیز در شاہ جہان آباد روان است داخل اُردو شد۔ گو نزد صاحب لیاقتان فصیح کہ آشنا بکتابت ہستند حقیقتے ندارد باز ہم از روے انصاف مثل خنجر نیست کہ احدے از وضیع وشریف نون آن وقت تکلم در خاء غائب نمی کنند بلکہ ہمہ بر وزن لشکر ادا میسازند وہر فصیحے کہ ازین دو لفظ ومثل آن اجتناب ورزد در دار العدالت نزد اُردو دانان ماخوذ نیست ہمان ہشتاد وپنج حرف چہ کم است۔

دُر دانۂ دوم متضمن تمیز محلات دہلی

بر صاحب تمیزان پوشیده نیست که هندوان سلیقه در رفتار و گفتار و خوراک و پوشاک
از مسلمانان یاد گرفته اند در هیچ مقام قول و فعل اینها مناط اعتبار نمی تواند شد- بالجمله
جمعیکه در شاه جهان آباد می باشند دو فرقه اند بعضی بصحبت مسلمانان رسیده و بعضی محروم
مانده فرقۂ اول از گفتن دَیا و کرپا بمعنی مهربانی و رچّها با رائ مکسور و تشدید جیم فارسی
با هائ متحد گشته بمعنی نگهبانی- و گراس بمعنی نواله لیکن مخصوص بکسانے است که اصل شان
از پنجاب است و چاچا بمعنی برادر خورد پدر- و تایا بمعنی برادر بزرگ پدر و ماما بمعنی برادر
مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواهر مادر و پهوا با بائ مضموم و هائ هر دو یکی شده
و واو معروف مشدّد و مبدل با همزه و الف بمعنی خواهر پدر و جیجا با جیم مکسور و یائ معروف
و جیم و الف بمعنی شوهر خواهر- دها بر وزن جا بمعنی دایه- دهاورا بر وزن فاعلن
از روے عروض بمعنی شوهر او و قلیه علی العموم جمیع اقسام گوشت پخته و پروسنا بمعنی
برآوردن طعام از دیگچه در رکابی و گروگه در هندی ترجمۂ لفظ بکنید باشد بمعنی بر زید و گئو
با گاف مفتوح و همزه مضموم و واو معروف که بمعنی گاو ماده است و بجاے آدم
مسکین بے زبان نیز- و هتهیا بمعنی آزار و بهگت با بائ و هائ مفتوح یکے گشته و فتحه گاف
و سکون تائ بجاے زاهد و متقی و سنارا بمعنی زرگر- و نکسا بمعنی برآمد و علی هذا القیاس چاره
ندارند- فرقۂ دوم بازار را بزار و بجار و باد زن را پنکها با فتحه بائ فارسی و تشدید کاف
با هائ یکے شده و الف- و پدر را لالا گویند و معمول اینها نیست که پسر وقت صبح سلام بر
پدر کند و یا وقت خطاب تعظیم او ملحوظ دارد بلکه وقت حرف زدن پسر با پدر چنان
بر بیگانگان ظاهر می شود که مخاطب از نوکران کم رتبه این کس است- و دیوره اگنده

گویند۔ کنده با کاف مفتوح و نون ساکن و دال مفتوح با هاء یکے شده بمعنی دیوار
باشد۔ این الفاظ همه در استعمال کسانے است که اصل آنها از بلاد پنجاب است یعنی لاهور
و امن آباد و کلانور و پٹیاله و سودهرا و برسرور و اورنگ آباد و سیالکوٹ و وزیر آباد
و هیت پوری شکھره و سلطان پور و بیلان و راهون و گمو در و کادهی یا جهیاں و بهلو
وال و کپور تھله۔ و علی الخصوص دلالان خرید پارچه که دلال را دلال بے تشدید لام
گویند و دستار را پگ با باء فارسی مفتوح و با گاف مشدد خوانند۔ و هرگاه با کسے بجنگند
دستار خود را از سر برداشته در بغل گیرند و صدائے تظلم مثل ستم رسیدگان بلند کنند و
بزعم خود طرف ثانی را ترسانند و بدانند که ازین تدبیر صائب ما این کس را دو اندیشه در
خاطر پیدا خواهد شد۔ یکے اینکه در دلش خواهد گذشت که هرگاه این بیحیا شرم از سر برهنه
کردن خود نکرد و محال است که حرمت من ملحوظ خاطرش باشد یقین است که بعد ساعتے
دست به دستار من خواهد رسانید۔ دوم اینکه این هم با خود گفته باشد که اگر بازاریان صدائے صاحب
تظلم شنیده فراهم شوند رهائی از دستِ شان مشکل است اگر خواسته باشم که خاموش سر گریبان استاده باشم
دست درازی خواهند کرد و اگر یک دو مرد که را بزنم سر خود را شکسته پیش حاکم خواهند رفت
پس هرگاه این دو وسوسه غول راه طبع او شده باشد سوائے عجز و عذر گناه پیش ما
مردم فروغ نمی تواند کرد۔ و نزد شرفاے شاه جهان آباد ظاهر کنند که مادران مغل بچها
وقت صبح پسران خود را از راه نصیحت میگویند که شما با هر کسے خواهید بجنگید لیکن با
دلال بچها راست و درست خواهید بود که آنها بد بلا هستند۔ و روزمرهٔ این فرقه هم در
هندی کم از روزمرهٔ اهل خراسان در فارسی نیست۔

چنانچه دلالے از شاه جهان آباد به فیض آباد وارد شده بود فردائے روز ورود خود
برائے دیدنِ خوشحال رائے نام جوهری می آید۔ طرف ثانی لیاقت این مرد که را که دلال
پسرے بیش نبوده است دیده تواضع طعام از قسم حلوا و لچی کرد و وقتِ رخصت

چہار فلوس برائے سیر بازار داد و بعد چند روز کہ باز وارد شاہجہان آباد شد یاران محلہ بر و جمع شدہ پرسیدند کہ خوشحال رائے جوہری را ہم دیدہ بودند معلوم نیست چہ حال دارد۔ یک ناگاہ گردن را بلند کردہ بر سر سخن آمد کہ

کھسانی جوہری کی پیچھی بادین ایسی ہی کہ ایسی کسی کی نہ بنی ہو ڈوڈو می ڈوڈو می پر کھیریل وچ کھیریل دی سناری دی ہٹ ڈہری کے اندر بھی کنوا کنوے کے منھ اوپر وڈا لکڑا ہور شخص بھی ایسا کہ ایسا کوئی بھی نہ ہوگا مجھے دیکھتے ہی باگ باگ ہوگیا ہور وسی گھڑی چھے پیسے آدمی کو دیے کہ جنیال کے واسطے پوریان ہور موہن بھوگ تو جاکے لاؤ ہور اُسکے آؤتے آؤتے تاکر دھیلے کی گاجران ہور دھیلے کا چناگرڈ لیکے دیا کہ جب لگ وہ آؤتا رہے اُسکے آؤتے توڑے منھ تو جھٹا لو رب چنگا چوکری تان اُسنے بھی تو غراغرم لوچیان ہور کچوریان ہور موہن بھوگ ڈھیر سا لاؤکے میرے آگے رکھ دیا مینے کہا کے کروں کرکے کہا کہ مین ہنڑ جاتا ہون اُسکے بچارے نے چار پیسے کھیسے مین سے کڈھ کے دیے کہ اسد اکچھ بچارسے لیکے منھ وچ ڈالدے جانا

شرح عبارت این است کہ از خوشحال رائے بقاعدۂ ترخیم خوشحالی گرفت و از راہ بے علمی خاء را با کاف باہائے یکجا شدہ مضموم و شین را با سین و حاء را بایاء مجہول مبدل کردہ از فیض آباد پچھیج آباد بر آوردہ۔ و این زبان اکثر جاہلان و عوام شہر است لیکن دلالان الف را بایاء مجہول بدل کنند شبیہ بقاعدۂ امالہ۔ ڈوڈھی با دال ہندی مفتوح و سکونِ واؤ و دال ہندی باہائے یکجا شدہ مکسور و یاء معروف بزبان این مردم بمعنی آستانہ و دوم دروازہ باشد۔ کھیریل عوض کھپریل است کہ در پورب و دیگر بلادِ جنوبیہ رواج دارد۔ وِچ با واؤ مکسور و جیم فارسی مشدد بمعنی درمیان باشد۔ کنوان بتشدید ہمزہ بصورت واؤ بمعنی چاہ۔ اوپر بتشدید باء فارسی

بمعنی بر کہ ترجمۂ علیٰ باشد در فارسی۔ وڈا با واؤ مفتوح و دال ہندی مشدّد و الف
بمعنے کلان۔ لکڑا بتشدید کاف و راء ہندی بمعنی چوب کلان۔ ہور با ہاء مضموم و واؤ
مجہول بمعنی دیگر۔ شنجی با شین ہمان سنجی با سین۔ چھے با جیم فارسی با ہاء یکے شدہ
و یاء مجہول بمعنی شش۔ لاؤ بمعنی بیار۔ تاکر بمعنی تاے انتہائی۔ گاجران بمعنی زرد کہا
چٹا با جیم فارسی مکسور و تاء ہندی مشدّد و الف بمعنی سفید۔ لگ نیز بمعنی تاء انتہائی
ہمچنین۔ توڑی با تاء و واو مجہول و راء ہندی و یاء معروف برائے انتہاے وقت
و مکان۔ و جھٹالو با جیم با ہاء یکے گشتہ و الف و لام و واو مجہول بامعنی کہ با طعام ناشتہ
بکنید یا با خوردنی ہا از قسم فواکہ و بقول و غلہ ہاے بریان مثل نخود و غیرہ ناشتا بکنید
چنگا بمعنی خوب و بندہ نواز در اصطلاحِ شان تان بمعنی تو نہ تو کہ ترجمہ انتَ باشد بلکہ
توے ہندی کہ در عبارتِ فارسی مقابل آن خود و کاف مکسور باشد مثلاً من خود
میروم کسے برود یا نرود و یا من کہ میروم دیگرے نرود یا نرود۔ ظاہر است کہ ترجمۂ
عبارتِ مذکورہ ہندی غیر ازین نیست کہ مین تو جاتا ہون کوئی جائے یا نجاے۔
غرما غرم بمعنی گرما گرم۔ ڈھیر سا بمعنی مانند انبار۔ آگے با الف مفتوح و گافِ مشدّد و مکسور
و یاء مجہول بمعنی پیش۔ رکھ دیا با راء مفتوح و کاف ساکن متحد با ہاء و دال مکسور و الف
بمعنے چید۔ کرولی با کاف مفتوح و راء مضموم و واو معروف و لام مکسور و یاء معروف بمعنی
آب از دہن بیرون کردن۔ ہن با ہاء مضموم و نون مشہور است در اصل با ہاء با نون یکے
شدہ و راء ہندی بمعنی حالا باشد کہ بہندی اب گویند۔ کڈھ کے با کاف مفتوح و دال
ہندی مشدد و متحد با ہاء۔ و کے در ہندی بدل ہاء بمعنی برآوردہ از کیسہ یعنی از کیسہ برآوردہ
داد۔ ضابطہ این است کہ ہاء در فارسی بعد فعل ماضی براے استمرار می آید مانند این عبارت
کہ سلاطین دار احشم جبہہ بر آستانش نہادہ اند یعنی از بدو شعور چنین کردہ اند و آیندہ ہم تا
زندہ اند ہمچنین خواہند کرد یا براے علاقۂ عبارت مابعد آید مثل انکہ ہفت اشرفی از کیسہ

برآورده بمن نخشید و وا با دال و الف قائمقام کا باشد که علامت اضافت در زبان هندی
است و وی بمعنی کی مثل اینکه فلانے کا بیٹا اور فلانے کی بیٹی. پنجابیان فلانیدا بیٹا
و فلانے وی بیٹی گویند و وے ورڈ الدے با یاء مجهول قائمقام تے باشد یعنی مُنهه
مین ڈالتے جانا بلهجۂ و لالان در اصل جانڑا باشد بمعنی رفتن. کتابت آن با جیم مفتوح
و الف و نون غنه و راء هندی و الف باشد و اینها زنگاررا ز نگال و جنگال و زنگار هم
گویند در هر سه صورت حرف اول جیم باشد یا زاء با نون یکے شده و لفظ مذکور که در اصل
بر وزن اسباب است بر وزن جهار گردد. شنگرف را که نیز همین وزن دارد شنگرف
با شین مکسور با نون یکے شده و گاف و راء مفتوح و فاء ساکن بر وزن مسطر ادا سازند
پس باتباع تلفظ این فرقه حروف زبان هندی هشتاد و هشت باشد هر چند اینها پنجابی الاصل
اند و قول شان غیر معتبر لیکن چون بعضی ناخوانده‌هاے شهر هم این الفاظ را از اینها شنیده اند
بهمین حروف و حرکات مستعمل کنند و دیگر اُردوے شان درست باشد و اخل اُردو
می توان کرد بخلاف الفاظیکه در نقل چنیا مل مذکور شد و منکر این هر دو لفظ یعنی زنگار
بر وزن جهار و شنگرف بر وزن مسطر با وصف درستی اُردو شاه جهان آباد را ندیده است
ولادت یکطرف زیرا که در شهر دیگر از صحبت والدین و دیگر باشندگان شهر لهجۂ زبان اُردو
یاد گرفتن سهل است. لیکن بعضی الفاظ و بازیچها خصوصیت تولد شخص در آن شهر دارد
مثل چنڈول گدا گر بول. بکسر جیم فارسی و اعلان نون ساکن و دال هندی مضموم و واو
معروف و لام ساکن و گاف مفتوح و دال مفتوح و الف و گاف مفتوح و راء ساکن و باء
و واو مجهول و لام نام بازیچه. دیگر کاٹھ کنول با نسلی بهنبیری میرا نانو. با کاف و الف
مفتوح و تاء هندی با هاء یکے شده و در آخر و کاف مفتوح و تاء هندی با هاء
یکے گشته مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن با نسلی یعنی پارۂ نے که آن اکثر آدمیان
می نوازند و بهنبیری با باء و بلهاء و نون یکے شده مفتوح و باء با هاء یکے گشته مکسور و یاء معروف

وراء مکسور و یاء معروف اسم جانور کو چک پردار - تا نو بمعنی نام - دیگر گالی پیلی ڈلو - کالی سیاہ ہندی، پیلی چیزے زرد، وڈلو با دال ہندی مکسور لام مضموم و واو مجہول بمعنے خط مستقیم کہ بر دیوار ہا یا چیز دیگر بقلم یا انگشت یا غیر آن کشند - دیگر چیدر چھپول جیم فارسی مفتوح و دال مشدد مفتوح و راء ساکن و جیم فارسی مکسور باہاء یکے شدہ و باء فارسی مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن این بازیچہ در ہندوستان از ولایت آمدہ است لیکن نام فارسی دیگر است - دیگر گھور گھنڈی چوہی لنڈی با گاف مضموم باہاء یکے شدہ و واو مجہول و راء و گاف مضموم باہاء یکے گشتہ و نون ساکن و دال ہندی مکسور و یاء مجہول - چوہے بمعنی موشان - ولنڈے بضم لام و اعلان نون ساکن و دال ہندی و یاء مجہول بمعنی دُم بریدہ - دیگر مونگ چنا ڈگدو ڈو - بازیچۂ جوانان با اطفال صغیر است - مونگ بمعنی ماش و چنا بمعنی نخود و ڈگدو ڈو با دال ہندی مفتوح و گاف ساکن و دال ہندی مضموم و واو مجہول و ہمزہ مکسور و یاء معروف و دال ہندی و واو معروف - دیگر چھلا چھپول این ہم از ولایت رسیدہ است در فارسی انگشتری بازی می نامند در شہر ہاے دیگر ہم مروج است براے این کہ اکثر جوانان لولی پرست براے مساس مخفی این مشغلہ بیش می کنند لیکن اصل این جوانان از شاہ جہان آباد است اگر کدام پوربی الاصل ہم میداند یقین است کہ از ینہا یاد گرفتہ است دیگر بازیچہا نیز جاے دیگر رسیدہ است چرا کہ بزرگان مردم خوش نشین یا از شاہ جہان آباد یا از ولایت یا از حضرت کشمیر آمدہ اند در ہر شہ صورت اُردو و را صحیح میدانند مگر از بعضی چیز ہا بیخبر اند، و را ولاد شاہ جہان آبادیان جا تامل نیست آدمیم بر سر اولاد مغل - مغل دختر ہندوستانی خواہد گرفت یا کنیزکے را در خانہ خواہد گذاشت و مسکن ہم در امثال خود خواہد گزید - درینصورت ہر گاہ پسر تولد خواہد شد دایہ ہم از قوم یا سیدہ خواہد بود - پس وقتیکہ زبان وا خواہد کرد و دایہ را انّا و مادر را آنّا جان خواہد

را باجی صاحب یا باجی جان یا آپا جان خواهد گفت بهمین طریق رفته رفته زبان را بخوبی
یاد خواهد کرد - خواجه محمد لیث کشمیری هم مجبور است که دختر میر محمد مقیم که زنش باشندهٔ دهلی
است بگیرد و پسرے که ازان دختر بوجود آید وجاهت او محل شبهه نباشد - وهمچنین حال
اُردو و صباحتِ کشمیر با سوادِ هند یکجا شده طرفه رنگے پیدا کرده است که خدا او را امان خود
نگهدارد - حُسنِ زانگلو دختران چه فتنها که برپا می کند - زانگلو بازاء و الف و نون غنه
وگاف و لام مضموم و واو معروف پسرے و دخترے را گویند که پدرش کشمیر زاد و مادرش
دهلی زاد باشد بالجمله این چیزها را پوربی نمیدانند و این جماعت با وصف تولد در پورب
پوربی نیستند با آنکه آنکه مچول در لکهنو بسیار رواج دارد لیکن پوربیان هنوز آنکه مچول
را آنکه مچونا گویند و آنکه میچنا را که در شاه جهان آباد و لکهنو بمعنی چشم پوشیدن است آنکه موچنا
می فرمایند - بالجمله دلالان شاه جهان آباد با اینهمه خرابی در هندوستان از هندوان شهرهای
دیگر بلکه از مسلمانان هم فصیح تر اند از لهجهٔ شان بود و باش شاه جهان آباد تراوش مینمایند
و مطلب ازین طول مقال این بوده است که محاورهٔ اُردو عبارت از گویائی اهل اسلام
است - لیکن درین صفت هم اختلاف بسیار است تمام شهر را فصیح نمیتوان گفت اما
این قدر هست که بازاریان آنجا قاطبةً در حرف زدن به از اعزه و شرفاے بلادِ دیگر اند -
و نیز برهر کس که دوکان فصاحت در شاه جهان آباد گرم کرده است پوشیده نیست که
ساکنان مغل پوره که محلهٔ بزرگ شاه جهان آباد هست روزمرهٔ اُردو با روزمرهٔ پنجاب
ممزوج ساخته حرف میزنند چنانچه پنجاب را بعضی بروزن چهار بر زبان دارند و نون را
در باء فارسی غائب کنند بنوعیکه از حروف متحد با نون شود - لاهور را لهور و قطعه را بکسر
قافِ قطعه هرچند در لغت صحیح لیکن خلاف اُردو است - وهمچنین قبل ازین را قبل بکسر
قاف - وبعضی مانند هندوان پنجاب در جمیع الفاظ که جزو آن قاف است بجاے آن
کاف بر زبان می آرند قبله را کبله و قطعه را کطعه - و لکهنا بجاے طے کردن را با لام مفتوح

ونون ساکن وگاف مفتوح با ہای یکی شدہ ونون مفتوح ماقبل الف۔ واو سابجاے
ویاکہ بفارسی چنان گویند وجوگا با جیم وواو مجہول وگاف والف بجاے لایق و
کافی، میرے جوگا یعنی میرے لائق ویارہان بجاے گیارہ بمعنی یازدہ، وبیالیس
کہ بمعنی چہل ودو باشد بکسر باء۔ وڈوتا با دال ہندی وواو مجہول ونون والف بجاے
دونا کہ با دال مفتوح وواو ساکن مستعمل زبان دانان اُردو ست استعمال کنند
وارآئین با الف مفتوح ورای مفتوح ماقبل الف وہمزہ مکسور ویاء معروف ونون غنہ
بمعنی سبزی فروش بجاے کنجڑا۔ وچھپ جانا کہ بمعنی پنہان شدن زبان اُردو است
بضمہ جیم فارسی۔ ومطلق را مطلق بضم لام بلکہ بجاے فتحہ ضمہ در استعمال شان باشد۔ وجانور
راکہ اکثر صاحبان جنور بغیر الف ہم گویند جناور۔ وسخنان راکہ در اُردو باتین بایاء مجہول
ونون غنہ استعمال کنند باتان۔ وبجاے سب نے سبھون نے۔ تلواران بجاے تلوارین
شمشیرہا۔ ولگائیان بجاے لگائین وتھیان بجاے تھین بمعنی بودند لیکن مؤنث، مثلاً
زنان نشستہ بودند ترجمہ اش بزبان اُردو این است کہ عورتین بیٹھی تھین اہل مغلپورہ
عورتان بیٹھی تھیان میگویند۔ وبجاے میرے تئین، تیرے تئین، ہمارے تئین، تمھارے
تئین، اُسکے تئین، اِسکے تئین، اِنکے تئین، اُنکے تئین، آپ کے تئین کہ زبان اُردو
است وفصیحان بجاے آن مجھے وتجھے، ہمین، تمھین، اِسے، اُسے، اُنھین، اِنھین،
آپ کو گویند۔ مجھ تئین، وتجھ تئین، ہم تئیں، تم تئین، اِس تئین، اُس تئین، اِن
تئین، اُن تئین، آپ تئین۔ وبجاے میری طرف، تیری طرف، ہماری طرف،
تمھاری طرف، اِنکی طرف، اُنکی طرف، اِسکی طرف، اُسکی طرف، آپکی طرف، مجھ طرف،
تجھ طرف، ہم طرف، تم طرف، اُن طرف، اِس طرف، اُس طرف، آپ طرف گویند۔
وسواے این ہرجا کہ موقع کی باشد کہ علامت اضافت است حذف آن نمایند، مانند
پورب طرف ودلی طرف کہ اہل اُردو پورب کی طرف ودلّی کی طرف گویند۔ ومانند ہنود

چاچا برادر خرد پدر و تایا برادر کلان را گویند۔ و ہرگس بجاے ہرگز و تلک بجاے
تا بمعنی تک کہ براے انتہا باشد و بند ھا ہوا باعلان نون بمعنی بستہ شدہ در تلفظ ایشان
باشد۔ و صاحبانِ شہر قدیم کہ بہ پرانا شہر مشہور است اِدھر را کہ بمعنی این طرف
مشہور است اید ھر و کدھر را کید ھر و اُدھر را اُودھر باعلان واؤ گویند۔ و دھیرا
بروزن مینا بمعنی متوقف و پروتھا بضمہ باء فارسی و فتحۂ راء بجاے پراٹھا کہ قسمی است
از نان در ہند و اور با واو مجہول بمعنی طرف و بھیچک بجاے بھچک بمعنی حیران و مینھ بروزن
شیر با نون غنہ بجاے مینھ کہ بمعنی باران است، و تکون بجاے تنئین کہ بمعنی را باشد۔
جانے ہار ا بجاے جانیوالا بمعنی رفتنی و این لفظ را باشندگانِ شہر نو ہم از خدمت ایشان
استفادہ کردہ اند۔ فرماتیا ہے و جاتیا ہے و کہتیا ہے بجاے میفرمایند و میروند و میگویند
از زبان ہمین بزرگان فیض رسان گوش زد سامعان است، بلکہ بر سر جمع صیغہ ہاے
مضارع حال در ہندی ہمین آفت می آرند۔

در زمانیکہ راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ شدہ بود از بسکہ
آوازۂ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ میرزا جان جانان مظہر
تخلص گوش راقم را مقر خود داشت دل با دیدہ مستعد ستیزہ شد کہ چرا از دیدار میرزا صاحب
اینہمہ محروم می پسندی و مرا از لذتِ جاودانی و عذوبت روحانی کہ در کلام معجز نظام
آن حضرت است باز میداری چار و ناچار خط را تراش دادہ و جامۂ ململ ڈھاکہ پوشیدہ
دستار سرخ باندھنو بر سر گذاشتم دیگر لباس ہم ازین قبیل، و از سلاح آنچہ با خود گرفتم
کٹار بسیار خوبی بکمر زدہ بودم باین ہیئت بسواری فیل روانۂ خدمت سراپا افادت ایشان
شدم۔ چون بالاے بام کہ پول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیشکش میرزا صاحب کردہ بود
بر آمدم، دیدم کہ جناب معز الیہ با پیرہن و کلاہ سفید و دوپٹہ تا سیالی رنگ بصورت سموسہ
بر دوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامے پر اپشان کردم از فرط عنایت و کثرت مکارم

اخلاق کہ شیوۂ ستودۂ بزرگان خدا پرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند
وسر این بے لیاقت را در کنار گرفتہ بپہلوے خود جا دادند۔ عرض کردم کہ
"ابتداے سن صبا سے تا اوائل ریعان اور اوائلِ ریعان سے الی الآن
اشتیاقِ مالا یطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بحدے تھا کہ سلکِ تحریر و تقریر میں منتظم ہو سکے
لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہُوا ہون"
ارشاد شد کہ
"اپنی یکون بھی بدو طفلی سے تمیین سے اشخاص کے ساتھ مونست و مجالست رہی ہے"
و در محلہ دیگر کہ اولاد کشمیریان بیشتر می باشند و صحبتِ شاہجہان آبادیانِ فصیح نصیبِ شان
نگردیدہ ظاہر کردن نون غنہ بسیار رواج میدارد۔ و در مضاف و مضاف الیہ کو زیادہ
کنند بجا بیجا یعنی در اُردو۔ و سواے مضاف الیہ شدن ضمیر متکلم و حاضر کا، با کاف و الف
در ذکر مذکر و کی با کاف و یاء معروف در ذکر مؤنث واسطہ سازند، مانند میرا بیٹا اور
تیرا بیٹا۔ و براے ضمیر غائب کا و کی ضرور تر است چنانچہ اُسکا بیٹا اور اُسکی بیٹی گویند
و ہمچنین زید کا بیٹا و عمر کی بیٹی۔ کشا مرہ یعنی فرزندان شان بجاے کا و کی کو با کاف و
واو مجہول استعمال کنند۔ بہر حال درین مقام خود رابطی درمیان مضاف و مضاف الیہ
ضرور است این صاحبان در محلے کا از رابطہ مستغنی باشند نیز ہمین لفظ را بکار برند شاہد این
بیان است کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جیو سوداگر کہ روزے میگفت کہ
"کسی کے گھر مین ایک بیٹی ہوتی ہے تو اُس کو مارے فکر کے نیند نہین آتی مجھکو تو تین
بیٹی ہین کیا کرون، چار پہر رات مارے اندیشہ کے شیخ سعدی کی گلستان پڑھا
کرتا ہون بھلا صاحبو جسکو تین بٹیان ہون وہ گلستان پڑھکے جی نہ بہلائے تو کیا کرے"
گلستان با علان نون از زبانش بر می آمد و فریاد کردن را باین معنی کہ فلان از من پیش فلانے
فریاد برد، "فریاد کہائی" میگفت، یعنی فلانے نے نواب صاحب کے پاس میری فریاد کہائی

ولفظ فلانے را ہم بایاء معروف میگفت بخلاف اہل اُردو، زیراکہ این صاحبان بجاے
مذکر یاے مجہول و در مؤنث یاء معروف آرند۔ مثلاً فلانے شخص نے ہمین بہت عاجز
کیا ہے، یا فلانی رنڈی نے بڑا اُدھم مچایا ہے۔ وبجاے کرونگا کہ ترجمۂ خواہم کرد
باشد چاہتا ہون کرتا اور چاہو نگا کرتا در استعمال این قوم باشد۔ مت بجاے نا
کہ حرف نفی است بیشتر بر زبان دارند، مانند این عبارت "اُس کام کو مت کرنا چاہیے"
وبجاے میوانی میو ایتی بزیادتی یاء بعد الف۔ و پہنچا کہ فعل ماضی و ترجمۂ رسید
بزبان ہندی است پونچھا گویند، صحت لفظ مذکور بضمۂ باء فارسی با نون یکے شدہ
و ہاء ساکن و جیم فارسی و الف باشد و در روزمرۂ فرزندان اہل خطہ بضمۂ باء فارسی و واؤ
مجہول و نون غنہ و جیم فارسی با ہاء یکے شدہ و الف باشد۔ الحاصل در ینمقام بجاے
استعمال فعل ماضی مصدر ہم عادتِ ایشان باشد مانند پانچ روپیہ اُنسے لینا چاہیے۔
بجاے پانچ روپے اُنسے لیا چاہیے۔ یا دو روپیہ انکو دینا چاہیے بجاے دو روپے انکو
دیا چاہیے۔ و فہمیدن بجاے شنیدن در فارسی و سمجھنا بجاے سُننا در ہندی لفظ
این جماعت است۔ مانند این کہ شما اشعار فلان شاعر فہمیدہ اند یعنی شنیدہ اند یا انکہ
اگر مرزا رفیع کی غزل کوئی سمجھو تو مین پڑھوں۔
و در محلہ کہ سادات بارہہ مسکن گزیدہ کہ خدا شدہ اند و نتائج قابلیت شعار ہم رسانیدہ
اند، ہمیشہ بلا بر سر اُردو نازل می باشد۔ کو راکہ باکاف و واؤ مجہول ترجمۂ را است
کہ برائے افادۂ مفعولیت می آید کہ درین عبارت کہ "مین نے اُسکو مارا" یعنی من اورا
زدم، کو بروزن ہو استعمال می کنند۔ میر سوز مرحوم ہم بضرورت کو را ردیف غزلے
ساختہ با واؤ معروف قرار دادہ دلیل بر انیکہ باعتقادش لفظ مذکور چنین بودہ است
این است کہ در مصرعے از غزل مذکور این لفظ را بمعنی کجا است آوردہ از استعمال
کردن آن مغفور لفظ مذکور را معلوم چنان می شود کہ با واؤ معروف زبان قدماء شہر

باشد، یا در ہر دو صورت صحیح باشد۔ لیکن چون بیشتر با واوِ مجہول از اہل اُردو و با واو معروف از بیرونیان بسماعت می رسد با واوٗ معروف داخل اُردو نمی توان کرد۔ این ہم فیضِ خاکِ شاہ جہان آباد است کہ نون غنہ را ازین لفظ جدا کردہ اند، و الا بزرگانِ ایشان کہ در وطن بوجود آمدہ اند کورا کون میگویند مانند این عبارت کہ

"اُس چھوکرے کون مین نے کٹران کہا کہ مجھ سون نہ بولا کر دو تو ما نگان مان سر کرو ونگا اب تون آپڑے اوپر بدنامی نہین آئی کہیں بارہے ماہین بدنام نہ کرنا"۔

یو با یاءِ مضموم و واوٗ مجہول بجاے یہ کہ ترجمۂ این باشد در کلام می آرند۔ ہمچنین در بعضی محلات کہ اکثر صاحبان از شہرہاے قریب بدار الخلافت آمدہ تشریف در شہر داشتہ اند فرزندانِ ایشان بالفاظ غریب و عجیب متکلم می شوند۔ چنانچہ در محلۂ افغانان باوجود درستی اُردو لفظے چند کہ میراث پدر و مادر ہر متکلم است رواج دارد مثل پیارا کہ در ہندوستان بیاءِ فارسی مکسور متحد با یاءِ بمعنی مرغوب و دلچسپ باشد و در اصطلاح افاغنہ بکسر باءِ فارسی و اعلان یا، عاشق را گویند۔ بہش کہ در فارسی بمعنی زیادہ است بمعنی خوب استعمال کنند جردا بمعنی رنڈی دمرا بجاے مواد کھٹیا بجاے چارپائی و آگی بجاے آگ و بھنگی بجاے حلال خور۔

ہم چنین سکنۂ محلاتِ دیگر کہ بعضی از صحبتِ والدین زبانِ یادداشتہ و بعضی زبانِ فرید آباد و بعضی زبانِ رُہتک و بعضی زبان سونی پت و بعضی زبان میرٹھ یاد گرفتہ با روزمرۂ اُردو ضم نمودہ اند بحدا کہ گفتگوے شان شبیہ بجانورے است کہ چہرہ اش چہرہ است و باقی تمامش بصورت خر باشد، یا نصفش آہو و نصفش سگ۔ لطف دیگر اینکہ چون براے تلاش معاش بشہرہاے دیگر روند خود را شاہ "جہان آبادی" قرار دہند و اہل آن بلدہ الفاظ ایشان را سرمایۂ اُردو دانی خود دانستہ ہم شہریانِ خود را کہ صحبتِ این صاحبان یعنی مسافرانِ دہلی ندیدہ اند دہقان پندارند و لفظ غلطے کہ از ایشان بشنوند

در مجلس ہندوستان زایان صرف کنند یا در قافیۂ شعر بکار برند اگر کسے از راہ دوستی بعرض رساند کہ این لفظ اُردو نیست چہرہ را سرخ وچشمان را پہن نمودہ بگویند کہ از اُردو دانان ہمین گوش زد ما شدہ است، فلان میر صاحب و فلان شیخصاحب کہ باشندۂ شاہ جہان آباد بودند وتا امروز فصیح ترے از ایشان از دار الخلافت درین شہر نرسیدہ است این لفظ را بر زبان داشتند۔ تنہا ہمین بیچارگان دعوائے توطن درشاہ جہان آباد نکردہ اند دیگران ہم در بند این مالیخولیا ہستند۔ بعضی پنجابیان کہ گاہ گاہے برائے فروختن اجناس از لاہور یا سیالکوٹ یا شہر دیگر وارد شاہ جہان آباد می شوند وزیادہ از سہ چہار ماہ نہایت شش ماہ نمی ورزند ہر وقت کہ بوطن میروند ہم شہریان خود را پنجابی دخود را شاہ جہان آبادی دانستہ زبان آنہا میگیرند وعیب شان میکنند وبحکم انکہ ع

خرس در کوہ بوعلی سینا است

در مجالس نشستہ می گویند کہ در شاہ جہان آباد کسے این لباس را نمی پوشد واین لفظ را ہم احدے بر زبان ندارد۔ وہمچنین پوربیان با انکہ بعضی صاحبان ازین فرقہ کہ در وقت نجف علیخان مرحوم در شاہ جہان آباد بودہ اند گاہے یک ماہ دگاہے دو ماہ وگاہے شش ماہ ہم درین شہر قیام داشتہ اند وبیشتر از اطراف کہ عبارت از متھرا وڈیگ و دیگر شہرہائے برج ومیوات باشد بسر بردہ اند ومدت العمر در لکھنؤ یا الہ آباد یا سندیلہ یا مانک پور وازین قبیل شہر یا قصبۂ دیگر از بلادِ پورب شب را روز کردہ اند حالا کہ در لکھنؤ دو چار می شوند ہمین میگویند کہ درین مُلک قدر ما مردم را کسے نمیداند وباشندگان اینجا سخت بیرحم وبیمروت ہستند بخلاف باشندگان شاہ جہان آباد، بامیر المومنین ما مردمانے کہ در شہر خود دیدہ ایم جائے دیگر ندیدہ ایم، نمیدانیم کہ جناب اقدس الٰہی ما را بکدام گناہ از شہر ما بر آوردہ در پورب کہ نہ زبان کسی درینجا درست است نہ گفتگوے کسی مانا بہ گفتگوے ایشان، شہر بشہر وکوچہ بکوچہ میدواند۔ وقتیکہ پنجابیان وپوربیان

بہمین قدر مدت قیام شاہ جہان آبادی شدہ مال بستہ راہ برند فرقۂ اوّل کہ از گردش
فلکی ولادتِ شان در دہلی اتفاق اُفتادہ چہ تقصیر کردہ اند کہ برخود نہ بالند و خود را
اُردودان مشہور نکنند - کو، یو باواؤ مجہول یا یہ بفتحۂ یا ہر دو بمعنی یہ بکسر یا کہ
ترجمۂ این باشد بہ تلفظ در آرند - ہر آئینہ از اہل پورب بہتر اند - خلاصہ اینکہ صاحب
کمال بداند کہ الفاظ مذکورہ یعنی کو باواو معروف و یو و یہ بفتحہ یا زبان بعضی شہرہای
قریب دار الخلافت است چون فرزندان شان از پدر و مادر ہمین الفاظ بگوش داشتہ اند
با وصف متولد شدن در شاہ جہان آباد تمیز در لفظ اُردو و لفظ وطن والدین نکردند
چون قرب آن بلاد از دار الخلافہ باعث بر صحتِ اُردوے باشندگان آنجا می تواند شد
در جنب شاہ جہان آبادیان ہمہ حکم دہقان دارند - از ینجا ثابت شد کہ فصاحت در
دہلی ہم نصیب ہر کس نیست، منحصر است در اشخاص معدودہ - ہرچہ بہ امتحانِ راقم
حروف رسیدہ است این است کہ ہیچ محلہ خالی از فصیحے نیست - در بعضی جاے
دو فصیح و در بعضی جا سہ و در بعضی جا چہار و ہم چنین، شاید کہ کدام محلہ خالی از آدم فصیح
نیز باشد - لیکن بیشتر چنین است - پس حکم بر اکثر است نہ بر اقل - اما مکانیکہ دران
مجمع فصحاء است قلعہ مبارک بادشاہی است و دو محلۂ دیگر، یکے بنگلۂ سید فیروز کہ از
خانۂ مرزا اکمل مرثیہ خوان متوفی تا حویلی اسمعیل خان صفدر جنگی و از انجا تا حویلی ملکہ آفاق
حضرت ملکہ زمانیہ بنت فرخ سیر بادشاہ یک ضلع محسوب است بلکہ نزد بعضی کابلی دروازہ
و بیرون آن نیز تا تکیۂ شاہ غدا یار - و این طرف از حویلی نواب شبیر جنگ مرحوم و چوک
نواب سعادت خان بہادر برہان الملک جنت آرامگاہ تا پھاٹک حبش خان داخل
آن باشد لیکن قدرے در نیمقام تامل است - آنچہ شک را دران گنجایش نیست این است
کہ تا حویلی ملکہ آفاق فصاحت از در و دیوار می بارد و از جیلی قبر تا ترکمان دروازہ یکطرف
و تا دہلی دروازہ کہ بدلّی دروازہ شہرت دارد یک طرف - و تا چوک سعد اللہ خان

طرف دیگر۔ و حویلی و بازار نواب میر خان مرحوم و سہ راہہ بیرم خان کہ بہ تراہہ مشہور
است و محلہ فولاد خان و کوچہ چیلیان جزوِ دہلی دروازہ است۔

ازین بیان بر ہوشمندان خبیر روشن است کہ فصاحت اُردو بر تولد کسے در شاہجہان آباد
نیست۔ چرا کہ فصاحت پاک بودن لفظ از سہ چیز است۔ یکی تنافر حروف مثل اُلینڈ یانا
یعنے آب از ظرفِ کلان در ظرف کوچک کردن۔ دوم غرابت لفظی یعنی استعمال لفظ
نامانوس غیر متعارف مانند استعمال الفاظ دکھنی و بنگالی و کوہی در اُردو۔ روزے
میرزا علی نقی محشر مقتول کہ خدا ایش بیامرزد گفت کہ پانی اُلینڈلو، زبان اُردو است
پانی نارے لو، زبان پورب است۔ حالا انصاف باید کرد کہ کدام یکے فصیح تر است از
دیگرے۔ میرزا قتیل جواب داد کہ پانی اُلینڈلو، لفظی است کہ گوش وضیع و شریف
در شاہجہان آباد آشنا بآن نیست، و پانی نارے لو، سوائے اہل پورب کسے نمی فہمد یا شامی فہمید
پس لفظیکہ مسموع اہل اُردو نباشد در عبارتِ اُردو آوردن ازینجہت کہ غرابت
دارد و راہِ فصاحت غلط کردن است۔ و گنگوارا کہ از قسم کاغذ باد است تلنگہ گفتن نیز
ازین قبیل باشد، زیرا کہ سکنۂ دہلی ازین اصطلاح خبر ندارند و بر زبانِ ملازمان شریف کہ
بیشتر جاری باشد فیض صحبتِ اہل پورب است۔ اُلینڈلو ہر چند دال ہندی دارد و
تنافر حروف ازان پیدا۔ لیکن از سبب کثرتِ استعمال فصیح باشد و بعضی فصحا اُنڈیل لو
نیز گویند۔ مرزاے مرحوم را این سخن بخاطر نہ رسید و سکوت ورزید۔ سیوم مخالفت
قیاس لغوی و آن استعمال لغت سوائے قیاس باشد مانند کلام بنگالیان مقابل کلام
اُردو۔ یعنی بنگالیان ہر وقت کہ پنج فیل را یکجا استادہ می بینند اگر نر اند پانچ ہاتھی کھڑی
ہین بایاء معروف در کھڑی میگویند و اگر مادہ اند پانچ ہتنی کھڑا ہے۔ و موافق قیاس
لغت این است کہ پانچ ہاتھی کھڑے ہین و پانچ ہتنیان کھڑی ہین، بایاء مجہول در نر
و بایاء معروف در مادہ۔ درینجا مخالفت قیاس از دو جہت است، یکے آنکہ قیاس

چنان منخواہد کہ صیغۂ مذکر در ذکر فیل نر و صیغۂ مؤنث در بیان مادہ فیل باشد و اینجا عکس آن مذکور است۔ دوم اینکہ کھڑا و کھڑی ہر دو صیغۂ مفرد است و پنج فیل جمع را میخواہد پس موافق قیاس پانچ ہاتھی کھڑے ہیں بایا، مہمل فصیح باشد در زبان اردو گو۔ و در زبان بنگالہ خلاف آن نیز فصیح بود و مارا کار با گفتگوے دار الخلافہ است۔

این قدر کہ مذکور شد بیان فصاحت کلمہ بود کہ آنرا لفظ مفرد با معنی گویند، مانند چاند و سورج کہ بمعنی ماہ و مہر باشد۔ اکنون بیان کنم فصاحتِ کلام را یعنی سخن تمام را۔ و آن نیز پاک داشتن کلام از دو چیز بود۔ یکے تنافر کلمات و آن عبارت بودن از آوردن الفاظے در کلام کہ متکلم در بیان آن خطا کند یا بسرعت مثل کلام دیگر تمام نتواند کرد مانند این دو عبارت

اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کی اونچائی سے اونچی نہیں ہے۔ اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کے ڈھانچ کی طرح قدرتی اونچی ہے۔

تم تو تو تو تیں میں بے جا کرتے ہو میں تو تمہاری بات تین دن میں بھی نہیں سمجھتا مجھے عبث ششدر میں ڈال رکھا ہے۔

دوم تعقید۔ و آں لفظی بود و معنوی۔ لفظی مراد از مقدم آوردن الفاظے باشد کہ موخر آمدن آں سزاوار است، مثالِ آں

آج لڑکے فیض آباد کو چنا مل ہیرا نند کے سالے کے لوگ کہتے ہیں کہ گئے۔

و اگر چنیں گفتہ می شد فصیح می بود۔

لوگ کہتے ہیں کہ چنا مل ہیرا نند کے سالے کے لڑکے آج فیض آباد کو گئے۔

معنوی مشتمل بودن عبارت است بر تخیل و قصۂ غیر مشہور و دیگر اشکالات مثالِ آں

کل گنا سبز دوپٹہ اوڑھے۔ بیٹھی تھی مجھے دیکھ کہنے لگی کہ میری طرف دیکھا تو اندھا ہو جائے گا۔ میں نے کہا میں کالا ناگ ہوں مجھ سے ڈرو ہنسکر

کہا کہ دوپٹہ کا رنگ تو دیکھ کہ کس طرح اندھا نہ ہو جائے گا۔

ہنوؔ کی باتیں بھی مینے کی تلوار سے ہاتھی کے زینہ پر کچھ کم نہیں ہیں۔

کل دامڑی سے میں نے چاہا کہ کچھ کہوں اور بات بھول گیا صدقے جائیے

بھول چوک کے۔

معنیِ عبارتِ اوّل اینکہ مار از دیدنِ زمرّد کور می شود۔ محبوبہ طرف ثانی را مار و دوپٹہ سبزِ خود را زمرّد قرار دادہ۔ معنیِ عبارتِ دوم اینکہ مینا قومے است از رہزناں درملکِ راجپوتاں و بریک کس نیز اطلاقِ آں صحیح باشد۔ وشمشیر زدن مینا بر زینۂ فیل کنایہ از کشتن جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ است، کہ بعدِ فراغ تماشائے کشتیِ فیلاں بقصد سواریِ فیل پا بر زینہ گذاشتہ بود ضربتے از دستِ مینا خوردہ ہلاک شد۔ و معنیِ عبارتِ سوم اینکہ محبوبہ منتظرِ سخنم ایستادہ بود کہ من آں را فراموش کردم تا وقت یاد آمدن طرف ثانی حرکت از جا کرد، چگونہ قربانِ فراموشیہا نہ شوم کہ توقفِ معشوقہ در رفتن از سبب آں صورت گرفت۔ بالجملہ ہرکہ کلامش ازیں عیوب کہ مانعِ فصاحت است پاک بود فصیح باشد گو در شاہ جہاں آباد متولد نگردیدہ باشد۔ مگر تصرف کردن او در الفاظ مقبول خاطرہا نخواہند شد چراکہ ایں رتبہ ہم رسانیدن را ولادتِ متکلم در دہلی و پیدا کردن اعتبار در فصحائے آں جا شرط است۔ و ایں ہم چنداں استعجاب ندارد کہ شخصے جائے دیگر قدم بجلوہ گاہیِ وجود نہد و از صحبتِ اہل دار الخلافہ زبان را یا دبگیرد و در شہر رسیدہ صاحبِ اعتبار شود۔ پس بعد حصولِ ایں مرتبۂ بلند اگر ایجاد محاورہ بکند یا در لفظے تصرفے شائستہ بکار برد غالب کہ قبول کنند یا بعضے بپسندند و بعضی ناپسندیدن آں سر باز زنند۔ بہرحال چنیں کس بے تامل از عوام دہلی فصیح تر است آمدیم بر خواص، چوں ترجیح آنہا نیز غیر از ولادت دراں شہر بر وثابت نمی شود

اگر تصرفش در لفظے قبول کنند جائے تعجب نیست۔ واز اُردو تنہا الفاظِ اُردو مقصود نیست، لہجہ ہم دراں شریک است کہ آن اصالت اُردو باشد۔ دریں صورت ہر کہ لفظ و لہجۂ اُردو ہر دو درست داشتہ باشد اُستادِ کامل است۔ بعضی شاہ جہاں آبادیاں صحتِ لہجہ دارند لیکن الفاظ شاں صحیح نباشد۔ و بعضی بیرونیاں الفاظ را در صحبتِ دہلویاں درست کردہ اند لہجہ ندارند۔ و لہجہ عبارت از آوازِ متکلم است وقتِ تکلم و گردشِ زبانِ او۔ اگر شاہ جہاں آبادی الفاظِ پوربی و پنجابی در عبارت داخل نکنند محال است کہ لہجۂ شہرِ خودش از دست برود۔ و باشندۂ شہرِ دیگر اگر عمرِ خود را در تصحیح اُردو بگذارند از لہجۂ اصلی گریزش ناممکن است مثالِ باشندۂ دہلی۔

مجھ تئیں اس بات کی کیا خبر یہاں کون کون رہتا ہے اور جانے میری بلا کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے اور کون کا فرِ بچہ پیر لے گیا جس پر چوری ثبوت ہو اُس شوق سے لپو اُتار لو اور مشکاں باندھ کر چابک لگاؤ۔

و دریں عبارت مجھ تئیں بجائے مُجھے و ثبوت بجائے ثابت و مشکاں بجائے مشکیں بایاءِ مجہول بعد کاف و چابک بجائے کوڑہ پنجابی است۔ چوں لہجۂ متکلم درست است پنجابی نمی تواں گفت۔ ازیں چہ می شود کہ در صحبتے زبانش آشنا بایں الفاظ شد و تامل دراں نکرد۔ پنجابی کسے است کہ الفاظ اُردو را در لہجۂ خود پنجابی سازد یعنی مجبور است کہ خبر را بسکون باء گوید یا بضمۂ آں۔ یا خاء را انقدر مفتوح سازد کہ با کلف مسموع شود۔ و تاءِ رہتا ہے نیز از زبانِ او مشدد برآید یا نہ مخفف مشدد صرف بلکہ درمیانِ مشدد و مخفف۔ و ہمچنیں حاءِ ترحم را بے مشدد۔ و گافِ لگیا را مکسور گوید۔ ہو را کہ بعدِ ثابت است ہووے بگوید۔ ہر چند در اُردو ہم صحت

دارد لیکن پنجابی بجاے ہو ہمیشہ ہووے میگوید۔ مثال پنجابیِ اُردو داں
مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے جانے میری بلا کہ کس
ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے ہیں اور کون کافر بے پیر
لے گیا ہے جس پر چوری ثابت ہووے اُسکی شوق سے لپو اُتار لو اور مشکیں
باندھ کر کوڑے لگاؤ۔
و دیگر لہجۂ مخصوص باہلِ پنجاب است کہ ہر فتحہ از زبان ایشاں ضمہ می بر آید دفتر
دفتر بضمۂ تاء گویند۔ لہجہ ایں صاحباں دریں عبارت باید دید کہ یک لفظش مخالفِ
اُردو نیست لیکن از سببِ لہجہ تمامش پنجابی شدہ است۔
آپ کا کرم از بس کہ میرے حال اوپر ہے جی چاہتا ہے کہ ہر کوچہ و بازار
کے اندر دفتر دفتر آپ کی صفت اور ثنا بیان کروں۔ ایسے مقبول کی
خدمت اپنی نجات کا سبب ہے۔
وگاہے حرفِ متحرک را و ثلاثیِ مجرد ساکن نیز گویند مانندِ ایں عبارت
حسن اور حسین کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبر خدا شتر بنے تھے اور
باغِ ارم اُن کے غلاموں کا گھر ہے قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔
نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضیٰ اور مادر فاطمہ کس کے پسر کا مُنھ ہے
جو اُن سے برابر ہووے۔
و در لہجۂ پوربیاں علامتے چند است کہ بآں شناختہ می شوند۔ یکے ادا نکردن الف
بعد حرفے کہ ما قبل آں باشد ہمیں فتحہ را کافی و وافی دانند۔ و ہم چنیں بجاے
یاے معروف کسرہ را و بعد یاء مجہول ہا را بمجبوری زیادہ کنند و در اکثر مواقع
بعد الف یاء ساکن ہم از زبانِ شان بر می آید۔ و بیشتر بجاے الفاظِ ہندی الفاظِ
فارسی بمحل آرند و بعضی جاے بعد فتحہ حرف الف در تلفظ ظاہر نمایند و بجاے

فتحہ یا سکون کسرہ۔ و بجاے مخفف مشدد استعمال کنند۔ مثال باشندۂ شاہ جہان آباد و کہ چند لفظ پورب نیز در گفتگو داخل کنند

پھٹے منھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند اپنیے کی بیٹی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں۔ اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے، کوئی پتریا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں۔ اُس دن بھی برگد کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا، کیا مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے۔

مثال پوربی اُردو داں کہ ہرگز در کلامش لفظ پورب نباشد وہمیں عبارت را اگر شاہ جہان آبادی دران الفاظ پورب ہم داخل نمودہ در زبانِ اُردو تمام کند۔

پھٹے مُنھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند اپنیے کی دختر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا حضرت شاہ مُرتضیٰ علی کی قسم میں نے اپنی چشموں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آپ کے ایک دھاپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں، اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تھاری پشت ٹھوکنی چاہیے کوئی کنچانی بھی تیری برابر مکر میں نہیں۔ اُس دن بھی بڑ کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا کیا آک کا شیر پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے

واز باشندگانِ مابین مُلک گنگا و جمنا یعنے فیروزآباد و شکوہ آباد و اٹاوہ وغیرآں بعضی اُردو را از زباں داناں یاد گرفتہ اند لیکن لہجۂ خاصِ شاں این است کہ کہ ضمیر متکلم شان بعینہ آوازِ بُز است یعنی "میں" با میم مکسور و یاءِ مجہول و نونِ غُنہ بمعنے من۔ و ترجمۂ در را کہ براے ظرفیت در فارسی می آید شبیہ بضمیر متکلم اُردو ادا کنند

وکسرۂ بہ، مہ، کہ، چہل، زہے، خہے، وہ را مفتوح از زبان بر آرند- وٹاوہ را اٹایا گویند و "ایں" کہ بالفِ مفتوح و یاءِ ساکن و نونِ غنہ در اُردو بمعنی چہ گفتند و چہ گفتی مستعمل می کنند بکسرِ ہمزہ، بلکہ جمیع حروف مفتوحہ ماقبل یاءِ ساکن را مکسور و مکسور چنیں را مفتوح گویند- عزیزے ازیں جماعت بست و ہفت سال در شاہ جہان آباد قیام داشت بعد مدتِ مذکور چوں بوطن باز آمد خود را در نگاہِ برادراں مثل ہندوستان زایاں بکمال تشخص وا نمودہ در ہر مجلسے کہ میرفت دیگرے را رخصت حرف زدن نمی داد- تا آخر جلسہ خودش بہ نقل و حکایت شاہجہان آباد گرمی صحبت میداشت- یاراں ہم او را ہندوستان زائے عالی مرتبت و خود را قصباتی کم قدر خیال کردہ روبروے او ہمہ تن گوش میشدند- خلاصہ روزے میگفت

کہ ایک دن چار گھڑی دن رہے میں گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آشنا تشریف لائے اور کہا کہ چلو چاندنی چوک کی سیر کریں میں نے کہا کہ بہت بہتر- القصے میں اُنکے ساتھ خراماں خراماں ہواں تک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پری پیکر ایک بانکے کے ساتھ کھڑی اختلاط کر رہی ہے- میں نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے، کہ اس عرصہ میں بھائی جان کی قسم ہے کہ اُن نے بھی میری طرف دیکھا- امیر المومنین کی قسم، کہ جس وقت نگاہ اُس جادو نگاہ کے ساتھ نگاہ میری کے ہم نگاہ ہوئی اُسوقت مجھکو اپنی نگاہ کا نگاہ رکھنا مشکل ہُوا- میں نے کہا کہ ارے دل اس میں بہبود تیرا نہ ہو گا، بہتر یہی ہے کہ یہاں سے بھاگا چاہیے، والا کہتر و مہتر کی آنکھوں میں حقیر ہو جاے گا، رہنا اس شہر کا دوبھر ہو گا-

سوائے کسرۂ ماقبل یا کہ آنرا مفتوح و فتحۂ ماقبل یاءِ مکسور خوانند دیگر جا ہم کسرہ را فتحہ و فتحہ را کسرہ و ضمہ را فتحہ گفتن لہجۂ ایں بزرگان است- ایں بیانہا مانعِ آں نمی تواند شد کہ شخص متولد شدہ در جاے دیگر ممکن است کہ لہجہ و زبانِ اُردو

را چنانکه باید یاد بگیرد و تصرف او مقبول خاطر ہا شود و قولِ او را حجت دانند زیرا کہ بہم رسیدن آدمِ زکی ہر جا ممکن و حاصل شدن ہر فن شریف بکسب از یقینیات، بشرط دل نہادن بر اں باشد۔ بدیہی است کہ فارسی را با وصف ایں ہمہ بُعد از کتب و ہم از اہلِ زبان آموختۂ شعرائے بلند مرتبہ در ہند گزشتہ اند و ہم در عربی چہ معقول و چہ منقول علماء والا مرتبت۔ ہرگاہ ایں گونہ علوم و فنون بمحنت و سعی نصیبِ ہندیاں می شود چگونہ اقرار بدرستیِ لہجہ و زبانِ ایشاں مثل زبان دہلویان نکردہ آید۔ گو جائے دیگر اتفاقِ ولادت افتد مگر وجودِ چہار چیز شرط است۔ یکے ثبوتِ والدین شخص از خاکِ پاکِ دار الخلافہ، دوم میسر شدن صحبت اُردو داناں، سوم شغف ایں کس بتحصیل و تحقیقِ آں۔ چہارم تیزی طبع و وقادتِ ذہن۔ ازیں شروطِ اربعہ اگر شرطِ اول فوت شود حصول مرتبہ بطالبِ صادق امکان دارد، لیکن یقینی نیست، و سہ شرط باقی از واجبات بود۔ و ذکر مجبوریِ باشندگان جائے دیگر از ادا کردن لہجۂ ملکِ خود با وصف معرفتِ کلی بزبان اُردو نظر بکثرت است، یعنی نادرستی لہجۂ بیرونیاں با وجود دانستنِ اُردو بیشتر، و پاک بودن شاں ازیں عیب شاذ و کمتر، بلکہ ممتنع۔ راقمِ سطور چنیں کس را کہ لہجۂ اُردو یش درست باشد و مولدِ او شہرِ دیگر، ندیدہ ام، اِلا در جماعت کہ والدین ایشاں از شاہ جہان آباد در ملکِ دیگر آمدہ اند یا از ولایتِ کشمیر و لہجہ و لغت را بکمالِ شیفتگی در خدمتِ فصحائے اُردو درست نمودہ اند۔ و ایں ہم باید کہ ذہن نشینِ طالباں باشد کہ قوتِ طبعِ باشندگانِ دہلی در ایجاد و تقلید زیادہ از دیگراں است، اگر خواہند مغل شوند، فارسی را بلہجۂ ادا می کنند کہ اہلِ ولایت صحتِ زبان و لہجۂ ایشاں دیدہ در غلط می اُفتند۔ و ہم چنیں در عربی عبارا می فریبند، جائے کہ عربی و فارسی ایں حقیقت داشتہ باشد

آنجا پوربی و پنجابی و بنگالی و دکھنی و بندیل کھنڈی و مارواڑی و برجی را کہ می رسید
علی ہذا القیاس قوت ایجاد بایں درجہ کہ چند زبان شیریں اختراع نمودہ باہم حرف
زنند کہ دیگراں یعنی ناآشنایان بآں زبان متعجب شوند۔ و ایجاد منحصر در پیران نیست
اطفال بازی کوش ہم بازیچا و زبان ہا ایجاد کنند۔ ایں سلسلہ ہنوز دراں شہر در
است، انقطاع آں سوائے فقدان وجود انسانی، کہ خدا چنیں نکند، دراں
سرزمین ارم تزئیں تا قیام قیامت محال می نماید۔
مختصر کہ یکے از زبانہاے جدید زرگری است کہ زبان ہیچ شہرے نیست و آں بریں
نمط است کہ درمیان لفظ و حرفی زاء زیادہ کنند و بعضی ایں را اصل و دیگر حروف
تہجی را بجاے زاء فرع شمردہ داخل لفظ نمودہ اند و از لفظ دو حرفی حصر
لفظ مقصود نیست، بلکہ ازیں قید آگاہ کردن صاحبان کمال است، ازیں کہ
میان دو حرف حرفے از حروف تہجی زاء داخل کردہ می شود۔ مثل ایں عبارت

ازاج مزیرزاجزی یزوں پزراہزا ابزرے کہ بزی گزرن نزاکزے مگزراجزا

کزے ٹزک وزل بزہ لزاوزوں۔

باقی قیاس فروع ہم بریں باید کرد۔ دیگر زبان مقلوب مثال آں

ریتی سب تابیں ٹھوجھ کھیندی

یعنی تیری سب باتیں جھوٹھ دیکھیں۔ دیگر کِکنی یعنی درمیان دو حرف کِکن آرند
مثال آں

کِکنا پکنی کِکنی یکنصر کِبنی بِبکنت خِکنوب تِبکنو تکنی بِکنے (کا پی کی مصری خوب ہوتی ہے)

ایں زبان ایجاد حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہٗ و احسانہ۔

دردانۂ سوم حاوی بعضی ذکرِ فصیحان

بعضی برانند کہ کلام شعرا در ہر شہر فصیح تر از کلام دیگران باشد و بعضی محققان برآن کہ در شعر اکثر اوقات ضرورتِ حفظِ وزن و رعایتِ قافیہ مانعِ فصاحت میگردد چنانچہ میر محمد تقی سلمہ القدیر کہ سرآمد ریختہ گویان طبقۂ ثانیہ است ہینھ بروزن مینش بمعنی باران در مصرعے برائے حفظِ وزن آوردہ وہمچنیں بھچک بجائے بُھچک بمعنی حیران - وملک الشعراے زبانِ اُردو مرزا محمد رفیع متخلص بہ سودا در قصیدہ لپک وجھپک لفظ کٹک را بمعنے لشکر برائے ضرورت قافیہ ایراد نمودہ و کٹک ہرگز لفظ اُردو نیست - دریں مقدمہ حق بدست سعد اللہ سکندر مرثیہ گو است کہ در ہر زبان مرثیہ گفتہ - از انجملہ در زبان مارواڑ مرثیہ دارد کہ مصرعۂ اولِ بند اولش این است -

کائیں کہی اب ہاکو شاباں گھنی کٹک چڑھ دہائی چھے

کٹک بفتحۂ کاف وتاءِ ہندی مفتوح وکافِ ساکن در آخر لفظی است از الفاظ مارواڑ بمعنی آن فوج ولشکر باشد - سندِ دیگر از نثر بخت سنگھ مارواڑی موجود است کہ روزے در فیض آباد با امیر زادہ احوالِ خود را عرض می کرد کہ

ہینے تو ایٹھاں نہیں ڈہروں چھیے نہیں ہنی کی شار کی جانڑے کو ہین کٹک

ماں ، ہڑی والو نہیں راہڑی کے پاس سونڑی والو -

و لفظ تھوڑا کہ بمعنی اندک آید با راءِ ہندی صحت دارد وہمچنیں تھوڑی کہ مونثِ آں باشد مرزا اند گو رخلافِ اُردو بازا بستہ - یا گوری کہ بمعنی چیز سفید روشن مؤنث باشد قافیہ کردہ شعر

ساقِ سیمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری | شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوری تھوری

و با واو مجہول بغیر ہا گفتن این لفظ ہم از قبیل تصرف این صاحبان است برائے

قافیۂ شعر خود، والا در اصل تھوڑا و تھوڑی باشد مثل ہاتھ بمعنی دست کہ قافیہ ساتھ
باشد، در اصل آں ہاء در تاء پنہان است، ایں صاحبان قافیہ بات و بہیات سازند
و ہاء را خلافِ تلفظِ جمہور دور کنند۔ و لفظ اُردو بیشتر صاحبان با راء ہندی نیز استعمال
میکنند۔ لیکن فصیحان با راء برلب دارند۔ از قولِ اہلِ تحقیق ضعفِ مذہب کسانیکہ سندِ
لفظِ فصیح از کلامِ شعرا جویند بہ ثبوت پیوست و ایں جواب ہم پُر ضعف است کہ شاعرانِ
فصیح ترین آدمیان اند۔ بعضی الفاظ را کہ خلاف زبان شہر ایشان است برائے
ضرورت عمداً می آرند نہ از راہ بیخبری۔ دلیل بر ضعف جواب اینکہ شاعران البتہ زبان
شہر خود را خوب میدانند و لفظ بیگانہ نیز عمداً می آرند لیکن مقلّدِ ایشان کہ از جائے دیگر
باشد چہ می داند، کہ شاعرِ اُردو دان دہلوی ایں لفظ را کہ در شعرِ خود آوردہ است
زبان اُردو است یا زبانِ جائے دیگر و عمداً از روئے ضرورت در کلام خود جائز داشتہ
یا بضرورت اجتہاد نمودہ۔ بلکہ بیچارہ ہرچہ در شعرش خواہد دید ہمہ را اُردوئے پاکیزہ خواہد
فہمید، و با یاراں مباحثہ بیجا خواہد کرد و آخر کار پشیمان و خجل خواہد شد۔ مثل ما مردم
کہ ہرچہ در کلامِ مغل می بینیم آں را فارسی می دانیم گو بعض الفاظ از زبانِ سُریانی
ایراد نمودہ باشد یا از زبانِ دیگر۔ ازیں گفتگو ہا عدمِ حفظِ مرتبۂ افصح اُردو در سخن
گفتن، یعنی مرزا رفیع دہلوی علیہ الرحمۃ و میر صاحب عالی قدر میر محمد تقی صاحب
با وجود لہجۂ اکبرآباد و شمول الفاظِ برج و گوالیار در وقت تکلم از سببِ تولد در
مستقر الخلافہ مذکور مقصود خاطر داعی آثم نیست، بلکہ مرہونِ ایں صاحبان ام
کہ چند لفظ نامعقول را ترک کردہ اند۔ مثل مینے با میم مفتوح و نون مکسور و یاء
مجہول کہ قدمائے شاہ جہان آباد بجائے میں کہ بمعنی درمیان است، در شعر می بستند

بقول میاں آبرو۔ مصرعہ

مصرع　　　برمنے جامہ نہ تھا اک جھول تھی۔

دیگر لفظ سریجن و پی و پیتم بمعنی محبوب لیکن سجن بمعنی معشوق و تنک بمعنی اندک،
شاید ازیں قبیل نبودہ باشد کہ در کلامِ شاں موجود است۔ دیگر دکھو بجائے دیکھو
بمعنی بہ بینید، دسا بجائے دیکھا گیا بمعنی دیدہ شد، خواجہ محمد میر صاحب متخلص بہ اثر
برادرِ کوچک اعیانی خواجہ میر درد مرحوم کہ دسا در مثنوی طبعزادِ خود استعمال فرمودہ اند
یحتمل کہ خالی از حکمت نباشد۔ مانند ترو ار کہ بر زبان برادرِ بزرگ ایشاں بجائے تلوار
جاری بود۔ غرضکہ پاک کنندۂ چمنستان ریختہ از خار و خسِ عیوب، ہمیں صاحباں
بودہ اند۔ ازیں چہ شد کہ لفظ ستی ہسیتی بجائے سی و مجھ دل کی بجائے میرے
دل کی در کلامِ میرزا رفیع یافتہ می شود۔ ستی و سیتی در دا سوخت باید دید چنانچہ
بیت اول بند اول این است۔

شعر
یا الٰہی میں کہوں کس ستی اپنا احوال
زلفیں خوباں کی مرے دل کی ہوئی ہیں جنجال

در بندِ دیگر بعد چند بیت سیتی ہم آمدہ است و مجھ دل کی دریں بیت ملاحظہ باید کرد

شعر
گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا اک دم میں کھولے ہو
نہ سلجھیں تجھ سے اے آہِ سحر مجھ دل کی گلچھڑیاں

و محبوباں جمع محبوب سوائے مضاف الیہ شدن این لفظ نزدِ فقیر کراہت دارد مانند این

مصرع　　　ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

و اگر این چنیں گفتہ باشد صحیح شود

زلفِ محبوباں ہوئی زنجیرِ پا

و باستحان این فقیر رسیده که ضاعت تقلید درستِ آدمِ ہر شہر و مُلک که در آخر
دُردانۂ دوم نیز اشاره بآں کرده شد خصوصیت به باشندگانِ شاه جہان اباد دارد
نصیبِ سکنۂ جاے دیگر نیست - مرزا معز فطرت که اعلم علماء ایران و شاعر عالی مقدار
آنجا بوده تها در ہندوستان شب را بروز آورد مطلعش بزبان ریختہ این است شعر

از زلفِ سیاهِ تو بدل دهوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

و قزلباش خاں اُمید با این ہمه جوشش ہا اہل ہند و تبحر در علم موسیقی ایران و ہند
یک شعر درست در زبانِ اُردو سرانجام نکرده گاہے که رخشِ طبعش درین وادی
دویده غبارِ خاطر سامعاں گردیده از وست،

شعر

بامن کی بیٹی ایک میری آنگ موں پری
غصه کیا وگالی دیا اور وگر لری

عماد الملک وزیر که در بُندیل کھنڈ متولد شده بود در ایامے که مسافر گشته در
شہرے از بلادِ عرب بلباسِ درویشی وارد شد و بمنزل شخصے از سکنۂ آں بلده
رسیده ظاہر نمود که باشندۂ بصره ام - طرف ثانی به مُدارا برخاست و ده روز
به مہمان داری اقدام نموده تا ده روز دراں خانه اعزۂ عرب فراہم می شدند
احدے نشناخت که ہندی است - اند کے حرف زدن به زبان عربی و درست نمودن
لہجه را غور باید کرد و انصاف شرط است -

و ساده وان کشمیر ہر شہر را بلباس و زبان و لہجۂ او متلبس و متکلم شده می فریبند، دو
صنف اند - یکے کشمیر زا که اینہا زود تر شناخته می شوند و بخواری تمام می گردند -
دوم دہلی زا که اینہا ملک به ملک می روند و باشندگان ہر شہر را شناختن ایشاں

ممتنع گردد۔ در مجلسِ عرب عرب و در صحبتِ ایرانی ایرانی و در مجمع تورانی تورانی و پیش
فرنگی فرنگی هستند۔ و این هم یادِ خاطرِ یاراں باشد که دہلوی شدن موقوف بر
تولدِ شخص در دہلی نیست و الا ساکنانِ مغل پورہ و ساداتِ بارہہ که در شاہجہان آباد
بوجود آمده اند باید که دہلوی باشند و چنیں نیست زیرا که دہلوی آن است که روزمرۂ
او شبیه بروزمرۂ باشندگانِ شهر دیگر نباشد ہمیں که حرف می زند شناخته می شود، بخلاف
اہل مغل پورہ که گفتگوے شاں مشابه گفتگوے جوانانِ لاہور است و ہمچنیں حال
ساداتِ بارہہ که کلامِ ایشاں با برادرانِ ہم شہری ماناست۔ پس دہلوی عبارت
از اولاد کسانے است که شستگیِ زبان و نفاستِ طبع و موزونیِ لباس و حسنِ نشست و
برخاست و آراستگیِ خانه بفرشِ زیبا ایجاد نموده و مروج کردۂ ایشاں باشد۔
چه فرزندِ ایشاں خواه در شاه جہان آباد خواه جاے دیگر بہم رسد بشرطِ تعلیم
پذیرفتن در صحبتِ والدین یا عمو یا خال یا برادرِ بزرگ یا کہ مثلِ ایشاں باشد
دہلوی باشد۔ مثل جوانانِ لکھنؤ گو در یک دو لفظ مغائرت با دہلویاں دارند
لیکن در دیگر صفات و قابلیت برابرند و این مغائرت از عدمِ توجہ در بعضی جواناں
یافته شود۔ ہمه را این حال نیست بلکه دریں شہر ہر محله محلۂ فصیحان است بخلافِ
شاه جہان آباد۔ و انکارِ ایں معنی از دانائی بعید است، چرا که باشندگانِ اینجا
میدانند که ما در پورب سکونت میداریم، نشود که زبانِ سکنۂ اینجا یاد گیریم، ازیں
جہت تحقیقِ الفاظ از پدر و مادر و دیگر بزرگانِ خود که از شاه جہان آباد آمده اند
میکنند۔ دوم اینکه اشخاصِ جلیل القدر فصیح زبان بیشتر از دار الخلافه مدت ہا
است که به بدرقۂ افلاس بیروں آمده بلادِ پورب را مسکنِ خود ساخته اند لیکن
از جہت قربِ شاه جہان آباد بر شہرہاے دیگر که در ارضِ شرقی است ترجیح دارد
و کثرتِ دہلویانِ فصیح دریں شہر بدرجه است که حصر آں امکان ندارد، و دہلویانے

که حالا در شاه جهان آباد قیام دارند فصیح کمتر اند و غیر فصیح بیشتر. فصحا را از قبیل فصحاے لکھنؤ خیال باید کرد و غیر فصحا جماعتے هستند که والدینِ ایشان از جاے دیگر تشریف آورده در شهر سکونت ورزیده اند، چوں صاحبِ اولاد شدند، فرزندانِ ایشان از دو جهت، یکے آنکه در شاه جهان آباد می باشیم هر پوچ و یاوه که میگوئیم همه صحیح و روزمرهٔ دهلی است، دوم اینکه سواریِ اسپ و بانک و پٹه و لکڑی و تیره بازی آموختند و دانستن زبانِ اُردو پیشِ اینها قدر و منزلتے نداشته است. بعضی الفاظِ دهلویان را با الفاظِ والدین و دیگر اقربا ضم نموده زبانے پیدا کردند و قصد تحقیق الفاظِ فصیح این زبان در خاطرِ ایشان متمکن نه گشت.

مختصر اینکه سندِ اُردو از گفتگوے ملوک و اُمرا و حواشی و حضارِ شان جُستن بهتر است که فقیه و شاعر و مهندس و محاسب و طبیب و مغنی و صوفی و زنانِ پری چهره در مجلسِ شاں حاضر می باشند و اصطلاحِ هر فرقه را در گوش دارند، و در هر لفظیکه اصطلاح جاری میکنند بزرگ و کوچک را در قبول کردن آں گریز نمی باشد و زود ترمروج می شود و هر شخص فصیح و بلیغ در صحبتِ ایشان گنگ میگردد و اگر سخنے را درست میگوید و پسندِ خاطرِ امیر و حضار می شود بمباهات نزد اماثل و اقران ذکرِ آں بر زبان می آرد و هر صاحبِ کمال را وقت حرف زدن در خاطر خلد که مبادا حرفے از زبانِ من برآید که موجبِ رنجیدن دریں مجمع شود. و همچنیں بندشِ دستار و دوختِ قبا و زیر جامه و کفش هرچه رواج می یابد بر پسند اینها موقوف است، مثل لفظ رنگتره که بمعنے سنگتره فرمودهٔ فردوس آرامگاه است، و همچنیں گلدم بمعنی بلبل و گلسر بمعنی تیتر که در فارسی دُراج گویند و سفید سر بمعنی سرخاب.

حالا که ایں مقدمه بدلیل ثابت شد تصدیقِ قولِ راقمِ آثم پُر ضرور است، و آں اینست که سر دفترِ فصحاے خوش بیان و مقدمة الجیشِ بلغاے طلیق اللسان و قصب السبق

میدان براعت و مجددِ قوانین لذاعت مصداق لوذعی المعی دریں زمان ذات ملکی ملکات جناب عالی است، بربِّ کعبہ کہ تقریرِ آں حضرت بزبانِ اُردو در ہر فقرہ یاد از مقاماتِ حریری میدہد - احدے را از فصحاے ماضی و حال ایں طلاقتِ لسانی و تلمع بیانی نبودہ است و نیست و در ہیچ وقت سخن آنجناب خالی از لطیفہ نمی باشد - گاہے تجنیس است و گاہے ایہام و گاہے طباق است و گاہے ترشیح و وقتے محتمل الضدین - محررِ داعی لطائفِ حضور را جمع نمودہ کتابے جداگانہ ترتیب می نماید - دیگر نواب عماد الملک مغفور کہ موجد بعضی قوانین ایں زبان است اُیجادش ہمہ مقبول - لیکن نسبت قوت طبع او با قوّتِ طبع جنابِ عالی نسبت چاہ است با دریا - بایں دلیل کہ پوشاک و کلام وقت عماد الملک سواے ایں نبودہ باشد کہ حالا در شاہ جہاں آباد است، پس اگر پوشاک مردانۂ آنجا را مقابل پوشاک مردانہ لکھنو بکنم بعینہ لباس بانیہ ہاے کاندھلہ و شاملی در جنبِ پوشاکِ مرزایانِ ایران است - گو در اصل بر پوشاک شہرہاے دیگر سواے لکھنو میچربد و پوشاک زنانۂ آنجا و بروے پوشاک زنانۂ اینجا حکم سرود زنان شرفاء در شادیِ فرزندان و دختر خود پیش سرودِ میاں غلام رسول دارد، یا مقابلۂ کھاروۂ سُرخ با اطلس سُرخ است - بخدا کہ کلام مرداں اینجا ہرگاہ بکلام مردانِ آنجا سنجند بے شک و شبہہ مقابلۂ گفتگوے لالہ بھاڑا مل دھوسر است با قوت نطق نواب عماد الملک

سوال از طرف نواب عماد الملک

اجی لالہ بھاڑا مل تمھارے احوال پر باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں کہ حق تعالی نے اپنی عنایات سے تمھیں میات الوف کا مالک کیا اور اوقات تمھاری یہ کہ احد من الناس جس مسلمان کو فرض کیجیے اُسکے برابر ذائقہ صاحب کا لذت آشنا نہیں - بڑا تعجب ہے کہ آدمی باوصف تیسر نعماے الٰہی

سے محروم رہے اور نام اُس کا رحم اور شفقت رکھیے۔ ہم لوگ بھی تو اپنے
ہاتھ سے بکری سوائے عید قربان کے حلال نہیں کرتے اور یہی اشخاص صاف
کرکے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں اور بازار میں بیچتے
ہیں اگر تم بازار سے لیکر کھاؤ تو کیا مانع ہے۔

جواب ازطرف بھاڑا مل

ہہیں پیرو مُرشد ہمارے دھرم مانہیں جیو کا مارن بڑا دُوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا
تو ہور بھی بُرا، ہور کھا تہاری کی بات ہے تم کھاوند لوگ ہو۔ ہمارے تو
جو کوئی چوشی بھی بھولے سے مارگیر ہے تو اُسیکے ہاتھ کا پانی پیونڑا اگجب ہے۔
ہماڑے بڑے تاؤ سیلرام جی تھے اُونڑنے بھولے بسرے تے کھا کھنکھجوری
وہی کے باپ پر پیر رکھ دیا تھا سو وہی کا باپ مرگیا۔ سو باباجی نے دیکھکر فرمایا
نیوتی کے کھا یوہ کی کیا اب دس ہجار روپئے کس کے گھرتے کاڈھوں جو اُسکا
دوکھ اُتاروں۔ ہور پمیشرنے ہماری کھاونڑ پیونڑ واسطے بھی ڈھیر چیجاں
پیدا کریں ہیں، موہن بھوگ، لوچئی، کچوری، اندرتی، میٹھے سُہال
کچنال، برے، سنبوسے، پراگڑی، کھُرمے، بالوساہی، گندوڑے، دھوئی
مونگ کی دال، دھوئی دھوئی اُردکی دال، ہور ڈھیر سے ترکاریاں ہور جالیہ
ہور مگد کا لڈّو ہور گوند کے پاپڑ جو جو ربھی نوس پھرماویں تو پھیر کھا تو س،
ترڑکی کو بھی بھول جاویں بلکوں بھولے بسرے بھی کھاؤنے میں نہ آوے۔

شرح این عبارت۔ ہہیں بکسر ہاء و تشدید ہاء ثانی مکسور و یاء مجہول و نون غنہ
لفظ بانیہ ہا باشد بجائے ہاں صاحب در اُردو۔ پیرو مرشد بغیر واؤ بمعنی پیر و مرشد
با واؤ عطف۔ ہمارے بامیم مفتوح با ہاء یکے شدہ و الف و راء و یاء مجہول بجائے
ہمارے در شاہ جہان آباد۔ مانہیں در زبان سادات بارہہ بمعنی درمیان گزشت

جیو بجاے جی بمعنی جان - بڈا - بادال ہندی ہماں بڑا بمعنی کلاں - دوکھ بادال و واو مجہول و کاف باہاء یکے شدہ بمعنی گناہ باشد - ہور - باہاء و واو مجہول و راء بمعنی اور بجاے دیگر در فارسی - کھاؤنا بجاے کھانا بمعنی خوردن - نکھا اختصار میں نے کھا باشد بزبانِ فصیحانِ دہلی کتابت آں با میم مفتوح و کاف مفتوح باہاء یکے گشتہ - وتھاری با تاء مفتوح متحد باہاء و الف و راء و یاء معروف بمعنی تمھاری در اردو - کی با کاف مکسور و یاء معروف بجاے کیا بمعنی چہ براے استفہام در فارسی تم با تاء مفتوح و میم ساکن بجاے تُم در اردو بمعنی شما در فارسی - کھاوند بجاے خاوند - چوشی بمعنی چوہی یعنی مادۂ موش و از چوہی تا چوشی تفاوت ہا ر بلند و شجاعت باشد - مارگیرے بمعنی مار ڈالے یعنی بکشد - پیونڑا بجاے پینا بمعنی نوشیدن کتابت آں با باء فارسی و یاء معروف و واو مبدل با ہمزہ متحد با نون و راء ہندی و الف - گجب بمعنی غضب آرند - بڈے با یاء مجہول بمعنی کلاں تعظیماً - تاؤ - با ہمزۂ مضموم و واو معروف بمعنی برادر کلانِ پدر - سلیرام نام بانیہ - اُنزٹنے با ہمزۂ مضموم با نون راء ہندی یکے گشتہ بمعنی اوشاں در فارسی - تے بجاے سے بمعنی از در فارسی گھنگھیچورا نام جانور مشہور در ہند - دھی کے باپ بمعنی پدرِ دختر باشد کہ در اردو بیٹی کا باپ گویند - کے بجاے کا در اضافت وقتِ خطاب باشد مانند فلاں زید کا بیٹا ہے اور فلانی زید کی بیٹی ہے - باباجی در ہند واں مراد از پدر پدر باشد - پھرمایا با باء فارسی با ہاء یکے شدہ و راء ساکن بمعنی فرمایا - نپوتی بکسر نون زنے کہ ہیچ نہ زاید - کے با کاف و یاء مجہول براے اضافت است یعنی اے فرزند ستردن - ازیں کلام مرادِ قائل اظہار غضب بر مخاطب باشد زیرا کہ معنی نپوتی کے این است کہ ازیں حرکات زود است کہ از جان گزراں درگذری و چناں بے نام شوی کہ گویا مادر ترا نزادہ است یا باین معنی کہ اے دشمن عقل زود است کہ گشتہ شوی و مادرت بفرزند شود - و

اطلاقِ نیوتی بر مادر مخاطب پیش از گشتہ شدن مخاطب از روے مجاز باشد، چون
اطلاقِ فاضل بر طالب علم کہ آخر بعد تحصیل علم بر منصب فضیلت خواہد رسید۔ لیکن
بایں معنی نیوتی کے را فرزند ستردن گفتن درست نباشد، گو تالِ ہر دو واحد است
و ایں عبارت در تال قریب عربی است کہ در حالتِ غضب بکمئی "تبئیک اُمک"
گویند یعنی بگرید ترا مادرِ تو۔ اب بمعنی حالا۔ روپئے بمعنی روپیہ ہا۔ کاڈھوں باکاف
و الف و دال ہندی با ہاے یکی شدہ و واو معروف و نون غنہ بمعنی بر آرم در
فارسی باشد۔ پنیشر با باے فارسی مفتوح و نون ساکن و میم مکسور و یاے مجہول و
سین مفتوح و راے ساکن بمعنی خدا۔ پیوتڑ با باے فارسی مکسور و یاے معروف و واو
مفتوح و نون غنہ و راے ہندی بمعنی نوشیدن۔ ڈھیر با دال ہندی با ہاے متحد شدہ
و یاے مجہول و راے ساکن بمعنی بسیار۔ چیجاں جمع چیج با جیم فارسی و یاے معروف و جیم
ساکن بمعنی چیز۔ کریں با کاف و راے و یاے معروف و نون غنہ بجاے کیں با کاف
و یاے معروف و نون غنہ۔ کھرمیں بمعنی خربزہا۔ مگد با میم و گافِ مفتوح و دال ساکن
قسمے از شیرینی در ہند۔ حجور بمعنی حضور۔ نوس در آخر با سین بمعنی نوش با شین در آخر۔
پھرمادیں بجاے فرمادیں۔ پھیر بجاے پھر بمعنی باز در فارسی۔ نوس تنڑکی با نون
مفتوح و واو مکسور و سین ساکن و تاے مضموم و یا نون یکے شدہ و راے ہندی ساکن و
و کاف و یاے معروف بجاے نمش و تنکی۔ بلکوں با واوِ مجہول و نون غنہ بجاے
بلکہ۔ بسرے با یاے مکسور و سین ساکن و راے و یاے مجہول بجاے بھولے۔ یا فارسی
کا تیتھا مقابل فارسی صفاہانیاں و ہمچنیں فرس فضلاء و طلبۂ علوم پورب کہ تقلید لہجہ
مغل نیز مرکوزِ خاطرشاں باشد در جنب مغل۔

سوال از میرزا صدر الدین صفاہانی

چرا دو سہ ماہ بر ما نامہرباں بودید کہ تشریف نیاوردید و مشرف نفرمودید دو سہ پنجم کہ

از حیات مستعار خوش بگذرد غنیمت است اما خوشی خاطر بے مجالست دوستاں کجا
شعر

بہارِ عمر ملاقاتِ دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

تنہا نہ گریۂ آدم بکار آید نہ خندہ، حالا بدستور می آمدہ باشید زندگی آدم ہمیں قال و مقال و اختلاط است۔ جناب میدانند کہ مذہبِ من صوفیانہ است نمیدانم کہ ہندو چہ قبح دارد و مسلماں چہ حُسن۔ ہر دو بندۂ خدا و نورِ چشم عارف اند۔ جہانِ گذراں مثل حباب نقش بر آب است آخر ہمہ را رجوع بمبدء خواہد بود نزاعِ لفظی کہ زید بہ از عمرو است یا عمرو بہ از زید میانہ برادرانِ نوعی چہ ضرور سرزید بگردن عمرو۔

جواب زلالہ لکتا پرشاد سری واستم

ہگا ہگا ایں عاجز تمو دو ماہ بگلگشت گلستون بماری پرداختہ ہگا ہگا ولیکن آن منبعِ عطوفت و احساں شربتِ جوں پرورعیاوت را دریغ داشتہ ہگا ہگا۔ شعر

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہگا ہگا امیدم از ایشاں تنکستہ شود چوں احوال آں اہبت دستگاہ چناں مبرہن گردید دیگر دم از دوستیِ کسے کشتن بیجا است۔ ہگا ہگا رو دیدہ را شرم ہمی کنند و ایں کہ ہگا ہگا بر زبوں راندہ کہ ایشوں صوفی مذہب است و ہگا ہگا تعصب مے داشتے چہ نقصان می داشتی و اکنوں کہ ندارد ما را چہ نفعے از و باللہ العلی العظیم و بامیر المومنیں الیہ السّلام دوست را غلام است و مردِ خوب را بندہ، و ہگا ہگا با آدم خردماغ کارے ندارد۔ ہگا ہگا حیف کہ در دو موہ از مونپرسیدی آں قدر غفلت ہم از حالِ دوستونت نشایستی۔ ہگا ہگا ایں تو رسمِ زمانہ است کہ شکایت از دوست کردہ می شود۔

تمام شد فارسیِ ملکا پرشاد که درمیانِ کاتیهٔ ها قومش سری واستم بود- شرحش
اینکه هگاهگا هردو بار باهاء مفتوح وگاف والف بیجا درکلام صرف میکرد بلکه تا
این لفظ اززبانش برنمی آمد حرف زدن برو محال بود- شمو بجاے شما ازراهِ
تمغل گفته- وتاء پرداخته رامکسور گفته ها را ظاهر نمود- جون بجاے جان ورد
ودرداشته هم قاعده پرداخته مرعی داشته- شکسته شد بمعنی گمستم شد گفته-
کُشتن بجاے زدن استعمال نموده- ولفظ رُودیده را شرم بمعنی مُنه دیکهے کی شرم
نزدِ او بوده- وزبون بمعنی زبان- وباداَل رانده هم سلوک تاء پرداخته ورزیده
وهاء مخفی را مثل هاء بارز ظاهر ساخته- وایشوں بجاے ایشاں اسم اشاره براے
جماعت وغرضش مخاطب بوده- صوفی مذهب است بجاے صوفی مذهب هستند
گفته یا ایشون بمعنی من- وآں عبارت بمعنی صوفی مذهب هستم آورده- و این
بما سبق متعلق تر از اوّل است- وسید اشتی بمعنی سید هستند- ونداردِ بجاے ندارند
وازو بجاے از شما- وراء امیر المومنین را مفتوح اداکرد والیه السلام بکسرهٔ الف
بجاے علیه السلام گفته- ودوست را غلام است بمعنی دوست را غلام هستم آورده-
ومردِ خوب را بنده بمعنی مرد خوب بنده ام- وندارد بجاے ندارم مستعمل نموده-
ومو باداو معروف بجاے ماه- ومو باواو معروف بجاے ما- نپرسیدی بمعنی نپرسیدند
آں قدر بجاے این قدر- وغفلت بجاے غفلت- ودوستونت بجاے دوستانت
تلفظ نموده- واین تو بجاے اینکه یا بجاے این خود-

سوال از مرزا کاظم اصفهانی

قبله خیلے مشتاق خدمت بودیم این وقت که جناب از درس وتدریس فارغ شده اند
یحتمل که چیزے هم نخورده باشند وبعد از طعام قیلوله هم ضرور است اگر حکم شود حاضر
باشم واگر بفرمائید فردا باز بخدمت برسم- هنوز که ده دوازده روز اینجا هستم چه

عرض بکنیم کہ فلکِ کجرفتار دست از بازیہا برنمیدارد، والا چند روز در خدمت آپ صوبے ملازمان کردم - چند شبہہ کہ در شرحِ اشارات بخاطر داشتم وجوابِ آنہا اندکے عسیر می نماید بآسانی تمام از جناب برطرف می شد وائے وائے اینجا قدر ملازمان را کہ میداند برابر یک سبزی فروش یا چونہ پزِ ایران اوقات ندارید قبلہ بیا بولایت برویم -

جواب از مولوی عبدالفرقان

ارے برہان لائیس از فصحت و بلغت آں باذعان دانستی شدی کہ مولدِ ایشوں از خوک پوکِ ایران بودی - ارے برہان لائیس او بلبل ہزار داستان رانعم البدل بود - من بایں فصحت کسے مغل راندیدہ است ہمیں کہ او گوہر سخون را بمنقبۂ بیاں سُفتہ - ارے برہان لائیس من دانستیم کہ وے مالک بون است - ارے بُرہان لائیس من طعام را خارج میخوریم و خُسپیدگی رانمی خواہیم تا او شستہ اہست گپ زدگی و جمع شکوک را ارے بُرہان لائیس بلک کُل مائی بالہ پاخ دادی خواہد شد - وازینکہ او را شوق بسوے کتب معقول ہست ارے بُرہان لائیس غنچۂ خاطر ایں کس گل شگفت انشاء اللہ تعالیٰ عظم شانہ ولا لحاظ احسانہ - ارے برہان لائیس دیگر چارچہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ از قسم شعر خواہد شدن -

ہر کجا در عالمِ امکاں ہست گرمی صحبتی
بیگماں شمع زبان شعرا دراں بزم روشن است

گفتگوے مغل و مولوی بانجام رسید - حالا شرحِ کلامِ حضرت مولوی گوش باید کرد

ارے برہان لائیس باہمزۂ مفتوح ورا و یاء و باء مضموم و راء ساکن وہاء والف و نون ولام والف وہمزہ ویاء معروف وسین ساکن بجاے ہنگاہنگا در کلام لالہ کتاپرشاد خیال باید کرد - وفصحت و بلغت ہماں فصاحت و بلاغت بغیر الف است وآں بمعنی تنہا یعنی تعالی قدر - ودانستی شدی بجاے دانستہ شدہ ایں چنیں تلفظ را غور کردن واجب

است - ایشوں بجاے ایشاں بمعنی شمار - خوک پوک بجاے خاک پاک از غلبۂ مغل -
وایرون بجاے ایران - بودی بجاے بوده - واو بمعنی شما - کسی مغل بجاے ہیچ
مغل - ندیده است بجاے ندیده ام - سخون در اصل بمعنی سخن و صحت دارد لیکن جناب
مولوی صاحب از سبب لہجۂ وطن شریف واو معروف از دیاد کرده اند - من داستیم
بجاے من دانستم - ووے بجاے شما - وزبون بجاے زبان از جہت مغلیت - ششته
است بجاے نشسته است - گپ زدگی بجاے گپ خواہم زد - بلک با باۓ مفتوح و
لام مکسور و کاف ساکن براے ترقی کلام - کل مافی بالہ مراد ہرچہ در دل اوست
و مراد مولوی صاحب ہرچہ در دلِ شماست باشد چراکہ مخاطب اغائب ارشاد میفرمایند
دادی خواہد شد بجاے داده خواہد شد کتب معقول بفک کسره اضافت - واین
کس بمعنے من - چارچہ بجاے چرچہ - انشاء اللہ تعالیٰ خواہد شدن بجاے
خواہد شد با وصف خواہد شد درینجا مصرف ندارد - و عالم امکان باہم مکسور در عالم
وگرمی صحبتے بغیر کسرۂ اضافت - و شعرا بروزن عذرا - زبان شعرا با نون غنہ
بجاے زبان شعرا بکسر نون و فتح عین و میم بزعم بیروں از تقطیع براے ضرورت -
از نقول عجیبہ این کہ زمانے بعضے اعزہ بسندیلہ رفتہ بودند محامد جناب مولوی حیدر علیصاحب
کہ اعلم علماے معقولیاں ہستند شنیده مشتاق ملازمت ایشاں بودم و میخواستم کہ
بتقریب سفر سندیلہ اختیار نموده بہ تحصیل این دولتِ عظمیٰ پردازم - از حسن اتفاقات
جناب ایشاں بحسب ضرورتے بہ لکھنؤ تشریف آورده در اسیا مئو کہ فرودگاه رسالہ
عبدالرحمن خاں قندھاری است فروکش گردند - داعی راقم از وصول این نوید
جاں بخش بس زود تر سوار شده بخدمتِ ایشاں حاضر شدم و براے ترفع خود در چشماں
قصیدۂ غیر منقوطۂ خود راکہ موسوم بطور الکلام و آخر آں مشتمل بر صنایع چند است
باین گماں کہ پسند ایشاں موجب مزید اعتبار من خواہد شد بر ایشاں عرض کردم

جناب معزی الیہ قصیدہ را شنیدہ دُررِ غررِ تحسین و آفریں را تفویضِ دُرجِ سامعۂ ایں
ہیچمداں کردند۔ چوں احقر العباد آثم در وقتِ والد مرحوم تحصیل کتب درسیۂ منطق و
حکمت بعمل آوردہ بودم و از مدتے کہ فرطِ محبت شعر و مجالست با دوستاں و فکر معاش
و ضیق کوچۂ تلاش عنانِ شوق را ازاں طرف برگردانیدہ آنچہ خواندہ بودم بسہو انجامیدہ
بود سوائے اختلاط شعر و سخن، اظہارِ مقدماتِ علمی در حضرت ایشاں حمل بر تنک ظرفی
خود کردہ ام۔ و بناء علیہ گزارش نمودم کہ بگوش فقیر رسیدہ است کہ جناب در سہ زبان
یعنی عربی فارسی و ہندی شعر فرمایند۔ ہرچند کہ ایں بندہ را لیاقتِ آں کجاست کہ
فرمودۂ ملازمانِ عالی را بفہمد لیکن اگر بقدر فہم ایں بے بصیرت چیزے تیمناً و تبرکاً
ارشاد شود بعید از بندہ نوازیہا کہ شیوۂ بزرگان است نیست۔ ارشاد شد کہ میر انشاء اللہ
خاں صاحب است میفرمایند من در ہر سہ زبان مذکور چیزے موزوں میکنم۔ لیکن چوں
آدم بر زبان خود زیادہ از زبان دیگر قادر می شود و اطمینانے کہ از لہجۂ ملک خود دارد
از زبان ملک بیگانہ ندارد برائے ایں التماس کردہ می آید کہ ہرچہ ازاں خاطرم جمع
است اشعار ہندی است۔ گفتم ازیں چہ بہتر چیزے باید خواند۔ از فرط تلطف و کمال
رافت قصیدۂ کہ در ہماں ایام از نتائج طبع شریف ایشاں در نعت سرورِ کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم موزوں شدہ بود تفویض صماخ راقم نمودند۔ صلۂ آں پیش حملۂ
عرش رب العالمین است روز قیامت پیش خواہند کشید۔ حقیر مجرم بعد از استماع بالحاح
تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مفرحے بزعم من باو نرسید زیرا کہ ہر مصرعش برائے
تفریح طبع اہل مجلس حکم یک قطعۂ زعفراں داشت بخاطر رسید کہ خمس آں درست نمودہ
یادگارے در جہانِ گذراں باید گذاشت۔ الحمد للہ کہ بعنایتِ ایزدی ایں ہم بآسانی
صورتِ تمامی پذیرفت و در ینجا برائے افادۂ طالبانِ فن ایراد دو بیت از قصیدۂ
مذکور بعمل آمدہ

نظم

رسول حق کا محمدؐ نبی خیر انام

اے فخر کون و مکاں تجھ اوپر درود و سلام

ہے امر ہم کو صلّوا و سلّموا تسلیم

ہے امتثال امر کا واجب اے مومناں مدام

بالجملہ بعد چندے کہ ہمراہ الماس علیخاں بہادر وارد سندیلہ شدم و مکرر ملازمت مولوی صاحب ممدوح دریافتہ مخمس را بایشاں عرضہ دادم پسند خاطر نازک پسند افتاد وہماں لحظہ نقل آں گرفتند۔ سیاہ کردن کاغذ بہ نقل مذکور از ینجہت است کہ بعضی خرد دشمناں ایں گماں دارند کہ فضلا شعر را موجب پستی پایۂ خود دانستہ متوجہ نمی شوند والا در اندک توجہ ہرچہ خواہند بگویند یقینی است کہ بہ از شعرا گفتہ شود و چند شعر نامربوط کہ مثل قصیدۂ مذکور از زبان ایں بزرگاں بشنوند آں را محیط معانی و گنج بدایع تصور کنند و نمیدانند کہ شاعری بے نسبت اصلی شخص با روح القدس ممتنع است مرزا رفیع اُمی باشد و شعر باآں فصاحت و بلاغت بگوید و صاحب قصیدہ بایں رفعت و تشخص علمی چنیں نافہمیدہ راہ رود جاے عبرت است۔ واز ہمہ عجب تر اینکہ باعتقاد طلبۂ علوم جناب ایشاں میرزا ہستند لہجۂ فرس ہم از اہل ایران یاد گرفتہ و زبانِ اُردو ہم در شاہجہاں آباد آموختہ و چوں حکماے یونان در علم موسیقی نیز کہ اصلے است از اصولِ اربعۂ علم ریاضی مشق را بکمال رسانیدہ بودند مولانا ہم عشاق و عراق و حجاز و بیات و غیرآں مقام و گوشہ ہاے فارسی و بھیروں و بھیماس و بھیروی و للت و رام کلی و کھٹ و گنکلی و بھٹیار و سگھرئی و سوہا و گوجری و گندھار و اساوری و ٹوڑی و بلاول و الھیا و دیوگری و دیگر راگ و راگنیہا مثل ہمیں راگنیہاے صحیح در حاشیہ خیال دارند۔ و گاہ گاہے روبروے کدام خفاشے کہ از شاگردان خاص است خیال خواندہ داد طلب می شوند۔ قربان ایں شعور و بلا گردانِ

ایں عقل باید شد ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساز زدن کدام عیب است
حبذا مجلسی کہ در و علماء فراہم آیند و از ہمیں ہا یکے جوڑی بزند و دیگرے سارنے
بنواز د و یا یکے ساز در دست بگیرد و دیگر

اُنظر الینا او میاں چیرے والے
مناق المجالُ علینا سانوں بھی اپنی کول بلالے
ہَجرک میڈی جان اِجلس بین یدینا
بھویں تہاری بانوں بجالے

بسراید- جائیکہ جناب مولانا با ایں ہمہ تحقیق و تفتیش ریختہ را بایں صحت و درستی و موزونی
ادا کنند مولوی عبدالفرقان ہم اگر فارسی را بنوعے کہ گذشت استعمال نماید چہ گناہ
کردہ باشد۔

ہمچنیں گفتگوے زنان خانگی و کسبی شاہ جہاں آباد مقابل زنان ہمجنس شاں در لکھنو
بعینہ گفتگوے برکاوُنی کنیز الکن مولوی کرم الرحمٰن است، مشہور و ملقب بیان بخیئی
درحسب گویائی براتی بیگم و موتی خانم شاہ جہاں آبادی است۔ یا کلام میر غفر غینی و
یائی کہ باشندۂ دہلی است با زبان پری پیکر کوچۂ بلاقی بیگم با اختلاط خدمتگار ٹھاکر
با دام سنگھ جاٹ ساکن آدُ با تفضل حسین خاں علامہ۔

سوال از براتی بیگم و موتی خانم

اری سر مونڈی باندی تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے۔ اللہ کرے تیری بوٹی بوٹی
اوپر والیاں لے جائیں اُڑ جائے تو خیلا خندی میں نے کب ستیاناس گئی تیرے
میاں کی جورو کا گلا کیا کہنے والی کو علی جی کی مار ہووے ڈریے تیرے دیدے سے
میٹھے بجھائے گیا اُشغلا اُٹھایا ہے، بھس میں چنگاری ڈال جمالو دُور کھڑی۔

تا اینجا عبارت براتی بیگم بود- کلام موتی خانم

اے صاحب آپ کیوں باندی بندوڑوں کے مُنھ لگتی ہیں۔ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے۔ زناخی ہم تو آگے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پر رحم کرنا اچھا نہیں۔ پر کیا کریں آندروا لا کمبخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے۔ اس چڈو کا کیا دوس ہے کردۂ خویش آید پیش۔

جواب از کنیزِ مولوی کرم الرحمن

بیڈم صاحب اِہتاں ٹھڈائے جانت ہے جو میں تجھ بھی ٹہے ہوں ٹرم سبھی بیاں اُٹھے رہیں میں تو نہ بولوں نہ چالوں جن آپ سن آئے یہ بات ٹہس ہے اور مورانام ٹھس ہے اُوٹی بُرماں بانس تے دیوں میں تو جیتی ناہیں ٹرت ٹہہ جاؤں تم بی بی موری ٹاولا ہُومیں تو بَل بَل جاؤں ٹمرے ٹٹرے سے آسرے پے آوت رہوں ٹرا صدٹا ٹھاوٹ رہوں اور ٹھاٹم صاحب مَنھ ٹاٹھن رہے ٹہیاں ٹی ٹوئی باٹ باہرٹھی توتی اپنا ٹیاپی ہے سومیں بُرجری اپ ٹاتورانی رہوں جو بی بی سن ٹھوں ٹہ بیڈم صاحب اور ٹھاٹم صاحب تُم ٹاں بُراٹہت رہیں اور ٹمرا دَلارت رہیں ٹھٹیٹ ٹروجہ بُرجری ٹہنیو ٹہس ہوے وہٹی ناٹ ٹاٹ ڈارو ٹینہ ٹاٹران ٹی ٹسم اور سَکَم جہدین ٹریا میں نا نہیں بولوں"۔

کلام بی نورن کسبی باشندۂ کوچہ بلاقی بیگم با میر غفر غلینی ویائی۔

اجی آؤ میر صاحب تم تو عید کے چاند ہوگئے۔ دلی میں آتے تھے دُو دُو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے، لکھنؤ میں تمھیں کیا ہوگیا کہ کبھیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہُوا ایسا نہ کیجیو کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو، تمھیں علیؑ کی قسم آٹھوں میں مقرر چلیو"۔

جواب از میر غفر غلینی ویائی۔ مراد از غفر غلینی ویائی این است کہ وقتِ تکلم بجاے

لام وراء بیشتر غین وکتریاء از زبانش برآمده باشد۔ بیان صورت میرنذکور این که سیاہ رنگ، کوتاہ قد، فربہ گردن، دراز گوش، بندش دستار بطور بعض قند سازان کہنہ، رنگش سبز یا اگرئی و اِلّا اکثر سفید، گاہے گُل سُرخ ہم در گوشۂ دستار میزنند۔ وجامہ مصطلح ہندوستان نہ جامۂ لغوی در بر مبارک بسیار پاکیزہ میباشد چوں لباس باریک را ازینجہت کہ برائے زناں مقرر است نمی پوشند۔ رخت پوشاکے ملازم شریف ایشاں اکثر گندہ است لیکن قیمتی دونیم روپیہ رانیک تمام در یک جامہ صرف می شود۔ چولی زیر پستاں بالائے آں دوپٹہ پیتولیہ، دامن بر زمین جاروب می کشد۔ ومسی ہم بر دندان مبارک می مالند وپاپوش از سقرلاط زرد ودر چاق وسط آں ستارہ از تارہائے طلائے غیر خالص۔ حالا کہ ہیئت معلوم شد طرز کلام بازنِ کسبی باید کشید

اجی بی نوغن یہ بات کیا فغماتی ہو تم تو اپنے جیوغے کی چَین ہو پَغ کیا کہیں جب سے دغی چھوٹی ہے کچھ جی افسغدہ ہوگیا ہے، اوغ شغغ پَغھنے کو جو کہو تو اس یں بھی کچھ غطف نہیں غہا۔ مجھ سے سُنیئے اوغ غیختے یں اُستاد میاں وغی ہوے اُنپَغ توجّہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھغ میاں آبغو اوغ میاں ناجی اوغ میاں حاتم پھغ سب سے بہتغ مغزا غفیع السودا اوغ میغ تقی صاحب پھغ حضغت خواجہ میغ دغد صاحب بغدا غاہ مغقدہٗ جو میغے بھی اُستاد تھے۔

لہ میر غفر غنینی کی گفتگو صاف زبان میں یوں ہو گی۔

اجی بی نورن! یہ کیا بات فرماتی ہو، تم تو اپنے جیوڑے کی چَین ہو، پر کیا کہیں، جب سے دلی چھوٹی ہے کچھ جی افسردہ ہو گیا ہے۔ اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیئے ریختے میں اُستاد میاں ولی ہوے،، ان پر توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور میاں حاتم۔ پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب پھر حضرت میر درد صاحب بر داللہ مرقدہٗ جو میرے بھی اُستاد تھے۔

وہ غوگ تو سب مغگئے اوغ اُنکی قدغ گغنے واغے بھی جاں بحق تسغیم ہوئے
اب غکھنؤ کے جیسے چھوغگئے ہیں ویسے ہی شاغغ ہیں اور دغی میں بھی ایسا ہی
کچھ چنچا ہے تخم تاثیغ صحبت کا اثغ۔ سبحان نغاہ یہ کون میاں جغئت ہیں
بغے شاغغ کوئی ونسے پوچھے تو تھاغا خاناں کس دن شعغ کہتا تھا اوغ
غضا بہادغ کا کونسا کیام ہے۔ اوغ میاں مصحفی کہ مطغق شعوغ نہیں غکھتے
اگغ پوچھیے کہ ضغب زید عمغاً کی ترکیب تو ذغا بیان کغو تو اپنے شاگغدوں کو
ہمغاہ غیکے غغنے آتے ہیں۔ اوغ میاں حسغت کو دکھیو اپنا عغق بادیان
اوغ شغبت انا غین کو چھوغ کے شاعغی میں آکے قدم غکھا ہے۔ اوغ
میغ انشاء اغاہ خاں بچاغے میغ ماشاء آغاہ کے بیٹے آگے پغیزاد تھے ہم بھی
گھوغنے کو جاتے تھے اب چند غوز سے شاعغ بنگئے۔ مغزا مظہغ جانجاناں صاحب
کے غوز مغے کو نام غکھتے ہیں۔ اوغ سب سے زیادہ ایک اوغ سُنیے کہ سعادت
یاغ طہماسپ کا بیٹا انوغی غیختے کا آپ کو جانتا ہے، غنگیں تخغص ہے۔ ایک

وہ لوگ تو سب مرگئے اور اُنکی قدردانی کرنے والے بھی جاں بحق تسلیم ہوئے اب لکھنؤ کے جیسے چھوکرے ویسے ہی
شاعر ہیں، اور دلی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے تخم تاثیر صحبت اثر۔ سبحان اللہ، یہ کون میاں جرأت، بڑے
شاعر، پوچھو تو تمھارا خاناں (آزاد نے اسے رلے اں لکھا ہے) کس دن شعر کہتا تھا اور رضا بہادر کا کون سا
کلام ہے۔ اور وہ دوسرے میاں مصحفی، کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ ضرب زید عمراً کی ترکیب تو ذرا بیان
کرو، تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر لڑنے آتے ہیں۔ اور میاں حسرت کو دیکھو، اپنا عرق بادیان اور
شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آکے قدم رکھا ہے۔ اور میر انشاءاللہ خاں، بچارے میر ماشاءاللہ
خاں کے بیٹے، آگے پری زاد تھے، ہم بھی گھورنے جاتے تھے، اب چند روز سے شاعر بنگئے
میرزا مظہر جان جاناں کے روز مرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک
اور سُنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک

قصا کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دغیذیغ نام غکھا ہے۔ غندیوں کی بوغی اُس میں باندھی ہے۔ میغ حسن پغ زہغ کھایا ہے، ہغ چند اُس مغوم کو بھی کچھ شعوغ نہ تھا بدغ منیغ کی مثنوی نہیں کہی گویا سانڈے کا تیغ بیچتے ہیں۔ بھغا اسکو شعغ کیوں کغ کہیے سا غے غوگ غکھنؤ کے اوغ دغی کے غندی سے غیکر مغد تک پڑھتے ہیں

چغی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی   کغے کو کغے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچاغے غنگین نے بھی اُسی کے طوغ پغ قصہ کہا ہے کوئی پوچھے کہ بھائی تیغے غساغ داغ مسغم، غیکن بچاغا بغچھی بھاغے کا غکھنے واغا، تیغے کا چغانے واغا تھا تو ایسا کہاں سے قابغ ہوا۔ اوغ کغہائی پن جو بہت مزاج میں غندی بازی سے آگیا ہے تو غیختے کے تئیں چھوغ کغ ایک غیختی ایجاد کی ہے اس واسطے کہ بھغے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پغھکغ مشتاق ہوں اوغ اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کاغا کغیں بھغا یہ کغام کیا ہے کہ۔

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دلپذیر نام رکھا ہے۔ رنڈیوں کی بولی اسمیں باندھی ہے، میرحسن پر زہر کھایا ہے۔ ہرچند اس مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی، سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا اسکو شعر کیونکر کہیے۔ سارے لوگ لکھنؤ کے اور دلّی کے رنڈی سے لیکر مرد تک اسے پڑھتے ہیں۔ بیت

چلی وہاں سے دامن اُٹھاتی ہوئی   کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچارے رنگین نے بھی اسی طور پر قصہ کہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھائی، تیرا باپ رسالدار مسلّم، لیکن بچارا برچھی بھالے کا چلانیوالا تھا۔ تو ایسا قابل کہاں سے ہُوا۔ اور کراہی پن دیا کلاہی پن، معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے، لیکن آزاد نے شہدپن کا لفظ لکھ دیا ہے اور اس لفظ کو صاف اُڑا گئے ہیں) جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے، تو ریختے کے تئیں چھوڑ کر ایک ریختی ایجاد کی ہے۔ اسواسطے کہ بھلے آدمیونکی بہو بیٹیاں پڑھکر مشتاق ہوں اور اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کالا کرے۔ بھلا یہ کلام کیا ہے۔ (ع)

یہاں سے ہے کے پیسے دوغی کہارغو

اوغ نچوغی انگیا اوغ نگوغی انگیا اوغ مغوغی انگیا۔ اوغ مغد ہوکے یون کہے

کہیں ایسا نہ ہو کمبخت میں ماغی جاوں

اوغ ایک کتاب بنائی ہے اُس مین غنڈیوں کی بوغی لکھی ہے۔ اوپغ واغیاں
چیغیں، اوپغ واغا چاند، اُجغی دھوبن، اندغ واغا دغ، اوغ سہ گانہ
دوگانہ یگانہ زناخی اغایچی دوست۔ اوغ میغے میں جانے کا کونسا غطف
ہے، کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانے واغے بھی غونڈے یا غنڈیاں ہیں۔
اگغ غونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھغوے سوغی کے بنائے ہوے یاد ہیں۔ سندھ
یا جنگغا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پغی۔ عجب طغح کے بوغ کہ فہم میں
نہیں آتے۔ گذا اغا دم کسی طغح ہو جاندا یاغ سمھاغ پیغ دھغنا و غیغی مجغا
مجنوں دا۔ اوغ کپغے بھی دیکھو تو نئی طغح کے، سغ میں بیغیاں رکھے ہوے
اوغ چوغی بھی انگغکھے کی چوتغوں کے اوپغ، اوغ ازاغ کے پائنچے بھی

یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو

اور نچولی انگیا اور نگوڑی انگیا اور مروڑی انگیا۔ اور مرد ہو کے یوں کہے ع، کہیں ایسا نہو کمبخت میں ماری جاؤں
اور ایک کتاب بنائی ہے، اُس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے۔ اوپر والیاں، چیلیں۔ اوپر والا، چاند۔
اُجلی، دھوبن۔ اندر والا، دل۔ اور سہ گانا، دوگانا، یگانا، زناخی، الایچی (یعنی) دوست۔ اور
میلے میں جانے کا کون لطف ہے۔ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانیوالے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو
دیکھو تو دوپٹے بھڑوے شوئے کے بنائے ہوے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں
پڑی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے۔

گدا لا دم دا دے کسی طرح ہو جاندا یارہ سمھال پیر دھر دنا و لیلے مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے۔ سر میں بیریاں رکھے ہوے، اور چولی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پائنچے بھی

دھیغے ، اوغ جوتا بھی بغچودانی داغ ، غاحوغ وغا قوت اغابغاہ - اوغ
غنڈیاں بھی توٹپے کے سوا گانے سے غبط نہیں غکھتیں ہیں - چیغے واغا یاغ
میغا دے میبی واغا یاغ میغاوے ناجاوے محغم ناجا کبھی تو ساوغی ان گغاوے -
اوغ جاغی کی کُغتی اوغ گاچ کی انگیا اوغ دوپٹہ بھی گاچ کا اوغ پیغو
بھی کھغا ہُوا اوغ پائجامہ بھی بے قغینے دھیغے پائینچے اوغ ازاغ بند
کا دوغ بھتی بلا اوغ ناچنے ییں مطغق نہ بتانا نہ سین نہ بین اوغ نہ گاتے
گاتے سامنے آکے دامن پساغ کے بیٹھنا ایسی پھوہغ بے سغیقہ سب کی سب
کہ دو کوغی کے بیغ انکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اوغ جب مغے
میں آوینگی تب ٹھمغی گاوینگی اوغ ٹھمغی بھی ایسی بُغی کہ نعوذ بغاہ بھغا سکے
کیا معنے - میغی گغی پو پیغ یا ہو ہتھیا چغھ کے آیغو پیا مو غا غوک جانیں سغداغ
آیو ہو - اوغ اس پھوہغ پنے پغ آپ کو گغم بھی جانتی ہیں اوغ ہغ
ایک بھغے آدمی سے ٹھٹھا کغنے کو مستعد ہو جاتی ہیں اوغ پھبتی بھی کہتی ہیں

ڈھیلے اور جوتا بھی بڑچودانی دار - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - اور رنڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے ربط ہی
نہیں رکھتی ہیں - چیرے والا یار میلاوے میںے والا یار میلاوے ناجاوے محرم ناجا کبھی تو ساوڑی ماں گراوے -
اور جالی کی کُرتی اور گاچ کی انگیا اور دوپٹا بھی گاچ کا اور پیڑو بھی کُھلا ہوا اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے
پائنچے اور ازاربند کا ڈول بھی ایسا کہ بھتی بلا - اور ناچنے میں مطلق نہ بتانا نہ سین نہ بین ، اور نہ گانے گاتے
سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا - ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ دو کوڑی کے بیر اُنکے ہاتھ سے
کھانے کو جی نہیں چاہتا - اور جب مزے میں آوینگی تب ٹھمری گاوینگی - اور ٹھمری بھی ایسی بُری کہ نعوذ باللہ
اسکے کیا معنے - میری گلی پو پھیر یا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا مورا لوگ جانیں سردار آیو
اور اس پھوہڑ پنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں - اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا
کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں ، اور پھبتی بھی کہتی ہیں -

مجھکو ایک غنڈی دیکھ کے کہنے لگی غاغاجی تم کہاں سے تشفیف غائے ہو۔ میں نے کہا
جھوٹی کی ماں کی ...... سے، کہنے لگی تم قفعی گغ ہو، میں نے کہا کہ تم بھی اپنی
دیغ کو دغست کفواغو، قیں قیں قیں قیں قیں قیں۔ اوغ ایک زمانہ وہ تھا کہ
بی کھما بائی اوغ بی چھپنی بائی تھیں، گغ اناغ جوغا ہے تو سبز انگیا، اوغ سبز
جوغا ہے تو گغ اناغ انگیا، اوغ ٹانگوں میں بھی تنگ، ازاغ کمخاب کی ایسی
کہ چاغ گھغے میں کھینچو تو کھنچے، اوغ نیچے ہٹے۔ اوغ ناک میں نتھ، اوغ
گغتی میں گغے، پغ نگما خوبصوغت سا یاقوت کا یا ہیغے کا یا زمغد کا اوغ بہاغ
دے غہا ہے۔ اوغ اس حسن وجماغ پغ ماغے شغم کے سغ اٹھا کے نہ دیکھنا اوغ
بوغنا بھی تو معقوغی بوغنا، اوغ مندغ طنبوغے بغیغ کبھی نہ گانا۔ اوغ نونڈے
بھی ایسے کتھک کے، کہ جنکو دیکھ کے بغی بھی بھچک غہ جائے۔ ساغے سغ میں باغ
کسی کے گغے میں فاختائی جوغا اوغ کسی کے گغے میں طوطئی اوغ کسی کے گغے
میں غاغ۔ قطب صاحب کی امغیوں تغے چھاؤں تغے دنس یاغ نے جہاں

مجھکو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی۔ "لالاجی، تم کہاں سے تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں
کی ...... سے" کہنے لگی "تم قلعی گر ہو" میں نے کہا کہ "تم بھی اپنی دیگ درست کروالو۔" قیں،
قیں قیں قیں قیں!! اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھما بائی اور بی چھپنی بائی تھیں، گُل انار جوڑا ہے
تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گُل انار انگیا، اور ٹانگوں میں تنگ ازار کمخاب کی ایسی، کہ چار گھنٹے
میں کھینچو تو کھنچے اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ اور گرتی گلے میں نگمہ خوبصورت سا یاقوت کا یا ہیرے کا یا زمرد
کا اور ہی بہار دے رہا ہے۔ اور اس حسن وجمال پر مارے شرم کے سر اٹھا کے نہ دیکھنا اور بولنا بھی
تو معقولی بولنا اور مندل طنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔ اور خوشنوے بھی ایسے کتھک کے کہ جنکو دیکھکر
پری بھی بھچک رہ جائے۔ سارے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا کسی کے گلے میں طوطئی، اور
کسی کے گلے میں لال۔ قطب صاحب کی املیوں کی چھاؤں تلے جہاں دنس

بیٹھ کغ اُسکو بغایا اوغ ناچ شغوع ہُوا تھاں ہغ ایک طغف ناچتے ناچتے
سین بنا کے غوبغو آکغ بیٹھ گیا۔ ہغ ایک نے پیسے ڈب میں سے نکاغ
کغ وینے شغوع کیے۔ مثغاً چاغ فغوس جو تم نے دیے تو پانچ فغوس میں نے
بھی دیے۔ اسی طغح سے ایک پھیغے میں باغہ ٹکے بغکہ پندغہ ٹکے کماغیے
اوغ بیٹھے بیٹھے اُسی عاغم کے بیچ دُو ٹکے تمنے ڈب سے نکاغے تو تین ٹکے
میں نے بھی نکاغے، اوغ کسی یاغ نے چھ پیسے کسی یاغ نے تین پیسے
آٹھ نو ٹکے کی تغشکغی، دمغی ٹکے کی پاو سیغ کے حساب سے غیکے آدھی اُس
غونڈے کو حواغے کی اوغ آدھی میں ٹکغا ٹکغا سب یاروں نے کھایا اوغ
کسی آبِ غواں کے کناغے دغخت کی ڈاغی میں جھوغا جو پڑا ہُوا ہے تو
وہاں دو چاغ پریزاد کھڑے ہیں ایک طغف کوئی صاحب کماغ غزغ ایسی
ہی کھغا پڑھتا ہے کہ جسکے ہغ ایک مصغعے سے مغفغت پڑی ٹپکتی ہے ایک غزغ
کے دُو شعغ تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

بیٹھ کر اُسکو بلایا اور ناچ شروع ہوا، تھاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بنا کے روبرو آکر بیٹھ گیا۔
ہر ایک نے ڈب میں سے پیسے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے
بھی دیے۔ اسی طرح سے ایک پھیرے بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کمالیے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دُو ٹکے
تمنے ڈب میں سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے اور کسی یار نے چھ پیسے، کسی یار نے تین پیسے، آٹھ نو ٹکے
کی تلشکری دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب لیکے، آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا
سب یاروں نے کھایا۔ اور کسی آبِ رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں
بھی دو چار پریزاد کھڑے ہیں۔ ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے
ہر ایک مصرعے سے منفرت پڑی ٹپکتی ہے۔ ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

بغدے کو اُغت کغ لکھغنے سے جب یاغ نے جغوا دکھغایا

تب چھپ کے لشکغِ انسانی نام اپنا محمدؐ غسکھوایا

وغیغ ہے وصف اُس گیسو کا ابغو کو ہغاغ نہ کیونکہ کہوں

مازاغ کا سُغما عغش پہ جا آنکھوں میں زوغ ہے کھنوایا

آدغ کوئی بندہ خدا کا یہ سہؔ عغفی لغیہ غہا ہے۔

نظم

اعف اغاہ کو تو واحد جان

ب۔ بدی کا تو نہ غادغ ہیں دھیان

ت تو کئی اوغ منی ہیے تو گذغ

ث ثباتِ قدمی لمِ عغئے جہان

ج جی دوست پہ کغ دغ سے نثار

ح حیا کو سمجھ جیون ایمان

خ خغدپغغ نہ ہوا اتنا نادان

داغ داداغ کو بھی ٹک پہچان

ذاغ ذلت ہے لغمی خواہش میں

غے غب اپنے کو نہ بھول اب اک آن

ز زمانے میں غہ جوں شیر وشکغ

سین سب غنی ہیں خوغ شید کی شان

شین شکغ اپنے خدا کا کیجئے

صاد صوغبت کو نہ پوچ اے نادان

ضاد ضد خشم وجاہ ہے فقغغ

طوئے طاغب ہے خدا کا انسان

ظوئے ظاغم کو نہ کہیے اچھا

عین۔ عاغم ہے خدا کی بُرہان

غین۔ غنچے کی طغح تنگ نہ غہ

ف۔ فدا یاغ پہ کیجئے سو جان

قاف۔ قدغت سے خدا کی معموغ

کاف۔ کغنے سے مشکغ آسان

غام۔ غازم ہے عبادت حق کی

میم۔ مغنا ہے مغنی جان ندان

نون۔ نادان سے نہ کیجیے یاغی

واو۔ واجب ہے سبھوں پغ احسان

ہے۔ ہدایت کی کغو حُبت وجو

ی۔ یقیں تیرا ہے غمغ مغنی جان

گفتگوے شاگرد تفضل حسین خاں علامہ باخدمتگار باداام سنگھ۔

اس رئیس الاشقیا باوام سنگھ نے آپ کو کیا قرار دیا ہے کہ رؤس وغطارفہ کے ساتھ دم تساوی مارتا ہے اور عواقب امور سے بے اندیشہ محض ہو کے طوالتِ تقاریر سے صماخ سامعین پریشان کرتا ہے۔ زمانے کا حال علےٰ انحاء شتےٰ ہے یہ بات کچھ عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے نزدیک استحسان نہیں رکھتی۔ غایۃ مافی الباب یہ کہ سفہاء دہاقین کے اذہانِ قاصرہ میں مرتسم ہو کہ یہ شخص اکفاء و اماثل میں بڑا طلیق ذلیق اور لوذعی المعی لایکل لسانہ فی الکلام ہے۔ لو فرض وسلم کہ کوئی اُسکے مزخرفات پر فرط اخلاق سے راد نہ ہو تو پھر بھی اُسکی مساوات اُن اشخاص منیع القدر کے ساتھ مامونی کے زاویتین کے طرح ساقین کی تساوی کے سبب ثابت نہ ہو سکے گی۔

شرح کلام شاگرد تفضل حسین خاں علامہ۔ رئیس الاشقیا، سردار بدبختاں۔ رؤس وغطارفہ ہر دو بمعنی سرداراں۔ عواقب اُمور یعنی انجام کارہا۔ طوالت تقاریر یعنی درازی گفتگوہا۔ صماخ سامعین، پردۂ گوش سامعاں۔ انحاء شتےٰ، اقسام بسیار۔ غایۃ مافی الباب بمعنی منتہائے مقصود۔ سُفہائے دہاقین کم قدرانِ دہقان وضع۔ اذہان قاصرہ، ذہن ہائے کوتاہ۔ مرتسم، منقوش۔ اکفاء و اماثل، ہم چیشماں۔ طلیق و ذلیق بمعنی تیز زبان خوش بیان۔ لوذعی المعی، تیز رائے لایکل لسانہ فی الکلام، یعنی عاجز نمی شود زبان او در کلام۔ لو فرض وسلم یعنے اگر فرض کردہ شود و تسلیم نمودہ آید۔ مزخرفات، سخنان بیہودہ۔ راد بمعنی رد کنندہ منیع القدر بلند مرتبہ۔ مامونی نام شکلے است در علم ہندسہ کہ دراں بُرہان ثابت شدہ کہ ہر مثلثی یعنی ہر شکل سہ خطی کہ دو ساق او برابر باشند یعنی چنانکہ مقدمہ مذکور یقینی است مثل ایں مقدمہ برابر شدن باوام سنگھ باسردارانِ عالیشان یقینی نمی تواند شد۔

تقریر خدمتگار بادام سنگھ باشا گرد خاں صاحب

ہبے صاحب! ایہیں اہیں خہیں خیہیں قہیں قیہیں کھونہ کھونہ کھواُو کھواُو

کیچہیں کا ہے دیت ہو۔ بادنا بُو اورئی حتو جو آیو حتو بو جانت کہا حتو

کہ آپ کو حتو ہیں کنور جو تہاری اورئی بات ہے۔ ٹھاکر بادام سنگھ آپ کو

اینو کگا جانت ہیں۔ تہاری کہا کہیے، عربی پارسی جانت ہو۔ مہاراج

تم سو بڈیا ندھان کو عُونا ہیں اور جو آپ نے کہی سو ہم جانی حوں تو

آعُو کو حتو ہوں پورحاں اور سہجنے کو عجار مانگت ہو۔

شرح آں۔ ہبے صاحب بمعنی ہاں صاحب کتابت آں بابائے مفتوح و میم ساکن و بائے مفتوح و یائے ساکن۔ ایہیں بکسر الف و یائے مجہول و حائے مکسور و یائے مجہول و نون غنہ کلمہ ایست کہ ہیچ معنی دارد و غیر ازیں کہ آوازِ خندۂ باشندگانِ زمین برج باشد۔ ہرچند کہ حائے در زبانِ برج نیست لیکن درحالتِ خندہ ایں لفظ از حنجرۂ ساکنان برج با حائے برمی آید و چوں خندہ ترقی کند ایہیں خہیں می شود و چوں ازیں ہم درمیگذرد قہیں می شود۔ وایں ہر سہ لفظ یعنی ایہیں، خہیں، قہیں در حرکت و سکون مثل یکدیگر اند و در حروف نیز نانا۔ مگر بیک حرف تفاوت از ہم دیگر دارند یعنی حرفِ اول یکے ہمزہ است و حرف اول دیگرے خاء و حرف اول لفظ ثالث قاف است۔ کھونہ کاف باہائے یکے شدہ و واو معروف و نون غنہ وہائے آواز تنزل خندہ۔ و کھواُو با کاف متحد بہارہ و واو و الف و واو آواز تمامیِ خندۂ فرقۂ مذکور۔ کیچہیں باکاف مفتوح و نونِ غنہ و جیم فارسی مفتوح و بائے و یائے مجہول و نون غنہ بمعنے طعنہ ہا۔ و کاہے بمعنی چرا۔ دیت ہو با دال مکسور و یائے مجہول و تائے ساکن و ہائے و واو مجہول بمعنی مید ہید۔ بادنا با بار و الف و کسرۂ دال و نون و الف بمعنی آں روز۔ بو باہائے و واو مجہول بمعنی او۔ اورئی بافتحہ الف

و سکون واؤ و فتحۂ راء و ہمزۂ مکسور و یاء معروف بمعنی دیگرے۔ حتو بمعنی بود، کتابت
آں با حاء مفتوح و تاء و واؤ مجہول۔ جو آیو با واؤ مجہول بمعنی جو آیا۔ حتو
ہماں کہ گذشت۔ بو با واؤ مجہول ہماں بمعنی او۔ جانت کہا حتو بمعنی جانتا
کیا تھا کہ۔ آپ کو حتو ہیں کو با واو مجہول بمعنی کہ استفہاماً۔ حتو با حاء مفتوح و
تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ۔ ہیں با ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی ہستند
کنور جو با کاف مضموم با نون یکے شدہ و واؤ مفتوح و راء ساکن و جیم و واؤ
معروف خطاب سرداری بجاے نواب صاحب و خاں صاحب۔ تھاری بکسر تاء
و ہاء و الف و راء و یاء معروف بجاے تمھاری۔ اورئی با الف مفتوح و واؤ
ساکن و راء مفتوح و ہمزہ و یاء معروف ہماں بمعنی اوری با ہاء و یاء معروف
باشد۔ اپنو با واو مجہول در آخر بمعنے اپنا۔ کگا بفتحۂ ہر دو کاف بمعنی عم و بزرگ
جانت ہیں بمعنی میدانند۔ عربی بتشدید یاء ہماں عربی بزبان دہا قین برج۔ تمسو
با تاء مضموم و میم ساکن و سین و واؤ مجہول بمعنی مثل شما کہ در اُرد و تم سا گویند۔
بڈیا ندھاں بمعنے فاضل۔ کو عو بمعنی ہیچ کس بجاے کوئی۔ نا نہیں بجاے
نہیں بمعنی نیست کہی بمعنی گفتند۔ ہم جانی با میم مفتوح بعد ہاء مفتوح بمعنے
دانستیم۔ حو نتو آعو کو حتوں ہوں با حاء و واؤ مجہول و نون غنہ و تاء و واؤ
مجہول و الف ممدودہ و عین و واؤ معروف و کاف و واؤ مجہول و ہاء مفتوح
و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ، ہوں با ہاء و یاء معروف و نون غنہ، تمام عبارت
بمعنے من خود باشندۂ آؤ ہستم۔ عین در آعو از جہت خندۂ بسیار از گلویش بر می آید
والّا ایں ہم مثل حاء در ہندی نیست۔ پورہان بمعنی پوریاں کہ از آرد سفید در
روغن بریاں میکنند۔ سہجنا نام درختے۔ عچار بمعنی آچار۔ ماتلت ہو بمعنی میخواہید
سخن راست تا کجا می پوشیدم آنچہ حق بود در اظہار آں بے اختیار بود کسے را

که دعوے اثبات ترجیح زبان دہلی بر زبان لکھنؤ و پوشاک آنہا بر پوشاک
اینہا باشد باید این گو و این میدان - و اگر این است که دعوائے بے دلیل
دارد پس کلامش مانا بکلام سیّد بزرگ دہری مذہبے است که بالائے درافتادہ
بود - چوں در حالت قہر یکے از دوستاں پُرسید که میر صاحب این ہمہ قہر بر کیست فرمود
که قبلۂ خیر است این مرد که صاحب نماز و روزہ را ببینید که چہ قدر حوصلہ پیدا
کردہ است که با ما مردم که از ابتدائے عمر الی یومنا ہذا خدائے این قوم را سجدہ
نکردہ ایم مباحثہ میکند - و دیگر اینکه ہر کس بزعم خود پسندیدۂ خود را بہ از پسندیدۂ
دیگرے می داند و از راہ نادانی بعیب خود را نمیرسد، مثل قاصد اجودہ وار
باشندۂ دیہی از کدام قصبۂ پورب که کتابتِ دوستے برائے شخصی با سوغاتے بردہ بود
بحسب اتفاق آں بزرگ از دوسہ روز بخار خفیفے ہم داشت بوقت رسیدن قاصد
در مسجد اذاں گفت و نماز را گزارد مرد که این حال را دیدہ گریخت و نزد صاحبِ
کتابت آمدہ ظاہر نمود که

پُن دیتو صاحب، بنائے کے بحال ہیں کھن اُٹھت کھن بیٹھت کھن دُو و
کنوں مانِ انگر ہی دیکھے بدری تن جیوت بر داس بھبھیات کو کرناہین
چپیات ہیں۔ کھن ہڈوا مسوس ددو ہتھوں پے بل دیکے للاٹ بھویں ہے
ٹھیک چوترا اُٹھائے نکیار گرت ہیں۔ اُلکاں تو اہر تہر لاگ ہے، جو پیہ
وداربدی ہوئے تو دیکھ آدہو سوگات سُسری اُنھیں ٹیک میں تو بھاگ ٹھار بھا۔

شرح این باید شنید - پُن با بائے فارسی مضموم و نون ساکن لفظے است در پورب
بجائے اجی در اُردو - دیتو با واو مفتوح و یائے ساکن و تائے دو واو مجہول
بمعنی اوشاں - بنائے کے بجائے بنا کے بمعنی بسیار - بحال بکسر بائے بمعنی زار بیمار
کھن با کاف مفتوح با ہائے یکے شدہ و نون ساکن بمعنی گاہے - اُٹھت بضمہ الف

باواوٴ یکے شدہ وتاء ہندی باہاء یکے شدہ مفتوح وتاء بمعنی اُٹھتی ہیں بزبان
اُردو۔ بہیّت ہم براوٹھت خیال باید کرد۔ دوٴگنوں ہاں بادال وواوٴ
مجہول وہمزہ وواوٴ معروف وکاف مفتوح ونون ساکن وواوٴ مفتوح و
نون ساکن وجیم والف ونون غنہ بمعنی درہر دوٴ گوش۔ انگری الف مفتوح با
نون یکے شدہ وگاف مضموم وراء ویاء معروف بمعنی انگشت۔ دیکے بمعنی دادہ
کتابت آں بادال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی دیگر یعنے
دادہ۔ بدری تن چتوت۔ باباء ودال ساکن وراء مفتوح ویاء ساکن وتاء
مفتوح ونون ساکن ومفتوح ہم مضائقہ ندارد وجیم فارسی بکسور وتاء ساکن
بمعنی بسوے ابر دیدہ۔ برداس بھیات باباء مفتوح وراء ساکن ودال مفتوح
وسین ساکن والف ساقط شود درمیان دال وسین در تلفظ وباء بکسور باہاء
یکے شدہ مقدم برباء بکسور باہاء یکے گشتہ ویاء والف وتاء بمعنی مثل گاوٴ صدا
سید ہند۔ گوٴ کرُنا نہیں چھپات ہیں، باکاف وواوٴ معروف وکاف مفتوح وراء
ونون والف ونون غنہ وہاء ویاء معروف ونون غُنہ وجیم فارسی بکسور مقدم
بر جیم فارسی بکسور ویاء والف وتا وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غُنہ بمعنی مثل
سگ میخزد وشد صیغہ جمع برائے تعظیم است۔ پٹوامسوس باباء فارسی بکسور وتاء
ہندی ساکن وواوٴ والف ومیم مفتوح وسین وواوٴ مجہول وسین بمعنی شکم مالیدہ
دوٴ ہتھول پہ بل دیکے، بادال وواوٴ مجہول وہمزہ وواوٴ معروف وہاء وتاء باہاء
یکے شدہ مفتوح وواوٴ مفتوح ونون ساکن وباء فارسی مفتوح ویاء ساکن وباء
مفتوح ولام ساکن ودال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی برہر
دوٴ دست زور آوردہ۔ لالاٹ بھویں ہے ٹیک، بکسر لام ولام والف وتاء ہندی و
باء مضموم باہاء یکے شدہ وواو ونّاں ہر دو یکے شود ویاء ساکن ونون غنہ وہاء ویاء

یکے وتاء ہندی و یاء مجہول و کاف ساکن بمعنی پیشانی بر زمین گذاشتہ - چوتر اُٹھائی
نکیار گرت ہیں، با جیم فارسی مضموم با واو غیر ملفوظ و تاء و راء و الف و الف
مضموم با واو غیر ملفوظ و تاء ہندی با ہاء یکے شدہ و الف و یاء مکسور بمعنی سُرین
برداشتہ - و نون مفتوح و کاف ساکن و مکسور، ہم میتواں خواند و یاء و الف و
راء و گاف و راء ہر سہ مفتوح و تاء ساکن و ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ
بمعنی بینی بر زمیں می سایند - اُنگاں تو اہر تہر لاگ ہے، با الف مضموم و واو غیر
ملفوظ و نون ساکن و کاف و الف و نون غنہ و تاء و واو مجہول و الف و ہاء و
ہر دو مفتوح و راء ساکن و تہر با تاء بر وزن اہر و لام و الف و گاف مکسور و
یاء ساکن بمعنی اوشاں را حالت نزع بہم رسیدہ است - چوپی و دا ربدی ہوسے
تو دیکھ آئو ہو، با جیم و واو مجہول و باء فارسی مفتوح و یاء ساکن و دال مکسور
و دال مفتوح و الف و راء ساکن و باء مفتوح و دال مکسور و یاء معروف و ہاء و
و واو مجہول و یاء مکسور مبدل با ہمزہ در تلفظ و تاء و واو مجہول با واو ساکن قبل
فتحۂ تاء و دال مکسور و یاء مجہول و کاف مکسور با ہاء یکے گشتہ و الف ممدودہ و واو
مفتوح و ہاء مفتوح و واو ساکن بایں معنی کہ اگر مشتاق دیدار ہستند دیدہ بیایند -
سوگات سسری او ہیں ٹیک میں تو بھاگ ٹھار بھا، با سین مفتوح و واو ساکن
و گاف و الف و تاء و سین مفتوح و سین مضموم و راء و یاء مضموم و الف مضموم
با واو غیر ملفوظ و ہاء و یاء مجہول و نون غنہ و باء فارسی مفتوح و تاء ہندی مفتوح
و کاف ساکن و میم مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ و تاء و واو مجہول و باء با ہاء
یکے شدہ و الف بمعنی ایں کہ من خود سوغات بے پیر را بر زمین زدہ گریختم -
ہر گاہ ایں گفتگو ہائے سامعہ خراش کہ سوہان روح است بکلام فصحاء برابر
باشد می تواند شد کہ لباس و زبان باشندگان دہلی با پوشاک و گویائی

اہل لکھنؤ مساوی آید وہرگاہ ایں مقدمہ ہم بوقوع انجامد وبہ ثبوت رسد ممکن است که فصاحت نواب عماد الملک با فصاحت جناب عالی سنجیدہ شود۔ چوں تساوی گفتگوے قاصد مذکور با گفتگوے نواب عماد الملک باطل است۔ وبہمیں قیاس مساوات شاہ جہاں آبادیاں با اُردو واتان لکھنؤ باطل۔ پس ہمچنیں برابر شدن نواب ممدوح یا حضرت پیر و مرشد من در خوش بیانی بدلیل قطعی بدیہی البطلان است ہر کہ را دریں مقام گمان خوشامد باشد یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص در ایام ہولی شرط است تا ببیند کہ راجہ اندر در پریاں خوشتر مینماید یا ولی نعمت در مجمع حور تر ادان، وگوہر از نیساں می بارد یا از زبان آن انتخاب۔

واینکہ اول مدح شاہجہاں آباد کردہ ام ودرینمقام مذمت، سخنے است بس باریک کہ باریک طبعاں دریں راہ در چاہ شبہہ می غلطند ونمی دانند کہ این رنگ و بوے ریاحیں ہمہ از بہارستان شاہجہاں آباد است واین ترجیح نہ ترجیح آب وہوا و سرزمین لکھنؤ بر آب وہوا و سرزمین دہلی مقصود من بودہ است بلکہ تنبیہ کسانے است کہ از راہِ حماقت فصاحت وبلاغت رامقید کردہ اند بتولد شخص در شاہ جہاں آباد ونمیدانند کہ منبع فصاحت ومعدن بلاغت کہ زبانِ شان مشہور بہ اُردو است سوائے بادشاہِ ہندوستاں کہ تاج فصاحت بر سر او میزیبد، چند امیر و مصاحب شان و چند زن قابل از قسم بیگم وخانم وکسبی ہستند، ہر لفظے کہ در تنہا استعمال یافت زبان اُردو شد نہ اینکہ ہر کس کہ در شاہ جہاں آباد می باشد ہر چہ گفتگو کند معتبر باشد۔ اگر چنیں باشد ساکنان مغل پورہ چہ تقصیر کردہ اند کہ زبان ایشاں معیوب و خلاف اُردو شمردہ شود۔ یا فرزندان سادات بارہہ کہ در دار الخلافت پیا شند از کجا کہ گفتگوے آنہا سند نباشد واین معمایہ آسانی حل ہتواں کرد یعنی اہل مغل پورہ وسادات بارہہ با وصف تولد در دہلی صاحب اُردو نیستند چرا کہ از زبان پدر و مادر وعم وخال و شوہر خالہ

وشوہرِعمہ وصف وطن شریف و باشندگان آنجا در شجاعت و سخاوت و مسافر پروری
و آقا پرستی و شناوری و با ہر بزرگ در افتادن و جاہلانہ و بے ادبانہ روبرے او حرف
زدن و از فرطِ غرورِ شجاعت سخن کسی را گوش نہ کردن و متوجہ تصحیح الفاظ نگردیدن
و معترض را شمشیر نشان دادن و وضع عیاشانِ شہر را از قبیل آرائش بدن برخت
باریک مشتمل بر گوٹہ و کناری مذموم پنداشتن و در بندشِ دستار و رفتار و گفتار پیروی
اسلاف کردن و تقلید خوش لباسانِ پایۂ تخت را باعث انحراف از طریق نجابت
انگاشتن می شوند۔ و خود را در ہر چیز مشابہ بجد و پدر میخواہند۔ و از ین کہ کسے بگوید کہ
فلانے در صحبتِ شاہجہان آبادیاں حرف زدن و راہ رفتن و دستار پیچیدن را بر وضع
بزرگانِ خود فراموش کردہ است و شما الحمد للہ کہ یک لفظ ازین شہر بر زبان ندارید بسیار
خوش می شوند۔ و مصاحبت امرا و خدمتِ سرکار شان عیب کلی پنداشتہ فوجداری رہتک
و گوہانہ و بڈھانہ و اندری و کرنال و تھانیسر و پانی پت و سونی پت و حصار و ہوڈل و پلول و غیر آن
بگیرند۔ و در انجا اہل مغل پورہ کسانے را کہ آبائے شان از لاہور و پشاور و کابل
و غزنی و بلخ و بخارا و سمرقند بر آمدہ اند و خود شان کلاہ پشاوری کج بر سر گذاشتہ و یکچشم
را با آں پوشیدہ راہ روند و برادر را بھائی صاحب یا بھیا و بھائی جان گفتن عیب پنداشتہ
از آغا گفتن دست بر ندارند جمع کنند۔ و صاحبان بارہہ آدم شاہ جہان آبادی را ابیو کا و
نامرد و زنانہ پنداشتہ میران پور و مورنہ و کھٹورہ و جانسٹھ و ککروی و بدولی را در پرگنہ
آباد کنند و نان خمیری و زردک در گوشت گاؤ با سی نفر بخورند و قریب دو صد حصہ برائے
دیگر برادران نیز فرستند۔ ہر بخش مشتمل بر یک پیالہ پُر از دال ماش سیاہ غیر مقشر کہ یک من
ہندی آں نیم سیر روغن داشتہ باشد با لحم البقر ہمیں کیفیت و دو نان خمیری کہ نیم سیر در
وزن باشد۔ و لعد تناول کردن طعام دشستن دست امیران دہلی را عیب کنند و بگویند
کہ امرائے ہندوستان بر نیم سیر پلاو بست روپیہ صرف می نمایند و تنہا در خلوت با بیگم یا خانم

یا نوبی زہر بار می کنند و یک دو لقمہ کہ از دولت ایشان بیروں آید حق سازنگی نوالے یا قرم ساتے می شود برائے ہمیں ہندوستان خراب شد۔ ایسے کہاؤنے سے تو تو گو کہاؤنا بہتر۔

قول سید صاحب در باب خرابی ہندوستان انچہ میفرمایند مقرون بصدق است لیکن بے سلیقگی را سلیقہ نمی تواں ساخت۔ بالجملہ ایں حالات خلاف کسانے است کہ انچہ از قبیل حرف زدن و پوشاک و خوراک از پدر و مادر ضد اہل سلیقہ بینند، ترک آن نمایند و پیروئیِ اشخاص صاحب سلیقہ شعارِ خود سازند و راہی بدر خانۂ امرا بہم رسانیدہ در خلوت و جلوت مصاحب و دمساز شاں باشند۔ و ہرچہ از ایشاں در نظر اہل سلیقہ نیکو نماید ازاں اجتناب ورزند و مرہون احسان معترضان شوند۔

مختصر اینکہ چنیں کساں را مالک اُردو و صاحب زباں نامند و اینہا بانی مبانی ایں زباں باشند و دیگراں بمنزلۂ شاگرداں۔ درینصورت کسیکہ در حسنِ تکلم پیروِ ایشاں شد خواہ ولادتش در دہلی اتفاق افتد خواہ در دیہی از پرگنۂ بندیل گھنڈ یا قصبۂ از قصبات پورب۔ لیکن اصلش شرط است کہ نجیب باشد یعنی پدر و مادرش از دہلی باشند و اہل فصحائے گذشت۔ و چوں قوت ایجاد در طبیعت انسانی ودیعت نہادۂ دست قدرت کاملہ است چنداں استبعاد ندارد کہ متاخراں در سلیقہ زیادہ از متقدماں شوند۔ و چیز یراکہ در وقت قدیماں ایجاد شود صاحب شعوران زمانۂ جدید آنرا بہ ازاں رونق دہند۔ چنانچہ اکثر چیزہا از قسم عمارت و پوشاک خوبتر از اسلاف است۔ و ہمچنیں در ترجیح خط میر عماد و آغا رشید بر خط میر علی کسے را مجال گفتگو نیست و دریں ہم شک نیست کہ گردنِ متاخراں از بار احسان متقدماں خم است، زیراکہ ہر کہ اول است اُستاد و موجد گفتہ شود و ہر کہ ثانی است پیرو و رونق دہندۂ چیزہائے ایجادی او۔ پس خیالیکہ کمال موجدِ جدید زیادہ از کمال موجد قدیم ثابت است۔ و در جنب چیز نو چیز کہنہ مانند

لباس مندریں و در از قبول خاطر ہا باشد۔ فضل زبان و پوشاک و حرکات محبوبانِ
لکھنؤ بر کلام و لباس و اداہائے معشوقانِ دہلی واضح و مبرہن است، زیرا کہ اہل لکھنؤ
خورش و پوشش و زبان و دیگر چیزہا از پدر و مادر خود یاد گرفتہ اند۔ پس دریں چیزہا مثل
آنہا باشند و ہر چہ خود از قبیل نزاکتِ صدا و حُسن تکلم و حرکاتِ دلنشیں و قطع پوشاک ایجاد
نمودہ اند زیادہ از معلوماتِ بزرگان ایشان است مختصر اینکہ اینہا فصیح و بلیغ و لطیف تر
از اہل شاہجہان آباد اند۔ لیکن سہ قوی دلیل بر فضل دہلی موجود است۔ یکے آنکہ
صاحبان لکھنؤ گویند کہ سلیقۂ ما زیادہ از شاہجہان آبادیان است این نگویند کہ سلیقۂ
ما زیادہ از باشندگان بنگالہ است، و فصیح تر از اہل کلکتہ ایم۔ پس تحسینے در شاہجہان
آباد است کہ فصحاءِ شہر دیگر ترجیح کلام و وضع خود بر زبان و وضع آں شہر میجویند۔ دیگر
اینکہ ساکنان لکھنؤ را کہ اسلافِ شان نیز در اینجا گذشتہ اند صاحب سلیقہ ہائے لکھنؤ پوربی
نامند، از اینجا دریافت تواں کرد کہ با وصف تولد در لکھنؤ خود را دہلوی پندارند و سکنۂ
قدیم را پوربی۔ دیگر اینکہ اگر کسے پرسد کہ شما بذاتِ خود در لکھنؤ بوجود آمدہ ید یا وطن
شما ہمین است۔ خشم آلودہ در نگاہ کنند و گویند کہ خدا نکند کہ ما متوطن اینجا باشیم شما
کدام چیز ما را از اینجا دریافتید کہ وطن ما را می پرسید، آیا لباس ما را لباس اہل پورب
دیدہ اید یا طرز تکلم خلاف شاہجہان آبادیان دیدہ اید۔ اگر کدام لفظ خارج از اردو
شنیدہ باشید بے تکلف بگوئید کہ بار دیگر بر زبان نیاریم۔ درینصورت اگر طرف ثانی بگوید
کہ فلاں لفظ شما از محاورۂ اردو بیرون است گویند کہ ایں لفظ را فلاں میر صاحب
کہ خانۂ ایشاں در شاہجہان آباد نزدیک درختِ بڑ شاہ بولا بود اکثر بر زبان داشتند
نہ اینکہ فلاں مغل کہ در نبیرہ یا منصور نگری بود استعمال میکرد۔ ازیں حالات بیقین پیوستہ کہ
در ہر شہر فصحائے آنجا تائید کلام خود از فصحائے دہلی جویند۔ و ترجیح لکھنؤ بر دہلی در
زبان و سلیقہ ہماں ترجیح است کہ محلۂ تراہہ بیرم خان را بر کٹرۂ نیل کہ ہر دو در

شاہ جہان آباد است میتوان گفت کہ در شاہ جہان آباد زبان باشندگان حویلی سید فیروز
بہ از ساکنان کوچہ گھاسی رام است یا فلان فصیح دہلی کہ مثل خودے نداشت حالا در لکھنؤ
می باشد و خانۂ او فصاحت خانہ ایست کہ در تمام شاہجہان آباد چنین خانہ نیست
خانۂ فصاحت خانہ از آدم فصیح می شود نہ اینکہ خانہ را بذات خود ربطے با فصاحت
است۔ اگر ساکنان امیٹھی و کاکوری در شاہجہان آباد از سبب نوکری سکونت
خواہند گزید آنہا و اولاد آنہا را پوربیہ خواہند گفت و ہمچنین شاہجہان آبادیان
را در پورب دلی وال۔ و باین دلیل ہم کہ اہل پورب خود را در نجابت زیادہ از
آنہا گیرند مغائرت دہلویان پورب زا با پوربیان ثابت می شود۔ پس باشندگان
لکھنؤ کسانے باشند کہ علم را عِلم یا عِلیم بکسر عین ولام و یا بکسر عین و لام و یاء معروف
و میم گویند و عقل را عقِل بکسر قاف و طالب علم را طلب علم بسکون لام و فتحۂ با و کسرۂ
عین و لام و سکون میم، یا طالبے علم بر زبان دارند۔ و غرض ما از باشندگان لکھنؤ باشندگان
شاہ جہان آباد اند کہ بعد از خرابی دار الخلافہ در لکھنؤ مسکن اختیار کردہ اند و از باشندگان
دہلی کہ آنہا را کمتر از سکنۂ لکھنؤ میدانیم باشندگان لاہور و کاکوری و امثال آنہا ہستند۔
درینصورت ترجیح ساکنان لکھنؤ بر ساکنان دہلی ثابت نشد بلکہ ترجیح بعضی شاہ
جہان آبادیان بر بعضی شاہجہان آبادیان۔ ہمیں صاحبان کہ از سبب میسر شدن زر نقد
حسب دلخواہ چند چیز دل پسند در لکھنؤ ایجاد نمودہ اند اگر در شاہجہان آباد می بودند
و زر بہم میرسید آنجا ہم قوت ایجادی خود را ظاہر میکردند۔ و ایں گفتگوے ایشان کہ
سردی و پوشاکے و شوخی کہ زنان کسبی لکھنؤ را از کارخانۂ غیب عنایت شدہ است،
زنان شاہ جہان آباد را نصیب نیست، بایں معنی است کہ ہر قدر کہ زن و مرد صاحب سلیقۂ
شاہجہان آباد در لکھنؤ آمدہ اند در شاہ جہان آباد نماندہ اند و ایں سخن ہرگز باعث بر
مذمت دار الخلافہ نزدیک عقلاء نیست۔ از ایں سبب کہ سپاہی و مصاحب پیشۂ لطیفہ گو

وبذلہ سنج و نقال و مطرب و قصہ خوان دریں شہر ہمہ از دہلی آمدہ اند۔ کدام کس ازیں
مجمع است کہ عمارت بزرگان او را در لکھنؤ صد سال گزشتہ باشد۔ راقم ہیچ عمارتے
را کہ پنجاہ سال ہم پیش ازیں تعمیر پذیرفتہ باشد و منسوب بہ شاہجہان آبادی کنند
ندیدہ ام۔ مگر کسانیکہ در وقتِ خلد مکان جدا جدا یکے از بزرگان شان جیندر ذرہ حکومت
ایں ملک داشتہ و عمارتے برائے بودن خود و مسجدے و ٹیلے و چاہے ساختہ در اماکن
کہنہ بزرگان خود می باشند۔ خدا داند اصل آن ہا از کجا بودہ۔ وازیں گفتگو
قباحتے برمی آید کہ بندۂ خدائے بگوید کہ حاکم الہ آباد و امرائے حضورش بہ از حاکم
شاہ جہان آباد و امیرانِ حضور او ہستند۔ در وقتیکہ بادشاہ جمجاہِ ہندوستان از
سبب بعضی عوارض الہ آباد را مستقرِ خلافت ساختہ باشد و امرائے عالیقدرش با مصاحبان
و دمسازانِ فصیح و بلیغ خود نیز آنجا بروند و دیگر ہر مرد صاحب کمال کہ افصح دہلی باشد
نیز از سبب ضرورت اظہارِ فن خود پیش قدر دان عازم آنشہر گردد تا اینکہ احدے
ازیں قبیل آدمیان در انجا نماند سوائے بعضی گوشہ نشینانِ توکل پیشہ، و در قلعۂ
شاہ جہان آباد و تمام شہر امت گرو گوبند یعنی سکھان بدنہاد داخل شوند و جابجا
لہرا سنگھ و کھنڈا سنگھ و بھوکا سنگھ گھٹہ و راج سنگھ و حرمت سنگھ ترکھان و بھاگ سنگھ
تروالہ مجلس آرا گردند، انصاف باید کرد کہ درچنیں وقت اگر جمعی از باشندگان دہلی کہ در
الہ آباد مسکن اختیار کردہ باشند بگویند کہ حالا ایں طرز گفتگو و وضع پوشاک و سرود
و ادائے محبوبان کہ دریں شہر ہست در شاہ جہان آباد نیست گفتنی نمی شوند، چرا کہ
ترجیح مرزا بدیع الزمان کہ از شاہ جہان آباد بہ الہ آباد رفتہ بر جھنڈا سنگھ جوہڑہ کہ از
ہیبت پورپٹی یا کادی یا چھپاں بہ دہلی رسیدہ است مانند روشنی آفتاب ثابت و
محتاج دلیل نیست۔

موجز اینکہ آنچہ دہلویان را در لکھنؤ در زیر سایۂ عنایت جناب عالی میسر است در شاہجہان آباد

درخواب ہم نمی بینید- از کجا بینیند کہ غلام قادر شقی بصارت را ہم با دیگر چیز ہا بغارت بُرد و آفتاب اقبالِ شان را گرفتار ظلمت کرد- چون کمالِ ہر صاحب سلیقہ از قسم ایجاد و پوشاک وغیر آں در وقتِ توانگری ظاہر می شود و شاہ جہاں آبادیان در شہر خود بشتیر محتاج بنان شبینہ و بکمتر نان میخورند بخلاف دہلویانِ لکھنؤ کہ صاحب جاہ و ثروت اند، درین حالت سلیقۂ دہلویان کہ در لکھنوے باشند چگونہ زیادہ از سلیقۂ دہلویاں کہ در شاہ جہاں آباد اند نباشد- و قید فصاحت بولادتِ شخص در شاہ جہاں آباد برائے این ہم . . . ضروری نیست کہ ہر شہر را زبانے است مخصوص بآن شہر- ہر کس کہ در انجا متولد می شود بہ زبان آن شہر حرف میزند مثلاً لاہوری لہجۂ پنجاب بالفاظ آنجا ادا میکند و بنگالی الفاظ بنگالی بزبان دارد و ہم چنیں تبدیل کھنڈی مارواڑی و میواتی و دکھنی زبان ملک خود را خوب میدانند و درمیان افراد ہر صنفے ازینہا اصلاً فرق کرده نمی شود، مانند باشندگان لکھنؤ کہ از گفتگوئے خُرد و بزرگ ایشان اصالت پورب می بارد، خواه تمام جملہ را بزبان پورب ادا کنند خواه از صحبت شاہ جہاں آبادیان بعضی الفاظ وطن شریف ترک نمایند- ہم چنین کلام باشندۂ ہر شہر دلالت کند بر مولد و موطن بخلاف باشندگان دہلی کہ بعضے راہ کابل در تکلم نشان دہند و بعضی دروازۂ پنجاب بر روے سامع کشایند و بعضی مخاطب را از لہجۂ مرزاپور و جانسٹھ ترسانند و حصۂ از بوئے گلاب بہ دماغ حاضران رسانند و بعضی بالفاظ روح پرور شربت جان بخش نصیب اہل سماعت سازند یعنی بزبانِ اُردو حرف زنند- درچنین مقام عقل راقم سراسیمہ است کہ زبان شاہ جہان آباد کدام زبان را بگویم، نمیدانم کابلی است یا لاہوری یا پوربی یا غیر آں، زیرا کہ ولادتِ ایں صاحباں کہ در شاہ جہان آباد بزبانہاے مختلف سخن می گویند در حضرت دہلی جلوۂ ظہور دارد- بہرحال بعد تامل بقدر

سلیقه وفهم این هیچمدان چنین معلوم می شود و غالب که راست باشد که زبان
شاه جهان آباد زبان اشخاص قابل مصاحبت پیشه دربار رس و گویائی
زنان پری پیکر و کلام اهل حرفه از مسلمانان و گفتگوئے شهده ها و الفاظ
خدم و تبع از قبیل شاگرد پیشهٔ امرا است تا خاکروب هم داخل همین جماعت باشد
این مجمع هر جا که برسد اولاد آنها دلّی وال گفته شوند و محلهٔ ایشان محلهٔ
اهل دهلی ـ و اگر تمام شهر را فرا گیرند آن شهر را اُردو نامند ـ لیکن جمع شدن
این حضرات در هیچ شهرے سوائے لکھنؤ نزد فقیر ثابت نیست ـ گو باشندگان
مرشد آباد و عظیم آباد بزعم خود خود را اُردو داں و شهر خود را اُردو دانند زیرا که
شاه جهان آبادیان بقدر یک محله در عظیم آباد جمع باشند و در وقت نواب
صادق علیخان عرف میرن و نواب قاسم علیخان عالیجاه همین قدر در مرشد آباد بود
یا زیاده ـ و اهل مغل پوره و دیگر اشخاص شاه جهان آبادی ازیں بحث بیرون اند
و در لکھنؤ از سبب قرب تمام شاه جهان آبادیان فصیح و غیر فصیح جمع شده اند
و این شهر شاه جهان آباد شده است لکھنؤ نمانده است ـ
پوشیده نماند که در وقت سراج الدوله بعضی منصبداران و چند نفر از نقالان
که بهندی بهانڈ گویند و دو سه مغنی و دو سه کسبی و یکدو بهگتیه و دو سه نانبا و
ده دوازده مرثیه خوان و یکدو سبزی فروش و نخود بریز بامید منافع از شاه
جهان آباد به مرشد آباد رفته بود چرا که دران وقت نخود بریز هم بغیر ده هزار روپیه
از دهلی حرکت بمرشد آباد نمی کرد و در وقت نواب میرن که خود را بانکه میگرفت
بانکه ها جمع شده بودند تمام مغل پوره و بادل پوره آنجا بود ـ این بانکه ها از
بحث خارج اند از نیجهت که بانکه ها در هر شهر می باشند خواه در دهلی خواه در بلادِ
دکهن خواه در بلاد بنگاله خواه در شهر هائے پنجاب همه را یک وضع و یک زبان

می باشد کج ادا و کج راه رفتن و خود را بسیار دیدن و ہر موتث را مذکر ادا کردن شعار و عادت ایشان است۔ چنانچہ ہماری بکری را ہمارا بکرا گویند مثل افغاناں کہ در ہر شہر دستار و زلف غلیل و آنچہ گفتن ایشان مبدّل نمی شود۔ و دَورِ نواب قاسم علیخاں بعینہ دَورِ نواب میرن مرحوم است۔ و در وقت حضرت پیر و مرشد چرچہ عمارات بآئین جدید و طرز دلفریب و تحقیق الفاظ و ملاحظۂ فصاحت و مراعاتِ بلاغت و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و شستگی تقریر و ایجاد چیزہائے نو بسیار است و سوائے اشخاص فصیح قابل و بلیغ صحبت ہیچکس پسند خاطرِ ملکوت ناظر نیست، و بداد ہر سخن و لطیفہ میرسند و ہرگز اشخاص سابق الذکر را کہ ہمدم و ہم طبق با نواب میرن بودند راہے بحضورِ پر نور نہ می دہند۔ از نیجہت لکھنؤ بر شہرہائے دیگر شرفے و مرجح و جان شاہ جہاں آباد است، زیرا کہ فصحاء و سلیقہ شعاراں کہ جانِ آں شہر باشند در ایں شہر مجتمع اند۔ پس شاہ جہاں آباد حکم قالبِ بیجان دارد و لکھنؤ جانِ اوست و جان را ہر آئینہ بر قالب ترجیح است۔ ایں ہم در اصل وصف شاہ جہان آباد کردہ می شود چرا کہ شاہ جہان آباد با جان و قالب یک شخص قابل است جانش اینجا آوردند و قالب آنجا گذاشتند، مانند دُم طاؤس در بزرگی بر طاؤس ظاہر است کہ طاؤس تمام ہیأت مجموعی را اگر نامند کہ دُم نیز دراں داخل باشد در نصورت بزرگی دُم ثابت نمی شود مانند ثابت نہ بودن بزرگی جزء بر کل۔ ہمچنیں لکھنؤ را کہ حالا جانِ شاہ جہاں آباد میگویند نہ جان پورب اگر بہ از شاہ جہاں آباد گویند میزیبد چرا کہ ایں ترجیح از قبیل ترجیحِ جان بر قالب است و بزرگ تر بودن دُم طاؤس از طاؤس است۔

دیگر از فصیحاں محمد اسحٰق خاں موتمن الدولہ و ہر سہ پسرش نجم الدولہ و افتخار الدولہ نواب مرزا علیخاں و نواب سالار جنگ۔ لطیفہ گویاں و خوش کلاماں و پری پیکران

دہلی در صحبت ایشاں از سبب مصروف بودن بعیاشی جمع بودند۔ دیگر مرزا فتح اللہ اور
و مرزا اسمٰعیل۔ دیگر مرزا رفیع در سخن گفتن و حرف زدن گو در شعر بضرورت وزن
قافیہ چند لفظ خارج از اردو نیز آوردہ۔ دیگر خواجہ حفیظ اللہ مرحوم۔ دیگر میرزائی
و میر مغل و خواجہ شیریں خاں و اعتقادالدولہ و میر رمضانی صاحب ہکلہ

دروازۂ چہارم در آراستگی تاج بیاں بگوہر شرح مصطلحات دہلی

توتے اُڑ گئے، یعنی حواس اُڑ گئے۔ تمہارے لڑکے بھی کبھی گھٹنوں کے بل چلیں گے
یعنی تم بھی کبھی سچ بولو گے اور راہ پر آؤ گے۔ کافور ہو جاؤ اور چھچھو ہو جاؤ اور
ہوا کھاؤ اور پیچھا چھوڑ دو، اور معاف کرو، اور دال نے عین ہو جیے اور رے
واؤ زبر رو ہو جیے اور بہت ہو جیے اور دفع دفان ہو جیے اور اور طرف متوجہ ہو جیے
اور کہاں آئے اور کہو تو میں گھر چھوڑ دوں اور فرماؤ تو قبالا منگواؤں، یعنی
یہاں سے جاؤ۔ مرتا ہوں اور جی دیتا ہوں اور لوٹتا ہوں اور لوٹ پوٹ
ہوں اور ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں یا تڑاتا ہوں اور غش کرتا ہوں یعنی عاشق ہوں
جی چراتا ہوں، یعنی ازیں کام اجتناب دارم۔ چوکڑی بھول گیا اور کھو یا گیا
اور اور ہی کچھ ہو گیا، ہمہ یعنی بے حواس شد۔ جھنیٹا دیا اور آب پاشی کی یعنی فریب
دیا۔ بڑے پاک ہو اور قدم آپ کے چوما چاہیے اور آنکھیں تمہاری ذرا بھی پانی
نہیں یعنی بڑے بیحیا ہو۔ آپ بھی بہت بزرگ ہیں اور صاحبزادے ہیں اور عجب معصوم
ہیں اور طرفہ معجون ہیں اور زور جانور ہیں اور بڑے صاحب شوق ہو اور عقل کے
پتلے ہو اور آپ کی کیا بات ہے اور کتنا بات کو پہنچتے ہو اور عقل چہ گیتی است کہ پیش
مرداں بیاید اور عقل بڑی کہ بھینس اور خوبی شعوری اور بل بے تیری سمجھ اور

کیوں نہ ہو پدر ٹر باشد پسر ٹوں بود ازاں پس ہنر بے ہنر چوں بود اور آپ بھی کچھ ارسطو
سے کم نہیں اور اپنی اپنی سمجھ ہے اور تھوڑی سی عقل مول لیجیے تو بہتر ہے اور
ولی آدمی ہو اور ڈال کے ٹوٹے ہو اور زور پٹھے ہو اور کوئی زور خدا کے بندے
ہو اور اپنے وقت کے لال بوجھکڑ ہو اور داناؤں کی دُور بلا اور آپ کے بھی صدقہ
ہو جائیے اور قربان اس فہمید کے اور کیا خوب سمجھتے ہو یعنی بسیار احمق ہستید۔
عجب ذات شریف ہو اور کتنے بھلے آدمی ہو اور آپ میں بھی کوٹ کوٹ کے خوبیاں
بھری ہیں اور سب بزرگیاں تم پر ہی ختم ہیں اور آپ سے بہت بہت امید ہے اور
ابھی کیا ہے، خدا آپ کو بہت سا سلامت رکھے یعنی بڑے بد ذات ہو۔ اور تم بھی
بہت دور ہو یا بہت بڑے آدمی ہو اور بدڈھب آدمی ہو اور معلوم نہیں تم کون ہو
اور کہو تو سہی کیا ہو اور کوئی قہر ہو یا غضب ہو یا ستم ہو یا تم سے خدا پناہ میں رکھے
اور آپ تخفگی کیا رکھتے ہیں اور آپ ہیں کون اور نیٹ کڈھب ہو یعنی خوب آدمی ہو
پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جائے استعمال کنند کہ شخصے مشہور در پیشہ باشد و شعور در
کار خود نہ داشتہ باشد۔ آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ این مثل در مقامے گفتہ شود
کہ شخصے دعوائے امرے بکند کہ باآں ہیچ مناسبتے نداشتہ باشد۔ ہم آپ سے نہیں
بولتے اور کیوں آتے ہو اور ہمارے پاس نہ آئیے اور کہاں چلے آتے ہو، اور
صاحب کو کس نے بلایا ہے اور خیر باشد کدھر کرم کیا اور یہ چاند کیسا نکلا اور
کہیں رستہ تو نہیں بھول گئے اور گھر کو پھر جائیے اور آپ کا گھر کہاں ہے اور
میں تو صاحب کو نہیں پہچانتا، عبارت شکوہ و اظہار اشتیاق با دوست وقت ملاقات
باشد۔ گھر کی مرغی دال برابر بہ در جائے گویند کہ شخصی قدر فرزند یا عزیز یا دوست
یا غلام باوفا یا ملازم صاحب لیاقت خود نداند و وصف دیگراں بکند و زر ہا خرچ
کردہ کار از انہا بگیرد۔ ہزاروں یا سیکڑوں یا لاکھوں یا کروڑوں بے نقط سناؤنگا

یعنی بہت سی گالیاں دونگا۔ آورصلّ وجل اور واہ واہ اور کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے اور یون ہی چاہیے اور کیا خوب اور چہ خوش چرا
نباشد اور واچھڑے اور سبحان اللہ اور آہا اور ہوے بے ظالم اور یہان فرشتہ
کے بھی پر جلتے ہیں اور کیا مذکور ہے اور کہیں نظر نہ لگ جائے اور خدا سلامت رکھے
اور آپ کی کیا چلائی اور رحمت خدا کی اور شاباش اور آفرین صد آفرین اور بارک اللہ
اور ایسی ہی باتوں سے تو معقول ہوے ہو اور اللہ اکبر اور اللہ الغنی اور اوہو جی
اور اوہو این جمیع کلمات مشتمل بر مدح دلالت کند بر مذمت شخصے کہ فعلش خلاف
طبع این کس باشد۔ ڈھینگ دھنگ بلو کا راج اور اندھیری نگری چوپٹ راج،
در مقام بے انصافی حاکم و رئیس ذکر کنند۔ کام کیا ہے اور قہر کیا ہے اور غضب
کیا ہے اور ستم کیا ہے یعنی کار عجیب کردہ است۔ گھونسا مار پانی نکالتا ہوں یعنی
ہرچہ از دیگرے نیاید از من بیاید گھر کی ٹکی باسی ساگ، این عبارت در جواب
کسی بگویند کہ لاف بیجا زدہ باشد۔ باسی رہے نہ کتا کھائے، یعنی اسراف طعام
در خانۂ مالِ بسیار است۔ آپس میں گرہ پڑ گئی ہے، یعنی دشمنی باہم رسیدہ است
قاضی جی تم کیوں دُبلے ہو شہر کے اندیشہ سے، در حق شخصے کہ بیجا غم اغیار خورد استعمال
کنند۔ بال بال گج موتی پروئے ہوئے بیٹھی ہے، یعنی بن سنور کر بیٹھی ہے۔ چولھے
میں پڑے، یا بھاڑ میں جائے، یعنی مارا با این شخص و با این چیز ہیچ سروکار نیست۔ چاند
کو گہن لگ گیا، یعنی با وصف خوبہا یک عیب ہم دارد۔ اس بات میں بٹا لگتا ہے یعنی
این کار معیوب است۔ شرم بھی نہیں آتی، دل میں تو سمجھو، کبھی شرمایا تو کرو شکوہ
نیا مدن دوست۔ یہ منھ اور مسور کی دال اور آپ کے بھجا ڈنڈہی کیے دیتے ہیں، اور
ایسے جمی اور بل بے جما تیری دھج، ازین ہر چہار اصطلاح یکے این است کہ این
خواہش زیادہ از لیاقت نست، دوم انیکہ این ہمہ دعوائے بزرگی از چہرۂ شما کہ

لات مار پانی نکالتا ہون۔

مخالف گفتگوے شما است معلوم می شود چہ حاجت بیان، سوم انیکہ شما ہم بدرجے این
قابلیت رسانید، چہارم انیکہ بنازم طرز رفتار و بالیدن تو بر خود کہ با وصف ناداری
خود را لم از امیران جلیل القدر می گیری - کچی بارہ بمعنی یاس مطلق - شیخی اور تین کانے
یعنی عبث لاف بیجا می زنی - کانے چوٹ کنوڈے بھیٹ، وقت دوچار شدن آدم
مخالف طبع گویند یا ہنگام ملاقات بآنسی کہ پنہان داشتن خود از و منظور باشد از روے
مصلحت خواہ از راہِ رنجش - حلوا خاتون بمعنی لعبتے است کہ از چوب سازند و گدایان
آنرا لباس پوشانیدہ روبروے اطفال در دست خود برقصانند و تحصیل قوت نمایند -
گوبر گنیش اور گل بھترا اور مسٹنڈا اور ہٹا کٹا اور ٹانٹھا اور ڈب اکبرا اور بھینسا اور فیل
منگلوسی اور چکٹ پیا اور مربع اور چوکور اور گینڈا بمعنی فربہ - تنکا اور ٹٹیری اور
تاکا اور سوکھا بمعنی لاغر - پتھر پھوڑا نام جنے کہ در شاہ جہان آباد سر مردم را شکست
چنڈول گداگر بول اور گانٹھ کٹھول بانسلی بھنبھیری میرا نام اور گھور گھنڈے چوہے
لنڈے اور کالے پیلے دیو اور شیر بکری یا باگ بکری اور اٹیرن اور کیڈی اور
وزیر بادشاہ اور آنکھ مچول کرڈا تیل ملی پادے وہی پھلیل اور چھائیں مائیں گول
گھمائیں راجہ کے گھر بیٹا ہوا اور دوڑے آیو کوئی ایسا بھی داتا ہو چڑیا کے بند
چھڑاوے اور مونگ چنا گدوڑی ڈو اور سیڑھی آڑو کیوں آڑے اور لوہری اور ٹیسو
راے، ازیں بازیہا لوہری از دہلی تا کابل رواج دارد و تفصیلش این است کہ
اطفال در موسمی چند روز بعضی جوانان را ہمراہ گرفتہ محلہ بمحلہ بدروازہ ہر خانہ روند
چیزے نقد یا ہیزم از خانہ بگیرند و شبے آن انبار ہمہ را آتش دہند و نقود جمع شدہ
شیرینی طلبیدہ بر خود قسمت کنند، این رسم از رسم ہنود است لیکن اطفال اہل اسلام
ہم بازیچہ فہمیدہ شریک بچگان ہنود شوند - ٹیسو راے عبارت از صورتے کہ در ایام
قریب بہ دسہرہ گوکال از گل ساختہ و چراغ روشن نمودہ خانہ بخانہ بگردند و ہر جا

در پنج شش روز حاصل شود روز آخرین صرف قیمت شیرینی نموده باہم حصہ کنند
لیکن دختراں بجائے ٹیسو رالے جھنجھری یا جھنجھیا سازند، ایں بازیچہ حالا در بلاد پورب
ہم رواج دارد و از بازیچہائے دیگر کبڈی و باگھہ بکری و وزیر بادشاہ جوانان ہم مشق
کنند و جابجا مروج است و دیگر بازیچہا مخصوص بہ اطفال است لیکن ہر قدر کہ ازیں
ہا جائے دیگر رسیدہ تفصیل آں بیشتر بہ قلم آمدہ۔ بتی سر تیا پھول پان بیچا وقت
بازی کردن بلہ چفتہ کہ ہندی گلی ڈنڈا گویند قاعدہ است کہ اطفال باہم قرار
دہند کہ ہر کس از میان باشرط از دیگرے در زباید چند بار یعنی ہر قدر کہ از اول
معین شود بلہ یعنی گلی را در دست گرفتہ چفتہ یعنی ڈنڈا را بدست دیگر بقوت تمام
بزند تا از دستش رہا شدہ مثل تیر راست برود و ہر جا کہ برسد طفل دیگر کہ شرط
را باختہ باشد باید کہ دست بر دست ایں طفل زدہ برائے آوردن گلی رواں
شود از وقت رواں شدن تا زمان دادن چوب پارہ مذکور بدست طرف ثانی باید
کہ بتی سر تیا پھول پان بیچا گوید لیکن شرط است کہ تبدیل نفس نکند و تا آمدن و
رفتن ہماں یک نفس باشد و سلسلۂ ایں کلام منقطع نگردد و اگر عہدہ ازیں برنیاید
دست خود را بدست طرف ثانی بدہد تا ہر قدر کہ مقرر شدہ باشد دست خود را بقوت
تمام بر پشت دست آں بیچارہ بزند و ایں عمل را بزبان اردو چھپٹی گویند باجیم فارسی
مکسور و میم ساکن و تاء ہندی و یاء معروف۔ اکثر خون از پشت دست اطفال
رواں شود۔ کیلے والے لال، آواز باغباناں وقت کشیدن آب از چاہ برائے
درختاں۔ گول گول بات، یعنی سخنے کہ چند احتمال داشتہ باشد۔ موتی پروتا ہے
یعنی سخنان دلاویز میگوید۔ گھاس کاٹتا ہے یعنی حرفے میزند کہ فہم کسے نمی آید۔ گل
کترتا ہے یعنی سخن ابلہ فریب میگوید و ہم باین معنی کہ فتنہ برپا می کند۔ ڈیوڑھی کے
پھیر میں آگیا یعنی گرفتار بلا شد۔ چڑیا کے اور چڑیا والے اور مرغی کے اور مرغی والے

اور جھانپو کے اور جھانپو والے اور ڈھڈو کے اور ڈھڈو والے اور بگلو لو کے اور بگلو لو والے اور کو اپری کے خطاب بہ شخصی کہ او را بزعم خود احمق پندارند۔ خیری ہی خیری دیں گے کوئی ایسے ہی داتا ونیگے یا ایسا ہی داتا دے گا، صدائے فقیران بے حقیقت رذیل ہندوستان روبروے گاڑھیاے قافلہ۔ خیری خیری یک لفظی است کہ بکرمی آرند با خاء بکسور و یاء معروف و راء بکسور و یاء ساکن۔ باج باج اللہ محمد کا راج، عبارت آدمان کم قدر از قبیل خدمتگار و افرش وغیراں وقت زدن گھڑیال۔ لپو بمعنی دستار۔ ڈاب بمعنی کمر بند بر کمر۔ بھدگی اور پڑری اور پودنا بمعنی ناتوان و کم زور۔ کٹھ پتلی اور اُلو کا بچہ اور اُلو کی دُم فاختہ اور اُلو واخرا اور مٹی کی مورت بمعنی مرد ابلہ۔ گلو باگاف بکسور و لام مشدد مضموم و واو مجہول خطاب با دختران صغیر۔ پری بمعنی چیزے خوب۔ سر چوت بمعنی نفرت آید یا موجب نفرت کہ بہ ہندی چڑنا مند۔ لیکن در اصل بمعنی رشک است۔ بدّیا ندھان، آدم بسیار قابل۔ پڑھ پتھر لکھ لنڈھا بھٹے اینٹیں باندھ کچہری گئے، یعنی ہر قدر کہ سعی کرد از علم بے بہرہ ماند۔ شوربور از زبان مرداں و شرابور از زبان زناں بمعنی آلودہ سر تاپا۔ رنگ ہے جی رنگ ہے۔ دوست با دوست وقت خوش شدن او بجاے مبارک باد گوید۔ جان چھلا اور خانم جان اور بیگمان اور زنانی دیوانی اور کرہائی اور بہشت کی قمری اور دُور پار اور خاصی پیاری اور جان صاحب اور رئیس واری اور بی جی اور بہو جی اور بنو جان اور گھونگھٹ والی اور برقعے والی اور آے جی اور ہی ہی، بمعنی مردے شبیہ بزناں در لباس و کلام و حرکات۔ منوا اور مٹھو خطاب بہ احمق از راہ شفقت۔ لچی اور خام پارہ اور کسّو اور اتیا اور مرچ اور رال زادی اور خندی اور خیلا خطاب بہ زن سرکش بیحیاے بدزبان فتنہ پرداز۔ مردہ شو کے حوالے، اور خدا سمجھے اور کالا منھ نیلے ہاتھ پاؤں، گفتگوے زنان بہ بیچہرہ جوان در حق کسے کہ نفرت ازو بہم رسد خواہ بظاہر خواہ بباطن۔

دو گنڈی جیتی ، شخص غیر ثابت بر یک قول و نگاہ دارندۀ طرف دو چیز ۔ سیاہی نے
دبا یا ہے یعنی در خواب حرف میزند و برخاستہ با مردم دست و گریبان می شود بلکہ اگر
چوب یا شمشیر بدستش می آید از دیگرے کہ دو چار او میگردد دریغ نمی دارد و ہنوز حکم بیدار
بودن نمی تواں کرد کہ ہیچ خبر از خود ندارد ۔ زمین ہو جانا تیز رفتن و غایب شدن ۔
دھنتر اور رستم اور رستم کا بچہ اور تیس مار خاں یعنی زبردست ۔ دھنا سیٹھ اور
جگت سیٹھ کا گماشتہ اور کوٹھی وال اور گانٹھ کا پورا اور بھرا پُرا یعنی مالدار ۔ انشاءاللہ
تعالیٰ بلی کا منھ کالا یعنی اظہار تصمیم ارادہ بکارے ۔ شہر مراد از شاہ جہان آباد ۔
اور سانگ لانا ، بہانہ کردن ۔ پان پھول اور دھان پان یعنی نازک بدن ۔ چھوٹا
منھ بڑی بات یعنی تو لیاقت این کار نداری بر غائب و متکلم نیز جاری میتواں کرد ۔
حاتم کی گور پر لات مارتا ہے ، در ذکر سخاوت مفلوک استعمال کنند ۔ ہفتے جکڑنے ،
ہر گاہ پہلوانے پہلوانے را بر زمین می زند و میخواہد کہ پشتش را بہ زمین رساند طرف
ثانی سینہ را بہ زمین محکم میگذارد بنوعیکہ اگر زور فیل درین پہلوان باشد نمیتواند کہ اورا
بہ پشت بخواباند تا وقتیکہ ہر دو دست از زیر بغلہایش برآوردہ گردنش را بگیرد و زور
آزمائی بکند لفظ مذکور نام ہمیں فعل باشد ۔ دھوبی پاٹ اور کلا جنگ اور ڈھاک
پر چڑھا مارنا ، نام داؤ ہائے کشتی ۔ نوکر لاڈ کیور کے ہونٹھ لیں حق لیں ، نام لاڈ
کیور دو کلاونت بودہ است در وقت شاہ جہاں یا اورنگ زیب ظاہرا نوکران
این بیچارہ ہا بغیر خدمت و حاضر باشی تنخواہ خود را از ایشان طلب میکردند چوں
از فتنہ و فساد اجتناب کلی داشتند ازین خوف مبادا کہ ہنگامہ برپا شود زر بنوکراں
میدادند حالا بہماں قیاس ضرب المثل شدہ است ، در حق نوکراں کم خدمت آقاے
خلیق ۔ کھانا پینا گانٹھ کا نری سلام علیک ، در مقام بے التفاتی مرد صاحب
جاہ در جواب سلام و بے پروائی خود گفتہ آید ۔ کھلنڈرا اور اکھڑ یعنی مرد بے پروائے

بے اندیشہ ۔ ماہوں جی جوہار، در وقت طعن با ظرافت بجائے سلام علیکم مستعمل میشود
پھوٹ بہا، یعنی بدرد آمدہ زار زار گریست ۔ جھڑ لگا اور ہو چکا یعنی از رنجہ عوض افتاد
تم نے اڑائیاں سو یہاں بھون کھائیاں، یعنی من زیادہ از شما ایں کنایہ ہا
دانی فہم ۔ میں نے چار برسا تیں زیادہ آپ سے دیکھی ہیں، یعنی ہنوز شمار دو برسے
من بیچہ ہستید ۔ آیں، کیا، معقول، اور خوبی خلطے کی اور کتنے گرم ہو اور واہ
منہ تو دیکھو اور آرسی تو ہاتھ میں لو اور خیر مانگو اور بہت بڑھ نہ چلو اور آپ کو بھول
گئے اور نئی طرح کی گرمی ہے اور کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اور گھر سے لڑکر تو
نہیں چلے اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ اور تکی لانگ کے تو نہیں آئے اور صبح کسکا
منہ دیکھا تھا اور خیر ہے گھر کو سدھارو اور اتنا لگ نہ چلیے، گفتگو با آدم زبان دراز
بے ادب از راہ رنجش و با دوست نیز از فرط محبت و خوش اختلاطی ۔ دھوبی کا کتا
گھر کا نہ گھاٹ کا اور اللہ ذہی نہ اللہ ذہی اور ادھر نہ ادھر یہ بلا کدھر، یعنی شخص بے
سر و پا ۔ ہمنے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، یعنی ہر دم کار آزمودہ ایم ۔ میں تیرا گدا
بناؤں گا یعنی من ترا بسیار رسوا خواہم کرد ۔ پھر مانگ، یعنی جواب صاف بسائل
کدھر منہ ڈالتا ہے، یعنی کجا می آئی ۔ آپ میری جان سے کیا چاہتے ہیں، یعنی
چرا بامن حرف میزنید و پیش من می آئید ۔ منہ چڑانا یعنی تقلید کسی کردن و از
عہدہ آں بر نیامدن ۔ سوکھی اور نکی موٹھ اور نوترمی، داد قمار بازاں ۔ پہلے پانسے
تین کانے، بجائے اول کاسہ در دریا شد ۔ منہ لگائی ڈومنی گاوے تال بتال،
یعنی مصاحب میر ہر قدر کہ یاوہ بیچا ودیہہ مربوط است ۔ آیئے مل جی آئیے ہا
وقت ملاقات از راہ مسخرگی بدوست گویند ۔ آنکھ آئی، یعنی چشم درد میکند ۔ بھڑوے
مرد رنگیں لباس در ہولی ۔ بنے ہوئے ہیں اور مجلس کی رونق ہیں یعنی مسخرے ہیں
رنگا ہوا ہے یعنی ذاکر و شاغل است ۔ جگت گرو یعنی پیشوائے فن ۔ ادیس مطرب

خوش گلو کہن سال صاحب معلومات۔ بھڑبھڑیا اور جھناسر ہر دو بمعنی مسخرہ کم قدر۔ انگور، پیوندِ زخم۔ چھاتی کا پھوڑا اور سوہانِ روح اور وبالِ گردن شخص مخالف طبع۔ ٹوٹی بانہہ، گل جندری، پسر و برادر و رفیق بے لیاقت تیرے تو کچھ لچھن سے جھڑ گئے ہیں یعنی ادبار تو رسیدہ است و رونقے در چہرۂ ات باقی نماندہ۔ میرے دل کے آج پھپھولے پھوٹے، یعنی امروز بسیار خوش شدم کہ دشمنِ من ذلیل شد۔ کالا، یعنی شخص ذو فنون و بار سیاہ۔ باؤلا کتا، اور کٹکھنا کتا بمعنی شخص بدخلق۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، در حق کسی جاری شود کہ بزور حمایت دیگرے بترساند۔ حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے، مصرف ایں عبارت درجائے است کہ مرد کمقدرے باشارۂ امیرے اظہار جبروت و عظمت یا عالی مرتبی نماید از جہت قرابت با امیرے یا سفارش منصب او زیادہ از دیگراں باشد۔ جو بولے سو گھی کو جائے، یعنی ہر کہ دریں مجلس یا خانہ منصفانہ حرف خواہد زد بسرا خواہد رسید و ذلیل خواہد شد۔ دو ملا میں مرغی مردار، محل استعمالش مجلس بزرگے باشد کہ شخصے حاجت خود ایش او آردو ایں بزرگ با دیگرے در مقدمہ ہمیں صاحب حاجت بر سر حرفے مباحثہ آغاز و ظاہر است کہ در بحث دو کس کہ کی محتاج الیہ باشد و دیگرے نیز ہم چشم آں مطلب محتاج بر نمی آید بیچارہ مجبور شدہ ایں عبارت را ادا می کند تا از مباحثہ باز مانند و بر آمدن کام وش صورت بندد۔ بجلی پڑے ان باتوں پر، یعنی خاک بر سر ایں گفتگو ہائے بیفائدہ۔ چرخ چینبو کے لڑکے، یعنی اے پسرانِ فاحشہ بیحیائے بے ادب۔ سیموسیٹو، زنانِ بازاری مثل سبزی فروش وغیر آں۔ کام بڑھئی کا، آواز نجار در کوچہ و بازار۔ سونٹھ ہے میوے کے رس کی، صدائے آب زنجبیل فروشانِ شہر۔ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی، یعنی اگر فلانے صد بار با من بدی خواہد کرد یا در

ظرافت مرا تنگ خواہد گرفت تبسم من کند نخواہد شد دہن در یک بدی یا یک لطیفہ
او را از پا خواہم انداخت - کیا بیچتے ہو، یا کیا کھٹ راگ گاتے ہو، کیا گوہ کھاتے ہو
کیا جھک مارتے ہو، کیا قصہ لگایا ہے، کیوں مغز کھاتے ہو، کاہیکو دماغ پریشان
کرتے ہو یعنی چہ سخن بیہودہ میگوئید و چرا یاوہ بیجا وید - منہ کو لگام دو اور زبان
سنبھال کے بولو یعنی سنجیدہ حرف بزنید - منہ دھو رکھو، یعنی توقع این کار نداشتہ
باشید - ماں فقیرنی پوت فتح خاں، درحق شخص مغرور کم قدر مجہول النسب آرند - بیرے
بت کو رسا یعنی عجب کارے کردہ کہ بگفتن نمی آید - رانڈ کا سانڈ، یعنی حرام زادہ بد طینت
رانی خاں کا سالا، یا ڈھین ڈھوکڑ خاں کا سالا یا افلاطون کا بچہ یعنی شخص زیست و
متکبر - بڑا ایزید ہے یعنی بسیار بیرحم است - دھو یا دھا یا احمق ہے یعنی در حماقتش
جائے تامل نیست - فتح ہے، یعنی مژدہ باد - پانوں زمین پر نہیں رکھتا - یعنی خیلی
متکبر است - آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا نیز ہمیں معنی و بمعنی شرم و حیا ہم آرند - کوڑھ میں
کھاج، وقت پیش آمدن مشکلے در عالم تردد خاطر از سبب مشکلے دیگر گفتہ شود - کریلا
اور نیم چڑھا، درحق شخص بد خلق بدولت رسیدہ گویند - نماز کو گئے تھے روزہ گلے
پڑا، یعنی فکرے بخاطر داشتم فکرے دیگر پیش آمد یا متوجہ مہمی شدہ بودم مہمی دیگر پیش آمد
ٹھونک بجا کر لینا، بتامل و اندیشہ و امتحان گرفتن چیزے - منہ پر ہوائیاں اڑتی
ہیں، یعنی چہرہ اش آب و تاب ندارد - ہماری کیا پشم کندہ کریگا، یعنی با ما چہ میتواند کرد
کانا ٹٹو بدھو نفر، یعنی بسیار مفلس است - کھیل نچانے مرغی کا اڑانے لاگا باز، یعنی
از حد خود بیروں شدہ کار میکند - باپ نہ مارے پدڑی بیٹا تیر انداز، این ہم ہمیں معنی
جیند اماموں، تا خطاب دختران کمسن شوخ با ماہ و از راہ شوخی با دمی نیز خصوصاً از
زنان کسی آشنائے خود - بیر مغاں، یعنی مشخت دستگاہ - فلانے کا بھانڈا پھوٹ گیا
یعنی عیبا و ظاہر شد - بھرم نکل گیا، یعنی سبب نخوت بیجا و ظہار رفعت او معلوم شد -

جوش کم ہوا یا تا و میٹھا ہوا یعنی سست شد۔ مدھم ٹھاٹھ یعنی شخص کہ کسل در
ہر کار داشتہ باشد۔ بوریا باندھنا یعنی اسباب مساکین و از راہ کسر نفس اسباب اغنیا
از زبان خودشان۔ چبلا، سفلا، چھوکرا، بلا، منہ سے دودھ کی بو آتی ہے، ابھی
چھٹی کا دودھ نہیں سوکھا، اور ابھی منہ دبائیے تو چلو بھر چھٹی کا دودھ نکل پڑے
یعنی سخت کم عقل و بے لیاقت است (جان چاٹا اور ہیا اور بھبوکا اور دھوان
دھار یعنی خوبصورت) اڑھائی چلو اس کا لہو پی جاؤں، یعنی اور انگشتم۔ مسند
بادشاہی کرو، یعنی مسند را بردارید اصطلاح فراشان حضور والا۔ سکھ فرمانا، خوابیدن
بادشاہان تیموریہ رہند۔ بتیش خانہ، چوکی خانہ۔ گھڑی مزدوری چوکھا کام، یعنی
کار خوب مزد دلخواہ میتوان گرفت۔ باریدار، یعنی کسیکہ بنوبت خود در خدمت بادشاہ
حاضر شود۔ باری دارنی یعنی زن باری دار۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا، شخص بے
لیاقت کہ کار نکند و عذر بیجا پیش آرد مستحق ایں قول است۔ انت بھلے کا بھلا انت
برے کا برا، یعنی انجام بد بد است و انجام آدم نیک نیک است۔ چھکے چھوٹ گئے
یعنی عقل زائل شد۔ جگ بھوٹا نرد ماری گئی، یعنی ہر گاہ میان دو کس نفاق بہم
رسید پامال کردن ہر دو بر دشمن آسان می شود۔ بول گیا، یعنی تنگ آمد و عاجز شد
میر اور ڈنوں اور چوٹوں، رسم اطفال است کہ سہ چیز مدور منقش رنگین چوبی بہ یک
صورت بقدر گلولہ تفنگ در دست گرفتہ بر زمین غلطانند یکے را امیر و دیگرے را ڈنوں
و باز دیگرے را چوٹوں نامند و ایں بازیچہ را گولیاں کھیلنا گویند۔ پڑ اگیا، یعنی بسزا
رسانیدم۔ ٹھیک کیا یعنی براہ آوردم۔ لال پگڑی والا میرجی کا سالا، ایں
عبارت ہم از زبان اطفال شوخ در حق صاحب دستار سرخ است سیاہ رنگ باشد
یا سفید پوست و رنگ دستار منحصر در سرخ نیست اگر سبز یا زرد یا سیاہ باشد نام ہماں
رنگ بگیرند۔ ڈھیلے زناخ، یعنی آدم نرم و سست در ہر کار۔ چو مینجا کیا، یعنی چنانکہ

باید بسزا رسانیدہ شد۔ ننگی بھلی کہ بل میں بانس یعنی ذلتی کہ از کردن این کا
درقسمت من است بہ ازاں رسوائی است کہ درنکردن آں متصور است مانند عبارت
فارسی کہ مائدہ چیدن صد عیب دارد و نچیدن یک عیب۔ دیکھا بھالا تو پچی او
چیرا سید ہو یعنی این شخص کم رتبہ کہ بردولت خود نازد و در عالم افلاس و دریوزہ گرد
ہم چند بار او را دیدہ ام و بخوبی می شناسم۔ بال باندھا چور، یعنی دزد نا د
بے مثل۔ کوڑی کا پوت یعنی شدید الطمع (ہری ڈھگ یعنی شخصے کہ آقائے مفلس ر
گذاشتہ رفاقت متمول اختیار کند)۔ ہرا بھرا عبارت از شخصی کہ قبرش در دہلی
برابر قبر شاہ سرمد یہود رہائیست۔ تاسا گھل گیا، یعنی زدوتر تمام شد
اچھال چھکا، زن فاحشہ۔ کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی، یعنی از آدم مفلوک
چشم کندہ می شود۔ من بھائے منڈیا ہلائے، یعنی رغبت بایں کار دارد، و
بظاہر ابا میکند۔ لگا مارے نیکھ ہاتھ، یعنی از کردن ایں کار فائدہ نیست۔ گھن
لگانے کو نہیں یعنی برائے نام نیست۔ بعضی صاحباں در لکھنؤ بفتحہ کاف خوانند
ایں غلط محض باشد۔ گیند گدول، یعنی گوبازی۔ ڈیل در گنبد آواز در پھیش، یعنی
بایں قد و قامت ایں قدر نامرد۔ بھوت لگا ہی یعنی دیوانہ شدہ است۔ پڑھا جن ہ
یعنی ہمہ چیز را می فہمد۔ پانڈے جی پچھتاویں، ایں گفتگو در حق خود در عالم یاس گفتہ
آید۔ پھل گھورتے یعنی سوار اسپان خوب چالاک زیر پا دارد۔ اونچی دوکان
پھیکا پکوان، مراد از امیر بخیر و فاضل بے تقریر و شاعر مشہور بے مزہ یعنی ہر کہ مشہور
و بے لطف باشد۔ اندھوں میں کانا راؤ، در حق شخص کم علم جاری کنند کہ در مجمع جاہلا
داد و شد عزتی و حرمتی بہم رساند و نیز در بارہ ہر کم عیب کہ در مجلس معیوبان رسیدہ باشد۔
رانی کو راناپیارا اور کانی کو کاناپیارا، یعنی ہر کس فرزند خود را دوست تر از فرزند دیگری
دارد۔ اس سے کیا حاصل کہ شاہ جہاں کی داڑھی بڑی تھی یا عالمگیر کی، کنایہ از بحث

بیجا۔ اہر خانی، یعنی مرد شبیہ بزن۔ رذالے کا لٹھ، عبارت از مرد بے ادب دریدہ دہن
باشد۔ چل بسا، یعنی مرد۔ میں نے تمھاری گدھی چرائی تھی یا میں نے تمھاری
چوری کی ہے، یعنی از من مگر بجناب سامی خطائے سرزدہ است۔ نے پالک، یعنی
پسر خواندہ و دختر خواندہ۔ گدگدے، مراد از دانہ ہائے برشتہ ذرہ (ذرہ در عربی جوار را
گویند)۔ ڈھول ڈھمکا ملک باگڑ کہ موطن آبائی اکثر لولیان پری طلعت است
چھچھے کے ہاتھ، یعنی چار طرف سخن بکنایہ گفتن در مجلس۔ گھی کا کپا لڑھ گیا، یعنی رئیس
کلانے مرد۔ دھوم دھام، یعنی شان و شوکت۔ دھما چوکڑی، یعنی ہنگامہ۔ کھیت
چھوڑ گیا، یعنی گریخت۔ ٹھکانے لگا، اور کام آیا، یعنی کشتہ شد۔ تصدق ہوا، نیز بمعنی
بمعنی لیکن از برائے اُمراء۔ بڑا سُور ہے، یعنی بسیار شجاع است۔ دو کھنا، بمعنے
عیب شخصی بر روئے او بیان کردن۔ گیا درزی کا کوچ کیا مقام، یعنی آدم مفلوک
ہر جا و ہر وقت کہ خواستہ باشد برود، رفتن او را تردد نے در کار نیست۔ بڑے میاں
سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ، محل ایں عبارت ناراضی بودن شخصی از
کسے و موافق شدن با دیگرے و آزردہ تر شدن ایں کس از دوستی شخص اول۔ ناک
چنے چبوائے، یعنی سخت تنگ آورد۔ گھڑی میں گھڑیال ہے، یعنی در یک ساعت زمانہ
دگرگوں می شود۔ جو گرجتے ہیں سو برستے نہیں، یعنی ہر کہ میلا فد ہیچ است۔ دیکھا ہوا ہے
یعنی آزمودہ شدہ است۔ پھونک پھونک پانوں رکھتا ہے، یعنی ترساں ترساں راہ سپرود
و کار میکند۔ چوہا ہے، یعنی پر عیار و ظریف است۔ بات کا تبنگڑ بناتا ہے، یعنی عجب فتنہ انگیز
است۔ ہتھیار ہونا، یعنی جنگ پیش آمدن۔ ٹوپی والے، مراد از فوج ولایت۔ گھوڑی
والے، مراد از سپاہ دکن۔ پٹھان زا، مراد از شاہ ابدالی و اولادش۔ کئی دن تم نے بھی
چام کے دام چلائے، یعنی شما ہم در دولت سریع الزوال کارہائے ناکردنی کردید۔ چیل
جھپٹا، مراد از غارت گری۔ پاٹ دریاؤ، یعنی سخی جوانمرد۔ لبالب دریا کی گگریاں آواز

خیار فروشان شہر۔ ہو تا سو تا۔ یعنی خویش و قوم زندہ و مردہ۔ شائستہ خاں کا پوتا، مراد از شخص متکبر۔ کاریگر اور خلیفہ اور اُستاد، مراد از دلاّک۔ و کاریگر و خلیفہ و خاص پز باورچی را نیز گویند اگرچہ در اصل خاصہ پز است لیکن خاص پز بغیر ہا مستعمل است مثل دیوان پن و بعضی صاحبان کہ دہلی را ندیدہ اند آن را دیوانہ پن گویند۔ سیرڑدا۔ ساز نواز ندہ۔ ڈومنی پن، حرکات دلفریب معشوقاں و میر حسن در مثنوی سحر البیان ڈومن پن گفتہ این ہم شاید نزد زنان درست باشد۔ ہمارا لہو پیو، بجائے قسم داد ن پذیرد و لیکن از زبان زن سیرتاں باز ناں۔ ڈھور و فاعل، مردان شبیہ بزن در فعل و لباس۔ بڈھیا کا کاتا جوان کا کھا جایا تماشا، قسمی است از شیرینی ہندوستان مثل رشتہ۔ بوڑ کے لڈو، در شاہجہان آباد شخصی لڈو از برادۂ چوب می ساخت و بایں صدا میفروخت کہ کھائیگا سو پچھتائیگا اور نہ کھائیگا سو پچھتائیگا یعنی ہر کسیکہ خواہد خورد وائے بر حال او و ہر کسیکہ نخواہد خورد نیز وائے بر حال او و سبب تاسف بر شخص اول برباد شدن زر قیمت و موجب افسوس بر آدم دوم تصور لذت آن و نزد بعضے بور مراد از سبوس گندم است۔ ڈھلتی پھرتی چھائوں کبھی اِدھر کبھی اُدھر، یعنی دولت گاہے نصیب زید است و گاہے نصیب عمرو۔ بھوجلا پہاڑی کے پتھر کھاؤ، یعنی از قسم طعام درینجا ہیچ نیست اگر قوت ہاضمہ دارید سنگ بھوجلا پہاڑی حاضر است۔ بلبلیہ ہوں بلبلیہ ہوں۔ شادیاں مبارک، صدائے نقالان اُردو و ہنگام شروع کردن رقص و نقل اول نقالاں جائے دیگر از ہمیں ہا یاد گرفتہ اند۔ سُلطان جی مراد از حضرت نظام الدین ولی کہ درار دو نظام الدین اولیا، گویند۔ فلانے کو دن لگے ہیں، یعنی اجلش در رسیدہ است پر لگے ہیں نیز بہمیں معنی۔ چیونٹی کا بِل، یعنی جائے تنگ۔ تنکے کے اوٹ پہاڑ، یعنی در ہر چیز کیفیت است مخفی مختص۔ آنکھ اوجھل پہاڑ، نیز بہمیں معنی باشد۔ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو آپ کو سمجھتا ہے، یعنی ہر متکبر پیش آدم

زبردست تراز خود درست می شود۔ تم گودڑوں کے لعل ہو اور پوتڑوں کے امیر زادے ہو، یعنی شما با وصف ناداری عزیز دلہا ہستید۔ دیا تیرا، دبڑ و گھسڑ و، بمعنی عاجز بے دست و پا ہے۔ پانوؤں تلے گنگا بہتی ہے، یعنی تمام روے زمین در تصرفِ تست۔ چوہے کے بل میں گھسا چاہیے، یعنی از بیم ایں کس جائے پنہاں باید شد۔ تین تیرہ ہو گئے، یعنی متفرق شدند۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، یعنی آدمِ رازدار ہر بلا کہ خواستہ باشد بر سر طرف ثانی تواند آورد۔ سب ملیں پر لنگوٹیا نہ ملے، یعنی از آشنائے قدیم کہ واقف جمیع حالات باشد باید ترسید۔ آگ لگتے جھونپڑا جو نکلے سو لاؤ، قائم مقام ایں عبارت فارسی باشد کہ از خرس موئے بس است۔ بھس میں چنگی ڈال جمالو دور کھڑی، در حق آدمِ غمازے گویند کہ دو کس را جنگانیدہ باہم تماشا کند۔ بچھڑا کھونٹے کے بل کودے، یعنی آدمِ نامرد بزورِ حمایت بر خود می جہد۔ لکڑی کے بل بندری ناچے، ایں ہم بہمیں معنی پانچوں انگلیاں گھی میں تر ہیں، بمعنی بسیار آسودہ است۔ نچوڑ بات کا، یعنی خلاصۂ سخن۔ بکھلایا گیا، یعنی پریشاں حواس شد۔ سقے کی بادشاہی، بمعنی دولت چند روزہ اندھی بادشاہی مراد از بازیچۂ اطفال باشد کہ بر سر بچۂ چادر انداختہ سرش را از ضرب شدید دستی کل سازند۔ ناٹھا گلقند، بمعنی احمق۔ آپ بابو منگتے باہر کھڑے درویش در وقت سوال شخصی از محتاج یا در خواستن و دستی چیزے را از دوستی کہ بسعی تمام آں چیز را دست آوردہ باشد۔ فلانے کا فلانا مائی باپ ہے، یعنی پرورش کنندۂ او دست و سزا دہندۂ او را نیز گویند۔ چل چلاؤ، بمعنی کوچ۔ کٹ مسنا، بمعنی چاق و تندرست و بیفکر۔ چھوٹا باسن چھلک پڑا، یعنی آدمِ نادان بر سر تنگ ظرفی آمد۔ تانا جال، بمعنی پیچ در پیچ۔ گورکھ دھندھا، چیزیست از قسم شعبدہ۔ بھول بھلیاں امکانے است در شاہ جہاں آباد متصل مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ساختۂ رائے پتھورا مشتمل بر چندیں در ہر گاہ آدمِ اجنبی برائے سیر دراں عمارت می آید راہ بیروں آمدن فراموش میکند تا ک

نان کو چلے کہ خواجہ قطب الاقطاب تناول می فرمودند و حالا تبرک درگاہ شریف ہماں
است۔ کوا گھاٹ، بمعنی مجمع نامرداں۔ ناگنی دھار، بمعنی سپاہی کہ ملازم غیر باشد۔ قطامے
زن بدنہاد بجیا۔ ہلاکو، بمعنی ظالم۔ نادر شاہ کا سا حکم، بمعنی حکم قوی۔ مکر چاندنی، مہتابے
کہ قریب بصبح باشد۔ جی دان، بمعنی جان بخشی (کنیا دان، بمعنی زرے کہ برائے شادی
دختر بکسی بدہند) بخشی کا دھنگر، بمعنی زبردست بے فکر۔ چپلا، بمعنی برق۔ گھٹنوا ٹھی
پانی لیکر پڑ رہا ہے، یعنی بکمال آزردگی در گوشۂ نشستہ است یا دراز کشیدہ۔ یہ بیل منڈھے
نہیں چڑھنے کی، یعنی ایں مطلوب نخواہد رسید و انجامش خوب نیست۔ مجھے مول لے کے
چھوڑ دیا، یعنی احسان عظیمی بر من کرد۔ بڑے بول کا سر نیچا، یعنی انجام ہر خود غلط
خجالت و ندامت است۔ بو آتی ہے، یعنی بوے بد می آید۔ ٹکوری، بمعنی چوب نقارہ۔
میری بلا جانے، یعنی من چہ میدانم اور میری جوتی و دیگر الفاظ مثل میرا کد و میرا ڈھینڈس
وغیر آں نیز از قبیل میری بلا باشد۔ بھلا بھولا، بمعنی خوش و خرم و صاحب اولاد۔ راون
کا بچا، معنی شخص زبردست متکبر۔ بڑی بات ہوئی، یعنی بسیار خوب شد کہ چنیں شد۔
بھلا صاحب، اینکہ سزائے کردۂ خود خواہید دید۔ بہت خوب، و ہر چہ بمعنی خوب نیز ہمیں
باشد۔ کلھیا میں گڑ پھوڑ رہا ہے، یعنی بطور خود با شخصے سرگوشی دارد و اظہار فرح می نماید
جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا، لیکن زبان فصیح اردو کن نے دیکھا، یعنی شخصے اگر
دور از دوستاں و برادراں بدولت رسیدہ چہ فائدہ و کدام حظ، زیرا باعث مسرت ترقی
ایشاں در ہم چشماں است۔ زید عمرو کی ٹانگ تلے سے نکل گیا، یعنی اقرار بکمال او کرد۔
گولی بچا گیا، یعنی از کار مشکل کنارہ کرد اور صاف نکل گیا نیز ہمیں۔ آپکا بول بالا ہے،
یعنی حرف شما در مجالس پذیرائے گوشہا باد و مخالف شما ہمیشہ مغلوب شواد۔ باگ موڑنا،
یعنی کم شدن آبلہ ہائے چیچک۔ بڑا بچھو ہے، یعنی سخت کینہ ور است۔ سانپ کھلانا، بمعنی
نوکری آقا سخن نافہم مغلوب الغضب مردم آزار۔ مسافر آ اترا ہے، بمعنی حاملہ شدن زن

کسبی۔ چکا چوند، یعنی تیرگی تنال روشنی۔ جوگی کا کے میت، یعنی آدم مبیر پا آشنائے کسے نمی باشد۔ تشیم پہ مارتا ہوں، یعنی بخاطرنمی آرم۔ غریب کی جورو سب کی بھابی، یعنی درحق آدم مسکین ہر زبان ہرکس ہر چہ میخواہد میگوید باقی نیست۔ اندھے کی جورو کا اللہ بیلی ہے، یعنی مال بیوقوف را ہر کس کہ میخواہد میخورد۔ تیتنخ کیا جانے صابن کا بھاؤ، یعنی این شخص قدر و کیفیت این چیز چہ میداند۔ گدھا کیا جانے زعفران کی قدر، نیز بہ ہمیں معنی۔ رُخ نہیں ملاتا یعنی متوجہ نمی شود۔ اسکی ناک مروڑ ڈالونگا یعنے بہ تنبیہ او خواہم پرداخت۔ چنے پرمل ڈالا ہے، یا دال موٹھ والا ہے، یا لونگ چڑھے والا ہے، یعنی بسیار ذلیل و تباہ و کم تشخص است۔

نگمبوڈ کا گھاٹ، معبر جمنا۔ سلیم گڑھ، قلعہ اسلام شاہ پسر شیرشاہ افغان کہ بادشاہ ہندستان شدہ بود چوں اسلام شاہ بسلیم شاہ مشہور است اسلام گڈھ را نیز سلیم گڈھ گویند چاوڑی، اور چوڑا ہٹ، اور گلاب باڑی، اور وکیل پورہ، اور چتلی قبر، اور سید حسین خاں کا بازار، اور شاہ کلن کی ڈگڈہی، اور ترکمان دروازہ، اور بیرم خاں کا ترا ہہ، اور خلیل خاں کی کھڑکی، اور فراش خانہ کی کھڑکی، اور لال کنواں، اور قاضی کا حوض، اور جوہری بازار، اور چاندنی چوک، اور فتح پوری کی مسجد، اور جان نثار خان کا چھتا، اور کشنک نور کا چھتا، درعوام خوش نور کا چھتا و نزد بعضی قابلیت وتنگاہاں کو شک انور کا چھتا، و ہر دو غلط است۔ چراکہ کشنک نور نام رانی بود از رانیہائے راجہ باڑ واڑ این عمارت منسوب بآں رانی است۔ اور شیر بیگ کا چوترا، اور گوکک کا چوترا، اور روز بھائی پورہ، اور کٹھ گڑھ اور مغل پورا، اور سبزی منڈی، اور گھوڑے نخاس اور مٹھائی کا پل، اور تیلی واڑہ، اور نائی واڑا، اور رائی واڑا، اور روشن پورا، اور پہاڑ گنج، اور جشن پورا، اور ابام کی گلی، اور تماکو کی منڈی، اور تیلی باروں کا محلہ، اور بھادو کا پل، اور شاہ بولا کا برٹہ، اور روپ نگروں کا محلا، اور سعد اللہ خاں کا

چوک، اور خاص بازار، اور فولاد خاں کا کوچا، اور چیلوں کا کوچا، اور نیا بانس
اور کشمیری دروازہ، اور زینت باڑی، اور کنچنوں کی گلی، اور دارا کا طبیلا، اور
بلاقی بیگم کا کوچا، اور تیس ہزاری باغ، اور شاہ چیتا کی باؤلی، اور پری کی مسجد،
اور عرب ولی کی سرا، اور جی سنگھ پورا، اور ٹیکا ہزاری کا پھاٹک* اور تیل کا کٹرا
اور بیگم کا باغ، اور برجناتھ کا کوچا، اور گھاسی رام کا کوچا، اور کھاری باؤلی
اور حبش خاں کا پھاٹک، اور خواص خاں کا کوچا، اور مہاجنوں کا کوچا، کہ
مہاجنیوں کا کوچا مشہور است اور قدم شریف اور شاہ مرداں اور ایک ٹنگی
نہر اور رایان کا کٹرہ، نزد بعضی رایان کا کوچہ اور سہرندیوں کا محلا، اور بجواڑیوں
کا محلہ، اور لاہوریوں کا محلا، اور گندی گلی، اور پنج پیر کا تھان، اور کوٹھا پارچہ،
کہ آنرا مزید پارچہ ہم گویند و عوام مجید خوانند، اور جمال اللہ خاں کا پھاٹک، اور
دریبہ، اور دارالشفا، اور روشن دولا کی مسجد، از زبان عوام اور سید فیروز کا بنگلہ،
اور میوے کا کٹرہ، اور کابلی دروازہ اور اجمیری دروازہ، اور دلی دروازہ، اور
لال دروازہ، اور براہی کا تھان، اور محبوب آلہی، اور چراغ دہلی، اور خواجہ جی،
اور سید حسن رسول نما، اور باقی باللہ، اور ناج کی منڈی، اور شاہ بڑے کا تکیہ
اور شاہ تسلیم کا تکیہ، اور تال کٹورا، اور جوگیا یا، اور کالکا، اور بھیروں جی، اور
رنگی ہٹ، اور مخلدار خاں کا کٹرا، اور پرانا قلعہ، اور فیروز شاہ کی لاٹ، اور شیخ
محمد کی پائیں، اور کشن داس کا تلاؤ، تالاب بجائے تلاؤ تکلف محض است، اور
ہرن منارا، اور قطب صاحب کی لاٹ، اور پتھورا کے محل، اور ادہم کا گنبد، اور
بھول بھلیاں، اور سلطان غازی، اور جھرنا، و شاہ مرداں، و تغلق آباد، و
صفدر جنگ کا مقبرہ، اور ہمایوں کا مقبرہ، اور خانخاناں کا مقبرہ، و گڑگانوے
کی ماتا، و فرید آباد کی براہی، و املی کا محلا، و چوڑی والوں کی گلی، و سیتارام

*...صری خان ...پھاٹک

کا بازار، وماہی داس کا کوچہ، وبھوجلا پہاڑی، وبٹیا محل، وپیرندی کا نالا، و
تپھر کا کنواں، وبادل پورا، وبہادر پورا، وموکھ کی مسجد، واسد خاں کی بارہ
دری، وخان دوراں کی حویلی، وامیر خاں کا بازار، وقابل عطار خاں کا کوچا،
وجٹ پورا وسعادت خاں کا کوچہ، ومحتسب کی مسجد، وکشمیری کے کٹڑے کی مسجد، و
زینت المساجد، وجما مسجد یعنی جمعہ مسجد کہ مسجد جمعہ باشد وآنرا مسجد جامع نیز گویند،
ونواب بہادر کی مسجد، وشاہ ابوالعدل، ومیرزا جانجاناں صاحب، وخواجہ میر درد
صاحب، ومولوی نظر محمد مرحوم، ومولوی فخر الدین صاحب، ومیاں سید خاں
ودولھا بھیارے کے محل، وکھجور کی مسجد، ونیچہ بندوں کا کوچا، وسبز کنواں، و
پنڈت کا کوچہ، وہجڑوں کا کٹرا، ودائی پورا۔ ایں ہمہ الفاظ نام محلات وبزرگان
دہلی باشند۔ سوائے ایں ہم محلات وبزرگاں بسیار اند بر سبیل ایجاز ہمیں قدر
نوشتہ آمد۔

چوری کا گڑ میٹھا، یعنی مال کسے بے اطلاع او خوردن شیرینی او خوش۔ بازار کی مٹھائی یا
زنان کسبی۔ قوال، مطربان درگاہ نظام الدین اولیاء۔ شیر مادر، چیزے حلال
چوکھا، یعنی خوب۔ چجاگی، آنچہ اطفال دبستاں روز پنجشنبہ برائے تنباکو وغیرآں باستاد
دہند۔ پھینک، طریق انداختن چوب بر یکدیگر د ہندوستان لگڑی گویند۔ ایکنگا،
چوب بازی بغیر بھری۔ دوانگ، چوب بازی با بھری۔ وبھری بار اء چیزے باشد
کہ بجاے سپر ور دست گیرند وباراء ہندی انبار سنگ وخشت۔ پوری نہیں پڑتی، یعنی
فائدہ نصیب نمی شود۔ حرامی پلا، یعنی آدم بدطینت وپاکذات نیز ہمیں معنی۔ گودڑ
خیل، بکسر خاء ویاء مجہول ونزد بعضی با خاء معروف ہم آید چیزے کم قدر ناکارہ۔ تیرے
پدر کو خبر نہیں یا تیرے فرشتوں کو معلوم نہیں، یعنی ترا ہیچ خبر نیست۔ آٹھوں گانٹھ
کمیت، یعنی آدم پختہ کار بیخ عیب شرعی، ومادر آزار پدر بیزار، یعنی آدم معیوب

هرزه کار۔ منھ سے تو بھوٹو، یعنی حرف بزنید۔ جوڑی ہے برخوردار ہے یعنی ہر دو کس
نالائق اند۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں، یعنی نرم و میٹھے ہیں۔ دائی کے سر پھول
پان، یعنی ہر بلا و بہتان نصیب آدم مسکین بیزبان است۔ طبیلے کی بلا بندر کے سر
نیز ہمان و در حق شخص بدنام شدہ نیز استعمال یابد۔ چھی، بمعنی بوسہ۔ زیر مشق بمعنی
تابع و مضروب کسی۔ دونوں ٹانگوں میں سر کر دوں گا، یعنی ترا سزا خواہم داد۔
بال چھتری، دستارِ عہد اورنگ زیب خلد مکاں۔ پردہ، بمعنی تارہائے رودہ کہ
بر ستار بندند۔ سندری، تارہائے آہنی بجائے تارہائے رودہ۔ رفو چکر میں آجانا،
بمعنی حیران شدن۔ لٹو ہو گیا، بمعنی عاشق ہو گیا۔ پانی پانی ہو گیا، بمعنی بسیار
خجالت کشید عرق عرق ہو گیا اور پسینے پسینے ہو گیا اور ہوا نیز ہمان باشد۔ فجر
کا بھولا شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے ہیں، یعنی اگر کسے نا فہمیدہ کار ناشائستہ
بکند و باز دست بردار شود گناہ بگردن او ثابت نمی گردد۔ ہونٹوں کی مسی پونچھو،
این گفتگو بنا کہ با تعلق دارد کہ در وقت مقابلہ با حریف نوجوان گویند۔ بانکا و غنڈہ
ہر دو بمعنی آدمی کہ خود را در شجاعت بازدیگران گیرد و کجراہ رود۔ کڑوا، بمعنی شجاع
نکیلا، بضمۂ نون بمعنی آدم خوش شکل و بفتحہ با غیرت۔ چال ڈھال، بمعنی رفتار و گفتار
دانت ہے، یعنی قصد ہے نہ قصد مطلق بلکہ قصد بمعنی خواہش و تدبیر قتل و غارت نیز۔
دودھ سے مکھی کی طرح نکال ڈالنا، یعنی بیدخل محض کردن۔ دودھا دھاری، کسیکہ
بجز شیر ہیچ نمی خورد۔ مونچھ مروڑنا، براہ آوردن شخص کہ خلاف قانون حرف زند۔
گال کاٹ کھانا، و منھ مل ڈالنا، و گردن توڑ ڈالنا و سر دبا ڈالنا اور کمر تکلی کر ڈالنا
بمعنی ذلیل کردن۔ بھاری بھرکم، یعنی شخص کہ متین باشد۔ بیڑا اٹھانا، بمعنی
آمادہ شدن بکارے۔ دانت پینا، ارادہ تذلیل کسی کردن۔ منھ لگانا، بمعنے
مصاحب کردن۔ دم دینا، بمعنی فریب دادن۔ کھلے بندل کام کرنا، بمعنے

بے تردد کار کردن۔ فلانے کے دشمنوں کی طبیعت کسلمند ہے، یعنی طبیعت خویش
کسلمند است۔ بے طرح ہے، یعنی چیزے است کہ بفہم کسے نمی آید۔ جانی دجانی جیوڑے
خطاب بمعشوق۔ گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز کرنا، بمعنی اظہار دوستی با شخصے وننگ از دوستی
پدرش یا پسرش۔ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر، بمعنی ماندن در خانہ کسی وعداوت ورزیدن
با پسر صاحب خانہ یا مصاحب یا مختار خانہ اش۔ موٹی آسامی، بمعنی متمول۔ ہاتھیوں
کے ساتھ گنے چوسنا، یعنی با آدم زبردست ہمسری کردن۔ باندی بندوڑ، بمعنی کنیز
کیا کتا ہے، بمعنی کیا پاجی ہے۔ ایک پانچ کوڑیاں نیاز حضرت نظام الدین اولیا کی،
سوال بعضی فقیران دار الخلافہ۔ نظر گذر، یعنی چشم بد۔ دلی کا لڑکا ہے، یعنی
باشندۂ دہلی است۔ ٹھالی پھرتی ہے، یعنی انبوہ آدمیان بدرجہ ایست کہ بہ معرض
بیان در نمی گنجد۔ گھوٹی مروڑھی، یعنی گوشمالی داد۔ تاج بمعنی کلاہ نیز مصطلح انہا
باشد۔ اسکا پیالا ہوا، بمعنی او مرد ہم لفظ ہاں فرق است۔ بکرے کے چور کو گردن
نہیں مارتے۔ یعنی بیک گناہ کہ سہواً از کسی سرزدہ باشد کشتنی نمی شود۔ بوٹے سا
قد، بمعنی قد رعنا۔ بعضی بوٹا سا قد نیز گویند۔ تمہارے واسطے تو کنودل من مانس
ڈالے، یعنی جستجوے شما بسیار کردہ شد۔ پنیری، کنایہ از درختان کوچک
نورستہ وہم اسبابے کہ از پدر وجد خودش بدست رسیدہ باشد۔ چرخ چڑھنا، بمعنی
خود را بپایۂ اعلیٰ رسانیدن۔ اودبلاؤ، بمعنی احمق۔ جھاڑ جھنکار، بمعنی اشجار بزرگ
بلند شاخ در شاخ۔ اونٹ، بمعنی آدم دراز قد۔ شش وپنج میں پڑا ہے، یعنی سخت متردد
است۔ پھڑکنا، بمعنی جنبانیدن اعضا۔ مٹکنا، بمعنی چشم وابرو وہر دو شانہ در جنبش
آوردن۔ ڈلو، شخص کم عقل را گویند۔ بورچی، بمعنی باورچی۔ بوند ہو گیا، بمعنے
از نظر دور تر رفت۔ جی کا بٹ جانا، بمعنی پریشان خاطر شدن۔ چین چین کرتا ہے
بمعنے شور بیجا میکند۔ ننگا منگا بمعنی برہنہ۔ بائیں لگل، بمعنی آرائش زنان بعد دیہ

بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے، یعنی بند بند بر رقاصی او دلالت میکند۔ میں نے اُسے خوب جھاڑا یعنی چنانکہ باید نادم و خجل کردمش۔ ہمارا اُنکا ڈانڈا میڈا ہے، یعنی مولد و مسکن ما و ایشاں قریب است۔ بارہ باٹ اٹھارہ پینڈے پھرا ہے یعنی مرد کار آزمودہ است۔ دانت پر میل نہیں یعنی ہیچ مقدور نہ دارد۔ سیانا کوا گو کھاتا ہے، یعنی آدم مکار از راہ طمع گرفتار بلا می شود۔ کبوتر باز اور جوہری بمعنی آدم شناس۔ قصباتی و گنوار و باہر بندہ، بمعنے احمق۔ قسم کھانے کو جگہ ہے، یعنی دلش نمی خواہد کہ این کار کند لیکن بتکلف شریک یاراں گردد۔ تھوا لگا شہیدوں میں مل گیا یعنی ہیچ نوع لیاقت این کار نداشت تتبع بزرگاں کرد۔ گچی پارہ، بمعنی چیزے کہ اطفال برائے بازی سازند۔ بڑا پتھر نہ اٹھ سکے تو تین سلام کر کے چھوڑ دیجیے، بایں معنی است کہ آدم کارے را کہ از عہدہ آں بر نیاید ترک نماید۔ پتھراؤ کیا بمعنی سنگسار کرد۔ چمار چودس، بمعنی مجمع نا اتفاقاں۔ گھرول، بمعنی ہجوم۔ نگلکی بی بی، بمعنی زن مسی فروش۔ کچ کچاہٹ و مچ مچاہٹ، ہر دو بمعنی کمال خواہش عاشق بہ بوس و کنار۔ گدگداہٹ بمعنی بیقراری۔ میلا ہے، یعنی رنجیدہ است۔ سونے کے سہرے سے بیاہ ہو، بمعنی دعائے نیک در حق کسی۔ فلانے کے سر سہرا ہے، یعنی فتح بنام اوست یا این کار ازو خواہد آمد۔ مٹ گیا، مٹھ گیا، بمعنی تباہ شد۔ جھمکا رہتا ہے، یعنی بازیب و زینت می باشد۔ اُجلا رہتا ہے نیز ہمان۔ میلا رہتا ہے، یعنی مفلس ہست۔ بھلے کو میں تمھارے پاس آیا تھا، بمعنی خوب شد درین مقام مفید طالبان است۔ مفلس کا مال ہے، دلالان شہر اشیاء مردم مفلوک را بایں صدا میفروشند تا خریداراں ارزاں خیال کردہ بگیرند۔ اُنکی دُم سے نمدا باندھو، یعنی با ایشاں سرو کار نباید داشت۔ گھوڑ چڑھا، بمعنی کسیکہ اسپ سواری او از خانہ آقا مقرر باشد لیکن شرط است کہ در سپاہیان نوکر باشد و الا مصاحبان

نیز بر اسپ آقا سوار می شوند۔ پٹھا، یعنی شاگرد نوخاستہ پہلوانان و آدم نوجوان نیز دندان مصری، یعنی مرد نازک بدن و قسمی از شیرینی برائے اطفال سازند۔ زندی یعنی زن کسبی۔ تانگہ یعنی زنے کہ مالکہ نان کسبیہا باشد۔ بخشتری محال، اور چکلہ، یعنی محلۂ زنان کسبی۔ زوٹ مارے جاتا ہے، یعنی لب بستہ و نفس ورزیدہ میرود۔ کڑاکڑ بولتی ریوڑیاں یا غلابیاں یا کھڑا گلاب ریوڑیاں و ریوڑین، نیز صدائے ریوڑی فروشان کہ در محلات شہر میگردند۔ شاہ مرداں کی لالڑیاں یعنی زردک ہا۔ برسے گا برسا و بگا دھڑی سیر لگا و بگا، اطفال وقت ترشح ابر بصدائے بلند ایں عبارت را ادا مینمایند۔ بہشت کا میوہ، مراد از انار باشد۔ گھیرے کا انار، گھیرا نام مکانے است قریب شہر بند بیج، بمعنی انتظام۔ رگڑا جھگڑا، یعنی مناقشہ رگڑا، یعنی سائیدن بھنگ۔ تیز و گرم و چالاک ہر سہ یعنی آدم شوخ و شنگ و چست و چالاک و زیرک۔ میر شکار، یعنی نگاہدارندۂ جانوران شکاری مانند باز و جرہ و بحری و چرغ و بسیرہ و شاہین و غیرآں و مردم آدم شناس را نیز گویند۔ اٹھائی گیرا، شخصیکہ در حالت غفلت مال مردم را بر داشتہ میبرد۔ صبح خیزیا، دزدیکہ در سرا پیش از مسافراں بیدار شدہ اسباب شاں در ربابد۔ بڑے خزانہ کی خیر یعنی خزانۂ بادشاہی در ترقی باد خزانۂ کلاں در اصطلاح شہدہ ہا عبارت از خزانۂ بادشاہ ہند است۔ و شہدہ شخصی را گویند کہ از برہنگی سر و پا دکشیدن بار دیگرے بر دوش و سر و خطابہائے ذلیل مانند ابے و اوو اوبے و بجاوا ایسے میسے و سالے و مثل آں ما ندا شتہ باشد و جمیع فرق را خدمت کند و غیر از مزدوخہ د باہیچ چیز سروکار ند اشتہ باشد۔ اگر لک روپیہ یا اشرفی یا قطعہ ہائے جواہر در مکانے گذاشتہ باشند و شہدہ در انجا تنہا برود و نگاہبانے ہم نباشد ہرگز دست بہیچ چیز نخواہد برد۔ و انبوہ ایں فرقہ متصل جامع دار الخلافہ خصوصاً چاوڑی یافتہ مے شود۔ بلکہ کمال شہدہ ایں است کہ او را شہدہ مسجد نگور گویند

یعنی جامسجد کا شہدہ بزبان اُردو برائے شہدہ ہا نامہائے عجیب و لہجہ ہائے غریب بود،
گرگج وجما و بدھوا و روشن چراگ و تاداود ھموا دجھموا و راجی خاں و نہال بیگ و میر
آسوری و خوجی کلاں و شیخ رانجھے و ابو المالی و دھول محمدؐ و کپور خاں، این است
اسمائے متبرکہ ۔ حالا طرز گفتگو باید شنید۔

ابے دیخ تو بجا آں نبی صاحب کی سوں کیا سمجوں گا تھاری سب باتیں ہیں
ہیں جانتا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما کبٹیارے کی دُکان
پر مجھے دیخ کر ہنس دیا میں نے کہا اے دولا خیر آپ بولے وا ابے بجا تیرے دہون
پر لٹھ۔

تا اینجا زبان شہدہ با خصوصیت باردو دارد یعنی سوائے شہدہ ہائے شاہ جہاں آباد
این لہجہ از جائے، دیگر گوش زد نیست ہر گاہ پنجابی فلک زدہ آدارہ درمیان اینہا داخل
سیشود لہجہ اش بایں صورت ادا میگردد۔

ابے دیخ تاں بجا آہاں نبی صاحب کی کسم کیا سمجھانگا تھاری سب باتاں ہیں ہیں
جانڑتا ہاں مجھکو بھی نواب صاحب جانڑتے ہیں کل بھی جما کبھٹیارے کی دُکان
کے اوپر مجھکو دیخ کے ہنس دیا میں نے کہا او دولھا کی خیر آپ بولے کہ واہ
بے بجا تیرے دھول پر لٹھ۔

واز مفلوک پوربی چنیں شنیدہ شود

ابے دیخ تو بجا نہ نبی کی سوں کیا سمجھونگا تھاری سب باتیاں میں ہی جانتا
ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان پہ
مجھے دیکھا کے ہنس دیا اور ہیں نے کہا او دولھا کی خیر آپ بولے کہ وا ابے بجا
تیری دھول پر اٹھ۔

آدھی مرغی آدھی بٹیر: عبارت از کسیکہ دو زبان دو و صفے دو معتقدہ داشتہ باشد۔

یعنی گاہے شیعی گاہے سُنی وگاہے پیرانہ وگاہے طفلانہ کارکند، یا نصف عبارت ہندی و نصف فارسی یا عربی یا ترکی یکجا کند۔ و فرقہ تفضیلیہ اہل سنت کہ علی علیہ السلام را باز ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ید انند نیز مصداق ایں عبارت مستند۔

دُردانۂ پنجم

در بعضی گفتگوہائے مصطلح زنانِ خوش اختلاط رنگین کلام پردہ نشین شہر و بعض خدمتانِ ایشاں زینت درج تسطیر است

گزارش بعالیخدمتِ طالبانِ زبان این کہ زنانِ شاہجہان آباد افصح زنانِ ہندوستان اند سوائے مرداں۔ برائے اینہا زبانے و بیانے باشد و لفظی کہ در اینہا رواج گرفت اُردو شد، خواہ عربی خواہ فارسی خواہ سُریانی خواہ ترکی خواہ پنجابی خواہ پوربی خواہ مارواڑی خواہ دکھنی خواہ بندیل کھنڈی ہرچہ باشد۔ سعادت یار خاں، رنگین تخلص پسر اوسط طہماسپ خاں کہ در شیوۂ آشنا پرستی و صفتِ شجاعت و سواری اسپ و دیگر مراتب عملِ سپاہی نعم البدل است از بسکہ بیشتر بازنانِ پردہ نشیں سروکار داشتہ بندے از مصطلحات شاں در فصلے از کتاب تالیف نمودۂ خود نوشتہ بلکہ دیوانے دراں گفتگو منظم در آوردہ بدیوان ریختی کہ ایجاد اوست موسوم ساخت۔ انحق کہ بادیِ شعر ہندی دریں زبان خان مذکور است۔ راقم آثم ایں اصطلاحات را با سرہا دریں نقل میکند، زیراکہ از دوستانِ بیریا و یاران باصفا است۔ راقم را با وصف ہیچمدانی مسلم الثبوت و بہتر از شعرائے حال و ماضی زبانِ ریختہ میداند، درینصورت حیف باشد کہ ایں شگرف نامہ خالی از ذکر آں دوست سراپا وفاق گذاشتہ شود۔

الست بمعنی مست و سرشار۔ ات گت، با کاف فارسی بمعنی بیحد و نہایت۔ اُدھل گئی، یعنی بدکار شد۔ اُشغلا، بمعنی طوفان یعنی بہتان۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی یعنی زار زار بگریست۔ اَوپر والا ہوا، بمعنی ماہِ نو طلوع نمود و صرف ماہ را ایزاو پر والا گویند۔

اوپر والیاں، بمعنی غلبو ازاں - اُچھلی، بمعنی زنِ گاذر - اچھوانی، مراد از
دوائے چند است کہ بعد بار نہادن بہ زناں جوش دادہ بخورانند - اچھی کھلی پھرتی
ہے، یعنی نازاں و خوش خوش میگردد - اُڑ جائے، بمعنی مرجائے - آتو جی، بمعنے
زنِ درس دہندہ خلیفہ و خلیفہ جی نیز - ایک آنکھ نہ بھایا، ایک ذرا نہ بھایا - آن گنا
مہینا، عبارت از ماہِ ہشتم - آن گنا برس عبارت از سالِ ہشتم - اکل کھری، بمعنے
زنے کہ تنہا نشستہ باشد و صحبتِ زناں خوشش نمی آید - آلا ئچی و دوگانا و زناخی
و دوست و سہ گانا و گوئیاں و داری و خاصی و پیاری، در اصل ہمہ بیک معنی
باشد لیکن بقدر اختلاف نام حالات انہا مختلف است - الائچی آنست کہ زناں
و انہائے الائچی باہم خوردہ ملقب بایں لقب می شوند - دوگانہ ایں باشد کہ دو
زن باہم بادام دوگانہ خورند و ہر یکے با دیگرے دوگانہ گفتہ شود - زناخی عبارت است
از زنے کہ با زن دیگر استخوان سینۂ مرغ کہ آنرا زناخ و جناخ نیز گویند بشکنند تا ہر دو
یکدیگر را زناخی گفتہ ندا دہند - دوست و داری و خاصی پیاری نیز مثل آں - و
سہ گانہ زنے کہ دوست با دوگانہ باشد ہر چند محل رشک است لیکن بپاس خاطر
دوگانا او را سہ گانہ گویند - گوئیاں، اصطلاحِ اہلِ پورب است، ایں لفظ اگرچہ
داخل اُردو نیست و نزد بیگمات صحت نہ دارد لیکن دریں روزہا از راہِ تمسخر بر زبان
آنہا جاری است - خلاصہ اینکہ ایں ہمہ الفاظ القاب زنانے باشد کہ باہم شغل مساحقت
دارند لفظ خلیفہ جی بمعنی زنِ درس دہندہ و داری و خاصی پیاری بمعنی زناخی
در کتابِ خان مذکور نیست راقم مناسب مقام دیدہ ذکر کردہ - اروا بیگنی، از نے
از ترکستان کہ در خانہ سلاطین و امرا اہتمام نماید و آنرا در ہندی ترکنی نیز گویند -
بتنگڑ بنا کرتی ہے، یعنی سخن را طول میدہد - بیٹھک آں باشد کہ زناں فرش خانہ
درست نمودہ خود را بہ زیور و لباس فاخرہ بیارایند و شیخ سدّو یا میاں شاہ دریا یا

میاں زین خاں بر سرِ شال گزر کنند۔ تفصیلش این کہ زنے بعدائے ڈھولک وآوازِ سرود سرِ خود را می جنبانند و زنانِ دیگر شیخ سدو یا یکے از ہر دو برادرش را کہ بانام او مذکور شد سواری دراں زن دانستہ آں کارِ جہانیاں و عسر و یسر خود را از وی می پرسند۔ بُوبُو آں است کہ در کنارِ او مادر شخصی یا مادر زنے پرورش یافتہ باشد بخلاف چھوچھو کہ پرورندۂ شخص یا زن بہ ذاتِ خودش باشد ایرادِ لفظ چھوچھو ہم دریں مقام از طرف راقم است۔ بتانا، بمعنی کرۂ آہنی کہ چوڑی ہا در دست زناں بہ آں کنند۔ بڑھیا دُ پوشاک، بمعنی پوشاک تبدیل نمائید۔ بڑا رن، بمعنی زن پیر کہن سال ہرزہ گو۔ بللّی، بمعنی زنِ احمق۔ بڑنا، یعنی زنے کہ خود را بہ تکلف کلاں تر از دیگر زناں گیرد۔ بسورتی ہے، یعنی خود را بزور داخل اہل گریہ می سازد و صورت را شبیہ بچہرۂ شاں می نماید۔ بھنڈ قدمی، بمعنی زن بد قدم۔ بھونگڑا، بمعنی چیز بد نما گندہ۔ بڑھی، مادہ خوک۔ بتولے ندے، یعنی فریب ندے۔ بیر سے، یعنی ضد سے۔ بیر دوڑاتی ہے، یعنی موکل دوڑاتی ہے۔ بوغبند، یعنی بقچۂ کلاں۔ باجی، در اصطلاح اینہا از طرف دختر خطاب بمادر یست کہ در شروعِ جوانی ہمیں دختر از و متولد شدہ باشد ازیں جہت کہ مادر و دختر ہر دو خواہر ہم دیدہ می شوند۔ قاعدہ نیست کہ چنیں دختر مادر را مادر گوید بلکہ پھوپھی یا باجی خطاب میکنند۔ بڑ بھس لگا ہے، یعنی زن را در پیری مسخرگی گرفتہ است۔ بھدرک تمھاری بات میں نہیں، یعنی استواری در کلام شما نیست۔ بخبتی، بمعنی بدبخت۔ بڑکی ماری، بمعنی افسون دمید۔ بیکلی، زن بے مزہ۔ بھشل، بمعنی زن پلید۔ بڑھیل، یعنی زن پیر و یاوہ گو۔ بخشو ہمیں، یعنی مارا معاف دارید۔ بھتھائی ہے، یعنی تھوڑی بات کو زیادہ کرنیوالی ہے۔ در اصل زبان پنجابی است لیکن زنانِ اُردو ہم مستعمل میکنند۔ بھابھیا، فرہاد کش، یعنی د لالہ را گویند۔ پچ جانا، یعنی کم شدن ورم۔ پھرول دیا، یعنے کھول دیا اور افشا کر دیا و پراگندہ کر دیا، این ہم

اصطلاح اہل پنجاب است - پُڑیاں، دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی پیر بی بی
کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پُڑیاں اُنکے نام
پر اُڑا دیتے ہیں، بھوت، بمعنی لعنت غدا بر تو - پیچا، بمعنی بلا - پنیڈیاں اُسے
کہتے ہیں کہ تینتیس دواؤں کو کوٹ کر لڈو کی طرح بنا لیتے ہیں اور جاڑوں میں کھاتے
ہیں - پگڑی والا اور چیرے والا، مراد از حکیم باشد - پاؤں بھاری ہے، یعنی حاملہ
است - پچھائے، انگیا کے آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں - پیٹی، پٹاری
خُرد و چیز دراز بطور صندوقچہ را نیز گویند - تو تو، بمعنی زبان - تھل بیٹھو، یعنی آرام
کرو - تھگلی، بمعنی پیوند - تار بتار کر دیا، یعنی تار تار کر دیا - تھکاریاں بمعنی ہڑیاں
تلپٹ کر دیا، یعنی برباد کر دیا - تیرے کارن، بمعنی تیرے باعث - ایں لفظ ہم از جائے
دیگر است - تگادر، اصطلاح بیگمات بمعنی شوہر دایہ - تخت کی رات بمعنی شب عروسی
تہس نہس کیا ہے، یعنی با خاک یکساں کردہ است - تو تیے جوڑتی ہے، یعنی افترا ہا
می بندد - تولی بمعنی پارچہ کٹوریہائے محرم یعنی سینہ بند باشد - ٹھنڈیاں نکلی ہیں،
یعنی چیچک بر آمدہ است - جلجو گنی، غلیواز و زلو جلجو گنی بمعنی زلو ہم در کتاب خان مذکور
نیست - جلے پاؤں کی بلی، بمعنی زنے کہ عبث عبث خانہ بخانہ میگردد - جیا، زنے کہ
آنرا بجائے دایہ دانند و دایہ را نیز گویند - جی بھاری نہ کر، یعنی گریہ مکن - جھلکا
بمعنی رسیدن آتش نزدیک روئے کسی - جھٹیل بمعنی پتہ باز - جھیپی ہے، بسیار
گرم است - جھنڈا سے پرے سرک، یعنی از سر من کنارہ گزیں شو - چرپاک، زبان
دراز را مانند - چاؤ، بمعنی ارمان - چونڈا بمعنی سر - چھپیسی ہے، یعنی خیلے عیار
و پختہ کار است - چوا او، بمعنی تکرار - چوچل ہائی ہے، یعنی عشوہ بلہا سیکند - حف، در
مقام چشم بد دور استعمال پذیرد - خیلا، نیز زبان ایں فرقہ باشد بمعنی زن بدشعور

۵ در محاورۂ حال پچھوے گویند -

و بے سلیقہ۔ خشکہ کھاؤ، یعنی برو و خوش باشید۔ دائی کو میری کوستی ہے، یعنی برائے من دعاے بد میکند۔ دن ٹل گئے، یعنی ایام حیض گزشت۔ ذرو منھ ہنس لے یعنی ذرا ہنس لے۔ دھندلی کرتی ہے، یعنی فریب بکار میبرد۔ دوجی سے ہے یعنی حاملہ ہے۔ دَدا، کنیزے را گویند کہ در کنارِ او پرورش یابند۔ دال میں کچھ کالا ہے یعنی این حرف با این چیز خالی از قباحت نیست۔ دونا، بمعنی نیاز۔ دِدالیں، انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ دوبھر، بمعنی مشکل۔ دور پار، بمعنی خدا نہ کند۔ راج کرے یہ الفت، بمعنی آتش بگیرد این الفت را۔ رنگیلی ہے، یعنی بدذات ہے۔ رانے سینا کی چوڑیاں، قسمی است از چوڑیہاے عمدہ۔ رستی، بمعنی مار ناموں نیز ہمیں۔ زمین دیکھی ہے، یعنی قے کی ہے۔ زمین کا پیوند ہو، یعنی خدا کند کہ بمیرد۔ سکہ بٹھاتا ہے، یعنی حکم جاری میکند۔ سناونی، یعنی خبر مرگ کسے، این ہم از روے اصل محاورہ پنجاب است حالا با زبانِ بیگماتِ اردو ہم ربطے دارد۔ ستھرائی، بمعنے جاروب۔ ستیا، در حالتِ غضب دختر را گویند۔ سہیلی، کنیز ہم عمر۔ سنجوگ، بمعنی اتفاق ملاقات۔ سخنک، طعام نیاز حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا باشد۔ سکھی بمعنی زنے کہ در عمر و دولت و نسب برابر باشد۔ سنکو، بمعنی زنے کہ پس پردہ یا پسِ دیوار استادہ بود یا نشستہ سخن دیگران بشنود۔ شفتل، بمعنی زن پلید بدکار۔ شطاح، بمعنی حرام کار۔ طبق، بمعنی نیازِ پریاں۔ طیش میں ہے، یعنی در غضب است۔ قدر نے کی، یعنی ہر چند تردد کرد۔ کرتوت، بمعنی فعل بد و جادو۔ کٹر، بمعنی سنگدل۔ کنٹھلی، کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں۔ کوکھ سے ٹھنڈی ہے، یعنی صاحبِ اولاد است۔ کھر کھوج ہے، یعنی زن بے نام و نشان گردیدہ۔ کاکا، بمعنے خواجہ سرائیکہ پدر گویندہ در آغوش او بزرگ شدہ باشد۔ گھڑا دونا دونگی، یعنے نیاز بہ مشکل کشا دست بدست خواہم داد۔ کالے کوس ہیں، یعنی بسیار مسافت بعید

دارد۔ کاڑھا، دوائے چند است کہ برائے اسقاط حمل دہند۔ کشتی، پیالہ کو کہتے
لہ دہاں، روغن خوشبو برائے معطر کردن موہائے سر لگا ہارند۔ کہرام، یعنی ماتم
بے اندازہ۔ کیڑیاں لگائی ہیں، یعنی جوکیں لگائی ہیں۔ گھر گھالے ہیں، یعنے
خانہا برباد کردہ است۔ گرج کر بولی، یعنی بہ آواز مہیب سخن گفت۔ گھگیاتی
ہے، یعنی بدرجہ عجز میکند کہ چہ بگویم۔ گاج، یعنی پارچہ کہ از فرنگ یا چین می آید
در پورب بعضی گھاس گویند لیکن صحت ندارد زیرا کہ گھاس چیزے دیگر است مخصوص
بہ ہندوستان۔ گلٹھی ہے، دانہ بزرگ کہ در گلو پیدا می آید۔ گھما، یعنی غماز۔ لتھڑی
زنے کہ گاہے ایں طرف و گاہے آں طرف یعنی سخن اینجا بہ آنجا رساند و از اینجا
بایں جا۔ لبڑ، بیہودہ گو۔ لو، یعنی بناگوش۔ لہو پانی ایک کیا، یعنی بسیار خود را
گرفتار غم و غصہ ساخت۔ لوٹھا ہے، یعنی سٹنڈا ہے۔ مانگ سے ٹھنڈی ہے، یعنی
شوہرش زندہ است۔ مان کرتی ہے، یعنی غرور کرتی ہے۔ ملیامیٹ، یعنی برباد شد
منہ پھوڑ کر کہا، یعنی بے شرم ہو کر کہا۔ میلے سر سے ہے، یعنی ناپاک و حائض است
مت اسکی ماری گئی، یعنی عقلش زائل شدہ است۔ ایں ہم محاورہ پنجابیان است
منہ بھرائی، یعنی رشوت۔ مغز کے کیڑے نہ اُڑا، یعنی سر اسر نہ پھرا۔ مرداری
یعنی چھپکلی۔ نوج و نج، ہر دو یک معنی دارند یعنی خدا نکند۔ نج پنجابی است در
اُردو بسیار کم و نوج کثیر الاستعمال۔ ننانویا، یعنی پچپلیائیاں کہ عبارت از چمرلیا
باشد۔ ناگن بھورے کہ در زیر موہائے سر بالائے قفائی باشد۔ نکہ کی چوڑیاں،
قسم عمدہ از اقسام چوڑیہا۔ ناک چوٹی گرفتار ہے، یعنی بسیار غیور و نازک طبع و متکبر
است۔ ناک چنے چبوائے، یعنی آزار بسیار رسانید۔ مردواں تیز بہ ماہیں یعنی بر
زبان دارند۔ ناک نہ رہی، یعنی غیرت نماند۔ ننگی شمشیر ہوں، یعنی بے محابا ام و
صاف گو نیز۔ ہرگاہ، یعنی ہرگز۔ ہوکھا ہے، یعنی ہوس بیجا دارد۔ ہولاجولی

نکر۔ یعنی گھبرانہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے، یعنی بیکار نشستہ است۔ یہ کس کا موت ہے، یعنی ایں لطفہ کیست۔ میاں شیخ سدو و میاں زین خاں و میاں صدر جہاں و ننھے میاں و چہل تن و میاں شاہ دریا و میاں شاہ سکندر و ہفت پری یعنی لال پری و زرد پری و سبز پری و سیاہ پری و آسماں پری و دریا پری و نور پری اینہمہ معتقد علیہ خود دانند، لیکن در حق میاں شاہ دریا و میاں شاہ سکندر و ہمیں ہفت پری میگویند کہ ایں ہا باہم خواہران و برادران اند۔ و حق سبحانہ تعالی اینہارا از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہ السلام و بازی کردن باآں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان و غلامان آں انتخاب اند ازیں جہت اینہارا بر دیگراں کہ از یں شمار بیروں ہستند مرجح می شمارند و میاں شاہ سکندر و میاں شاہ دریا و انوری شہزادہ نیز گویند۔

تمام شد تحریر رنگیں لفظاً و معناً حالا چند چیز از طرف خود می نویسم لیکن دریںجا قید کسبی و خانگی نمی کنم مراد از لفظ لفظ زن است و زن عام است از ہر دو۔ نگوڑا ناٹھا، مراد از بیکس و بے سرو پا۔ خدا سمجھے، بمعنی خدا بسزا رساند در وقت دعاے بد کردن یا در حالت خوش شدن بر زباں آرند۔ اُسے علی کی مار، یعنی بر کمرش بزند، ایں ہم دعاے بد است۔ لیکن مثل اصطلاح اول احتمال معنی دیگر کہ خدا ایں معنی باشد ندارد۔ تم صدقے گئے تھے، یا صدقے کیوں نہ ہوے تھے، در مقام اختلاط اظہار بہ نفرت بہ دوست و ہنگام اظہار الفت نیز بطور استعارہ عنادیہ گویند ہمارا حلوا کھاؤ اور ہماری بھنی کھاؤ اور ہمارا لہو پیو اور ہمارا مردہ دیکھو اور ہمیں پیٹو اور ہمیں ہے ہے کرو اور ہمیں گاڑو اور ہمارا جنازہ دیکھو ہمہ بجاے قسم دادن بدیگرے استعمال کنند مانند۔ ہمیں ہے ہے کرو جو یہاں سے جاؤ۔ مقابا، چیزے کہ دراں آئینہ و مسی وغیرہ آں گذارند۔ بنجتی، بمعنی زن کم طالع۔

کیوں میرے لال، یعنی چرا اے عزیز من یا جان من، لیکن بیشتر بر برخورداران اطلاق آن روا باشد۔ چھانی، مراد از کنیز در اصطلاح ڈومنیاں ہر چند پنجابی است لیکن در دہلی ہم ازیں جہت کہ لفظ دیگر در اردو سوائے لونڈی کہ لفظ خانگیان است نیافتند از زبان ہمیں ہا رواج پذیرفتہ۔ مجرا، مراد از رقص زن کسبی برائے رقص در مجلس شادی۔ ڈادا، مراد از بیان کنندۂ نام بزرگان و نسب زنان کسبی ڈومنی باشد خواہ کنچنی خواہ پنجابی باشد خواہ باگرنی۔ روٹی مراد از طعام و شیرینی کنچن مردہ یا کنچنی مردہ کہ جا بجا در برادری قسمت کنند ہونگرو کے شریک رہنا، یعنی شراکتِ فرقۂ اہل رقص باہم سوائے برادری۔ مسی، عبارت از مسی مالیدن کسبی روزِ اول، رسمی است کہ او را انگہ یا مادرش مثل عروسان بزیور و لباس بیارایند و در مجلس برقصاند و دیگر زنان کسبی نیز لباس فاخرہ پوشیدہ در انجا برقصند و سوائے طعام ہیچ طلب نکنند ایں تماشا بہ ہیچ امیرے و بادشاہے بصرف کردن زر بسیار ہم میسر نمی شود۔ کہروا، قسمی از رقص و یہ ملو نیز رقص قدیم ٹھوکر، جنبش پائے زن در رقص۔

شہر اول از چہار شہر

جزیرۂ اول کہ در بیان علم صرف است مشتمل بر ذکر صیغہ ہا

باید دانست کہ فعل سہ گونہ بود۔ ماضی یعنی گزشتہ و حال آنچہ تعلق بزمانۂ موجود دارد و مستقبل یعنی متعلق بزمانۂ آئندہ و ہر فعلے را دوازدہ صیغہ باشد چہار برائے غائب دو برائے مرد یکے برائے مفرد مذکر دیگر برائے تثنیہ و جمع آں۔ و چہار دیگر برائے حاضر دو برائے حاضر مذکر یکی برای مفرد و دیگر برای تثنیہ و جمع و دو برای حاضر مونث یکی برای مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ چہار دیگر برائے متکلم دو برائے مذکر یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع و دو برائے مؤنث یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ مخفی نماند چناں کہ در فارسی مونث و مذکر و تثنیہ و جمع یکے باشد در ہندی ہم تثنیہ جمع یکے باشد بخلاف تانیث و تذکیر۔ و صیغۂ ماضی حاصل شود از دور کردن علامت مصدر کہ بہ ہندی نون و الف باشد مثل آنا و جانا و زیادہ کردن یا و الف یا الف فقط بر باقی مانند آنا و لانا و پانا و فرمانا و مارنا و مرنا و بیٹھنا و اُٹھنا و کھینچنا و جڑنا و ملنا و پالنا و رکھنا و ناچنا و ہلنا کہ ماضی انہا آیا و لایا و پایا و فرمایا و مارا و مرا و فصیح مُوا و بیٹھا و اُٹھا و کھینچا و جڑا و ملا و پالا و رکھا و ناچا و ہلا باشد۔ انچہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باقی ماند ماضی آں با الف و یا باشد و ہرچہ چنیں نباشد ماضی آں فقط با الف آرند چنانکہ گزشت۔ سوائے گیا بمعنی رفت کہ مصدر آں جانا باشد و ایں خلاف قیاس است زیرا کہ موافق قیاس ماضی جایا می باید۔ و از مصدر مرنا مرا موافق قیاس است و مُوا خلاف قیاس لیکن مستعمل درمیان فصیحان ہمیں باشد۔ و در زبان پنجابی واو ماقبل نون و الف در

مصدر بیفزاید یعنی جاونا و آونا گویند لیکن در مصدرے کہ بعد حذف نون و
الف آخر آں الف باشد نہ در جمیع مصادر۔ و در زبان برج تو با نون و واو
مجہول علامت مصدر باشد مانند کھانو و مرنو و جینو و اُٹھنو و بیٹھنو و پینو۔ و یو
با یا و واو مجہول بعد حذف علامت مصدر علامت ماضی باشد مانند یاء و الف
زبان اُردو۔ لیکن در ہماں مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف
بماند و الا واو مجہول فقط کافی باشد مانند آیو و لایو اور پایو اور چھپایو و ہم چنیں
مرو اور جیو اور اُٹھو اور بیٹھو اور پیو اور گیو بمعنی رفت اینجا ہم خلاف قیاس باشد
چراکہ موافق قیاس جایو می باید۔ و در زبان کاتھہا واو با نون یا فقط نون غنہ
و راء ہندی علامت مصدر باشد مانند کھاون و پیون یا کھاوڑ و پیوڑ۔ و بیشتر در
فعل متعدی گیرا با گاف و یاء مجہول و راء و الف بعد علامت ماضی باشد مانند مار گیرا
و توڑ گیرا۔ و دینا ہم با دال مکسورہ و یاء معروف و نون و الف علامت ماضی در ہمیں
فعل باشد مثل تولدینا اور پھینک دینا۔ و در زبان پورب ہمزہ با یاء مجہول فقط علامت
مصدر آید، مانند کھائے اور پیئے اور آئے اور جائے اور رہے مثالش روٹی کھائے
بن کس کس رہے کان بنے، یعنی بغیر خوردن ہیچگونہ اتفاق ماندن خواہد افتاد۔ و علامت
ماضی بعد حذف علامت مصدر افزودن ہمزہ مکسورہ و سین ساکن بہ باقی باشد،
مانند آئس و جائس و گئس نیز بہمیں معنی لیکن ایں خلاف مخصوص بماضی باشد کہ بعد
حذف علامت مصدر آں از لفظ ہرچہ بماند آخر آں الف بود و الا سین با قبل مکسور
کافی باشد مانند کہس و دہس و اُٹھس و مرس۔ و واؤ و الف نیز علامت ماضی
باشد بشرط باقی ماندن الف آخر لفظ بعد حذف علامت مصدری، مثل آوا دکھاوا
و لاوا و پاوا۔ غرض ازیں بیان ایں بود کہ در ملک ہندوستان اختلاف صیغہ ہا
از جہت اختلاف مصادر بسیار است و مقصود راقم ذکر صیغہ ہائے اُردو است۔ صیغہ

غائب حال و مستقبل و حاضر و متکلم الفاظ غیر اردو و نیز بر مصدر و ماضی آں قیاس باید کرد۔

تصریف اردو

آیا بمعنی آمد یک مرد۔ آئے بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء مجہول بمعنی آمدند دو مرد یا مردمان بسیار۔ و آئی بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء معروف بمعنی آمد یک زن۔ آئیں با ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ آمدند دو زن یا زیادہ۔ آیا تو حاضر مفرد مذکر۔ آئے تم تثنیہ و جمع حاضر مذکر۔ آئی تو حاضر مفرد مونث۔ آئیں تم تثنیہ و جمع آں۔ آیا متکلم مفرد مذکر۔ آئے ہم تثنیہ و جمع آں۔ آئی میں متکلم مفرد مونث۔ آئیں ہم تثنیہ و جمع۔ بعضی بجائے آئیں آئیاں ہم میگویند۔ و صیغۂ حال بعد حذف علامت مصدری بزیادہ کردن تاء و الف با حرف رابطہ کہ بہندی ہے باشد حاصل آید۔ مانند آتا ہے بمعنی می آید مفرد مذکر غائب۔ و آتے ہیں بایاء مجہول بجائے الف تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے بایاء معروف مفرد مونث غائب۔ آتی ہیں تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہے تو مفرد مذکر حاضر۔ آتے ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے تو مفرد مونث حاضر۔ آتی ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہوں میں متکلم مفرد مذکر۔ آتے ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔ آتی ہوں میں متکلم مفرد مونث۔ آتی ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔

و صیغہ استقبال در مفرد مذکر غائب چوں بعد حذف علامت مصدری در مصادرے کہ الف باقی ماند ویگا با واو و یاء مجہول و گاف و الف زیادہ کنند مانند آویگا در مفرد مذکر غائب۔ آویں گے در تثنیہ و جمع آں با نون غنہ و یاء مجہول در آخر۔ و ہرگاہ الف آویگا بایاء معروف شود آویگی خوانند مفرد مونث غائب می شود و آویں گی با نون غنہ و یاء و گاف و یاء معروف جمع و تثنیہ آں باشد۔ و تو باتاء و واو معروف با آویگا علامت مفرد مذکر حاضر است مثل آویگا تو یا تو آویگا

آوُگے باہمزہ و واو مجہول وگاف ویاء مجہول بالفظ تم علامت تثنیہ وجمع است
مثل تم آؤگے یا آوُگے تم۔ وتو بعد آوگی علامت مفرد مؤنث حاضر
باشد مانند آوگی تو۔ وآوگی تُم بایاء معروف جمع وتثنیہ ایں صیغہ بود۔ آوُنگا میں
بعد لفظ ماقبل بغیر لفظ میں علامت مفرد مذکر متکلم است۔ وآویں گے ہم بایاء مجہول
در آخر علامت تثنیہ وجمع آں۔ وآوُنگی بالفظ میں وبغیر میں علامت متکلم مفرد مؤنث
باشد۔ وآویں گی ہم، بایاء معروف در آخر علامت تثنیہ وجمع آں باشد۔
ودر بعضی مصادر کہ بعد حذف علامتِ مصدر، حرفِ آخر الف نباشد بعد حرف
آخریں واؤ ساکن ماقبل مضموم بانون غنہ مقدم برگاف والف آرند مانند
رہونگا وکھونگا واُٹھونگا۔ وبعضی از ساکنانِ دہلی کہ خود را فصیح تر از دیگراں
گیرند چار صیغۂ حال غائب را کرے ہے، کرے ہیں گویند۔ ایں ہر دو صیغہ برائے
مذکر است در مونث نیز ہمیں استعمال کنند۔ دیگر تو کیا کرے ہے اور تم کیا کرو ہو۔
ایں دو صیغہ در مذکر و مونث حاضر مفرد و تثنیہ وجمع کہ مجموع در اصل چار صیغہ می شود
بر زبان شاں جاری باشد۔ دیگر میں کیا کروں ہوں اور ہم کیا کریں ہیں ایں دو
صیغہ ہم بجائے چار صیغہ مذکر متکلم و مونث آں و تثنیہ وجمع آید۔ دریں صورت شش
صیغہ بجائے دوازدہ صیغہ کافی می شود۔ لیکن ہماں دوازدہ صیغہ آشنائے زبانِ
فصیحان است وہر مصدرے کہ بعد حذفِ علامت آں الف یا ہاء یا یاء معروف
باقی ماند بعضی صاحباں در صیغۂ حال آں واؤ ماقبل یاء مجہول زیادہ کنند
مانند آوے ہے وکھوے ہے ولیوے ہے ورہوے ہے، بجائے آئے ہے وکھے ہے
ولے ہے ورہے ہے۔ ایں زیادتیِ واؤ اگرچہ کہ زبان شاہ جہاں آبادیانِ اردو
دان است لیکن بغیر واؤ فصیح تر است۔ سوائے آوے ہے اگرچہ بجائے آں
ہم آئے ہے است مگر با واؤ ہم قباحتے ندارد۔ ورہے وکھے ہم در صیغۂ حال

دور از فصاحت است مگر با حرفِ شرط استعمال آں روزمرۂ فصحاء باشد مانند
ایں عبارت۔ اگر تو رہے تو میں بھی رہوں۔ بدیہی است کہ ایں عبارت بہتر ازیں
عبارت است اگر تو رہوے تو میں بھی رہوں۔ و بعضی جا ہو بجائے ہووے
و لو بجائے لیو فصیح تر از اصل است مثال آں اگر تو بھی وہاں ہو تو اچھا ہم
بھی آویں، بجائے اگر تو بھی وہاں ہووے تو اچھا ہم بھی آویں۔ ایں مثال
برائے مفرد بود مثالِ جمع و تثنیہ اگر تم بھی وہاں ہو تو بہتر ہے ہم بھی آدیں۔ و بعضی
بجائے واؤ ہمزہ بصورت یاء بعد الف آرند و جاوے را جائے و جاویں را جائیں
گویند و قافیہ صدائے با ہمزہ و یاء مجہول جائے و قافیہ دُعائیں کہ جمع دعا است
جائیں آرند مثال ہر دو شعر

کیا قہر ہے تو نقش پہ بھی اُسکے نہ آئے
گر گشتہ شود در رہِ تو بے سر و پائے

شعر
اگر تنہا تجھے ہم دیکھ پائیں
تمنا ہے کہ لیں تیری بلائیں

لیں بجائے لیویں بستہ شدہ لیکن فصیح تر از آں باشد مانندلے کہ از لیوے بہتر
است۔ و جاوے با یاء مجہول بغیر ہمزہ و جائیں با ہمزہ مکسورہ و نون غنہ بغیر یا آخر
مستعمل فصحا باشد مثال شعر

عشق بتاں میں اپنا نکالیں گے نام ہم
جی جائے یا نجائے کرینگے یہ کام ہم

مثال دیگر
شعر

بو دبہ دیدۂ من اگہ جاوے تو بہتر
مری نظر سے پرے تو نجاوے تو بہتر

شعر

ہر دل میں تیرے مکھڑے کی لیں ہم بلائیں آج
گو ہمیں اپنے جی سے گزر کیوں نہ جائیں آج

ایں الفاظ در نثر ہم مروج است موقوف بر نظم نیست۔ بالجملہ ایں امثلہ برائے فعل مثبت بود۔ برائے منفی حروف مقررہ است برائے ماضی و مستقبل نون مفتوح با ہا و بغیر ہا نیز در کتابت رواج دارد۔

مثال ماضی منفی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آیا	نہ آئے	تو نہ آیا	تم نہ آئے	میں نہ آیا	ہم نہ آئے
مؤنث	نہ آئی	نہ آئیں	تو نہ آئی	تم نہ آئیں	میں نہ آئی	ہم نہ آئیں

مثال مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آویگا	نہ آوینگے	تو نہ آویگا	تم نہ آوگے	میں نہ آؤنگا	ہم نہ آوینگے
مؤنث	نہ آویگی	نہ آوینگی	تو نہ آویگی	تم نہ آوگی	میں نہ آؤنگی	ہم نہ آوینگی

مثال نفی حال

دریں فعل آنکہ ہے از آتا ہے حذف نمودہ نہیں را مقدم بر آں آرند مثال نفی حال

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہیں آتا	نہیں آتے	تو نہیں آتا	تم نہیں آتے	میں نہیں آتا	ہم نہیں آتے
مؤنث	نہیں آتی	نہیں آتیں	تو نہیں آتی	تم نہیں آتیں	میں نہیں آتی	ہم نہیں آتیں

وبعضی ہندوستان زایان کہتاہے بجاے کہتے ہو کہ بترجمہ میگوئید باشد استعمال کنند۔ ہمچنیں در جمیع مصادر این صیغہ را بطریق مذکور مستعمل سازند۔ مثل آتیا ہے وجایا ہے اُڑایا ہے ورہیتا ہے۔ لیکن فصیح زبانان اُردو این الفاظ را مہمل دانند وکسی را کہ چنیں حرف بزند آدم قدیم وسخنش را ہزل پندارند۔ و اکثر صاحبان بجاے "آویگا" "آیگا" گویند ودر جمع وتثنیہ این صیغہ ومؤنث آن وحاضر مفرد مذکر ومؤنث وجمع وتثنیہ متکلم عمل مذکور جاری کنند۔ درین تبدیل فصیحان متفق اند الا بعضی صاحبان قبول ندارند واکثر اُردو دانان در صیغہ مستقبل منفی نہیں بجاے نفی کہ ذکر آن گزشت آنیکا وآنیکے در جمع صیغہ ہا بکار برند مثال آن نہیں آنے کا، نہیں آنے کے بایاء مجہول مذکر غائب وجمع وتثنیہ آن۔ نہیں آنے کی بایاء معروف ونہیں آنے کیں بایاء معروف ونون غنہ مؤنث غائب مفرد وتثنیہ وجمع آن۔ نہیں آنے کا تو، نہیں آنے کے تم بایاء مجہول حاضر مذکر وتثنیہ وجمع ومفرد آن۔ نہیں آنے کی تو بایاء معروف اور نہیں آنے کیں تم بایاء معروف ونون غنہ حاضر مفرد ومؤنث باجمع وتثنیہ آن۔ میں نہیں آنے کا اور ہم نہیں آنے کے بایاء مجہول مفرد مذکر متکلم باجمع وتثنیہ آن۔ میں نہیں آنے کی اور ہم نہیں آنیکیں مفرد مؤنث متکلم باجمع وتثنیہ آن۔ مقدم کردن ضمیر حاضر ومتکلم بر صیغہ باختیار گوینده است۔ اگر موخر ہم بیارد مضائقہ ندارد۔ ولفظ نہیں کہ بروزن چنیں مذکور شده اکثر صاحبان یا ونون آن ورہا غائب کرده کلمۂ مذکور را کہ از روے کتابت چار حرفی ودر تلفظ سہ حرفی است دو حرفی ظاہر نمایند۔ لیکن چون بیشتر فصیحان ازان احتراز دارند در حرف اُردو داخل کردن آن بجاے خود صلاح ندانست۔ وبعضی جا صیغۂ ماضی بعد حذف نون والف کہ نشان مصدر است بالفظ دیا نیز آید مانند پھینک دیا وڈالدیا وبڑھادیا وہم چنیں این صیغہ دلالت کند

بہ تمام شدن فعل بخلاف پھینکا و ڈالا و بڑھایا وغیر آں۔ مثلاً دریں مقام کہ
فلانے نے جس وقت کہ کوٹھے پر سے روپیہ پھینکا میں نے زمین پر گرنے نہ دیا ہاتھ
میں لیا گویند۔ پھینکہ یا نکو نباشد، و درینجا کہ زید نے مارے غصہ کے عمرو کو مجلس
سے اُٹھا دیا مناسب باشد اُٹھایا مستحسن نبود۔ و ڈالا با دال ہندی بعد حذف
علامت مصدر زائد آرند و در بعضی مصدر ہا ہیچ صیغہ بغیر آں درست نمی تواند شد۔
و در بعضی مصادر ہیچ و پوچ است و ایں ہم مانند دیا دلالت کند بر تمام شدن
فعل مانند میرا منکا زید نے توڑ ڈالا یعنی مدتے است کہ از شکستن آں فارغ
شد اینجا توڑا فصیح نہ نماید۔ و در بعضی مواقع لیا بمعنی گرفت چسپاں شود چوں
لکھ لیا و مانگ لیا ایں ہم دال بود بر تمامی فعل۔ ایں صیغہ ہا کہ مذکور شد در فعل
مضارع نیز آید لیکن دلالت در شروع فعل در حال و ارادہ شروع آں در مستقبل
نماید چنانکہ قاعدہ حال و مستقبل است۔ و بیٹھا و اُٹھا بمعنی نشست و برخاست
ہم تمام کنندہ فعل باشد مثلاً فلانی رنڈی ناچنے سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ و اُٹھی
نیز بہ ہمیں معنی آید۔ اُٹھا اکثر دال بود بر معنی خود مانند فلانا سو شعر مجلس میں کہ اُٹھا
یعنی آں وقت برخاست کہ صد شعر گفت چوں معنی ہر دو فعل از لفظ بر می آید
شبیہ بصیغہ ہائے مذکورہ نمی تواند شد۔ و پڑا بمعنی افتاد خبر بد از ینکہ بمجرد ایں فعل
چنیں شد مثال آں زید سے میں نے جس وقت کہا کہ عمرو جو کہے سو کرو مجھ سے
اُلجھ پڑا یعنی بمجرد گفتن با من در افتاد۔
و صیغہ امر حاضر مفرد در اردو حاصل شود از دور کردن علامت مصدر و تانیث
و تذکیر آں بیک صورت باشد مانند کرنا و کر کہ بمعنی فعل و افعل کہ در فارسی ترجمہ
آن کردن و کن باشد و تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث بزیادت واو مجہول حاصل آید
مانند کرو۔ لیکن اگر در آخر صیغۂ امر مفرد واو یا یا باشد واو با ہمزہ بدل شود و یا

محذوف گردد چون بو و بوؤ، سو و سوؤ، لے دو، دے دو۔ و شرط است
کہ یاء مجہول باشد نہ یاء معروف۔ زیرا کہ یاء معروف حذف نگردد چنانکہ درسی
بمعنی دوز و پی بمعنی بنوش سیو و پیو گویند۔ سو و پو با حذف یاء معروف صحت
ندارد و یا ہمزہ و یاء مجہول ہم بعد از امر مفرد حاضر جمع و تثنیہ حاصل آید مانند
اُٹھیے بجاے برخیزید و بیٹھیے بجاے بنشینید۔ لیکن در بعضی مواقع جیم مکسور ماقبل
ہمزہ، بیفزایند مثل کیجیے و لیجیے و دیجیے۔ اصل کیجیے، کریے بود و بعد زیادہ کردن جیم مکسور با ہمزہ را
با یاء معروف بدل کردند بنوعیکہ در ماضی کرا را با کیا مبدل ساختہ و کسرۂ کاف
از سبب ثقالت بجمع شدن فتحہ کاف ماقبل یاء ساکن و جیم مکسور در ہندی باشد
و حذف ہمزہ ہم بعد جیم مکسور جائز باشد بلکہ افصح بود مانند کیجے و لیجے و دیجے۔
و زیادت الفاظ صیغہاے ماضی در امر و ضد آں کہ نہی است نیز گنجایش پذیرد
چون پھینک دیجے و غیر آں۔ و نہی بزیادہ کردن نون مفتوح ماقبل صیغۂ
امر پیدا گردد مثل نکر۔ و قاعدہ در جمع و تثنیہ و مذکر و مؤنث نہی ہم مانند
امر یکے باشد و بر زبان ملاہاے مکتبی شاہ جہاں آباد و بعضی ہنود مت حرف
نہی باشد مانند "مت جا" و بعضی لفظ متی بر نون مفتوح کہ حرف نفی است
بیفزایند مانند "تو متی نجا" و ایں لفظ زبان دلال بچگان مزید بارچہ است
کہ پدر و مادر شاں پنجابی و خود در دہلی متولد شدہ اند و بعضی ساکنان مغلپورہ
نیز بہمیں طریق حرف زنند۔

و صیغۂ اسم فاعل مذکر بہ تبدیل الف آخر مصدر با یاء مجہول و الحاق لفظ والا
بعد ازاں حاصل آید۔ و در جمع و تثنیہ الف آخر والا با یاء مجہول مبدل گردد
مانند کرنے والا و کرنے والے۔ و مؤنث بالفظ والی با یاء معروف بجاے
والا و در جمع و تثنیۂ آں با والیاں ہم رسد مانند جانے والی و جانے والیاں

وساکنان شہر قدیم ہارا بجانے والا وہارے بجانے والے در مذکر وہاری بجانے والی وہاریاں بجانے والیاں در مؤنث آرند۔ و ایں گفتگو مقبول فصحا نیست و الا بعضی الفاظ کہ دراں یاء امالہ از مصدر و الف و یا امالہ از ہارا و ہارے و یاء معروف از ہاری و یاں از ہاریاں دور کنند مروج و مقبول است مثل ہونہار بمعنی شدنی۔
و صفت مشبہ بالفظ جوگا کمتر زبان غیر فصیحان و بالائق بیشتر در روزمرہ فصحا باشد مانند مرنے جوگا و مرنے جوگے در مذکر و مرنے جوگی و مرنے جوگیاں مؤنث و مرنے کے لائق۔ و بعضی صیغہائے صفت و مشبہ و مبالغہ در مذکر و مؤنث یکساں باشد چوں مہمال مثال آں یہ گھوڑا یا یہ کتا مہمال ہے اور یہ گھوڑی مہمال ہے۔ و بعضی مفرق بود در مذکر و مؤنث چوں مرنے جوگی و مرنے جوگا کہ گذشت۔ و پیاسا و پیاسی و بھوکا و بھوکی و رنگیلا و رنگیلی و نکیلا و نکیلی و بھلا و بھلی و چھینلا و چھینلی۔ و در سگھڑ و پھوہڑ تانیث معنوی بود و ایں مثالہا از صفت مشبہ بود۔ و در مبالغہ ہمیشہ مذکر و مؤنث یکساں است چوں بھگوگا یک و ہنسوڑ و لڑاک و ڈوڑو و بھگوڑا ہم صفت مشبہ باشد۔ اسم تفضیل بالفظ کہیں و سوا و بھی و زیادہ پیدا گردد مثال آں تیرا قد سرو سے کہیں اچھا ہے یا سوا اچھا ہے یا زیادہ اچھا ہے یا سرو سے بھی اچھا ہے۔
و اسم مفعول بالفظ ہوا بعد صیغۂ ماضی درست شود مانند مارا ہوا و پھنسا ہوا بمعنی کشتہ شدہ و گرفتار شدہ و انچہ بعضی گمان گیا با کاف مفتوح دریں مقام دارند غلط محض است زیرا کہ گیا بعد ماضی علامت ماضی مجہول باشد نہ علامت مفعول۔ دیگر آنکہ در ہندی معتل و مہموز و مضاعف نیز مروج است اما مثال واو کہ معتل الف باشد یعنی انچہ حرف اول واو افتد در اردو شاذ و غیر مسموع است

الا بزبان پنجابی و غیرآں بگوش رسیده مانند دیکھا یعنی دید۔ و اما اجوف واو
که معتل العین نامیده می شود یعنی حرف وسطی آں واو باشد خواه آں حرف
حرفِ دوم باشد خواه سوم خواه چہارم ازیں سبب که حرفِ وسطی منحصر در حرفِ
دوم دانستن قاعدهٔ الفاظِ ثلاثی مجرد به زبان عربی است نه در هر زبان، و در
اُردو کثیر الاستعمال مثل توڑا و چیرا و پھینکا و دیکھا و نوچا و گاڑا و پھاڑا و کاٹا
و مارا۔ در مثال اجوف واو مثال اجوف یا و الف نیز نوشته شد۔ و اما
معتل اللام که آنرا ناقص واو یا یا یا ناقص الف در ہندی استعمال کنند
نیز در اُردو بزبانہا جاری است و در روزمرهٔ وضیع و شریف۔ اگرچه فا کلمه و عین
کلمه و لام کلمه در ثلاثی مصطلح صرفیاں در زبان عرب است لیکن چوں در ہندی
تتبع و تقلید شاں مرکوز خاطر است ما حرف اول هر لفظ را فا کلمه و دوم را عین
کلمه نام نہیم تا اینجا موافق با صرفیاں هستیم و حرفِ آخریں را اگر سیوم باشد خواه
چہارم خواه پنجم خواه زیاده لام کلمه قرار دہیم و حروف محذوفه در تلفظ داخل حساب
نکنیم مانند گنڈوری که قسمی است از بقول بر وزن صبوحی مشتمل به شش حرف
نون غنه که در کاف غائب شده در شمار نیاید۔ بالجمله مهموز الفا چوں اُٹھا و اُبھرا
و اُجڑا و اُکھڑا در زبان ہندی بسیار می آید۔ و مهموز العین کمتر و آں ہم با واو
مبدل با ہمزه مانند کنوا بمعنی چاه و بوا خطاب بخواہر۔ و مهموز اللام غیر مسموع
و مضاعف بر دو گونه است یا کلمه چار حرفی باشد در اصل و حرف دوم و سیوم او
از یک جنس باشد مانند ککا درین لفظ بخلاف مضاعف عربی ہیچ جا دو کاف جدا
جدا گفته نمی شود۔ اصل و نقل هر دو برابر است یا پنج حرفی مثل چیلا یا آنکه نصف
کلمه شبیه به نصف دیگر آں باشد مثل ٹمل و ٹھک ٹھک و کلکل و ڈھب ڈھب۔
و ہیچ لفظ ہندی کمتر از ثنائی یعنی دو حرفی چوں وه، وه بیشتر از سداسی،

مثل اٹکانا در تلفظ نہ بود، وانچہ در کتابت زیادہ ازیں باشد معتبر نیست والّا رکھارا با ہا پنج حرفی حساب باید کرد چراکہ موافق تلفظ بغیر ہا چار حرف دارد ہرگاہ ہا را باآں شریک کنیم یکحرف زیادہ بر چہار می شود ازیں سبب تلفظ را معتبر گیریم نہ کتابت را۔ وکلمۂ کہ اول و آخر آں حرف علت یعنی واو و یا و الف باشد آنرا لفیف نامند و آں بر دو قسم است مقرون و مفروق۔ مقرون آنکہ میانہ دو حرف علت آں فاصلے واقع نہ شود مانند وو بمعنی آں واو کہ وہ نیز گویند، یا گیا بمعنی رفت۔ ومفروق آنکہ میان دو حرف علت حرف دیگر داشتہ باشد مثل وُہی بمعنی ہماں۔ وفعلے دیگر بود در اردو کہ آنرا فصیحاں بر زباں دارند وراقم آنرا فعل تحریصی نام آں گذاشتہ وضروری نیز می تواں گفت مثل کیا چاہیے بجاے امر مشتمل بر ضرورت است اگر با حاضر حرف زدنی دست دہد امر حاضر است واگر در حق غائبی گفتہ آید امر غائب واگر اشارہ بنفس متکلم بود تحریص نفس گوئیدہ بکارے باشد وہے وہیں و ہو و ہوں دال بر ثبوت وجود فعل ماضی بزمانہ حال بود مانند آیا ہے اور آئے ہیں اور آئی ہے اور آئیں ہیں اور تو آیا ہے اور تم آئے ہو اور تو آئی ہے اور تم آئی ہو اور میں آیا ہوں اور ہم آئے ہیں اور میں آئی ہوں اور ہم آئیں ہیں۔ وتھا ونظائرش دال بود بر فعل ماضی کہ در زمانہ حال وجود آں ثابت نہ شود۔ مثال ماضی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	آیا تھا	آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مونث	آئی تھی	آئیں تھیں	تو آئی تھی	تم آئیں تھیں	میں آئی تھی	ہم آئیں تھیں

وبعضی باشندگان اردو ہے وتھا مقدم بر فعل آرند وایں سخت قبیح و دور از

حسن تلفظ است مانند فلانا نہیں ہے آیا، یا نہیں تھا آیا۔ و فعلے دیگر بود از قسم ماضی کہ دلالت کند بر صدور خود از فاعل چند نوبت بخلاف آیا تھا مانند آتا تھا یا آتی تھی ہم بقیاس آیا تھا۔ مخفی نماند کہ فلانا تمام عمر میں کل فرنگی کی چھاؤنی گیا تھا این عبارت برین معنی دال نمیتواں شد کہ در تمام عمر پیش ازیں ہم بجای مذکور رفتہ بود۔ اور فلانا اکثر فرنگی کی چھاونی جاتا تھا دلالت کند بر رفتن او مکرر، یا معنی اتفاق تراوش ازاں نماید۔ مثال آں فلانا کل فرنگی کی چھاؤنی جاتا تھا، یا ہمارے دروازے کے سامنے سے جاتا تھا یعنی من از اتفاقات رفتن او را در چھاؤنی دیروز دیدم یا پیش دروازۂ من گزشتن او بحسب اتفاق واقع شد۔ و فعل ماضی بغیر تھا برائے شرط و تمنی آید مثال ہر دو خدا اگر ہمیں بھی دولت دیتا تو کیا دوستوں سے سلوک کرتے، این مثال شرط و جزا بود۔ مثال تمنی کاش یہ شخص یمین الدولہ کے پاس گیا ہوتا کہ اماثل و اقران اُسکے جاہ و منزلت کو دیکھ کر آتش رشک سے کباب ہوتے۔
دیگر فعل آنکہ لازم بود یا متعدی۔ لازم آنکہ مفعول را نخواہد مانند زید آیا اور زید گیا اور عمر و سوا اور خوب ہُوا۔ و متعدی آنکہ مفعول را خواہد مانند زید نے مارا عمر کو۔ و متعدی یا یک مفعول را خواہد چنانکہ گذشت یا دو مفعول را مانند پلایا زید نے عمرو کو پانی یا دکھایا زید نے عمرو کو بکر کا بیٹا۔ کو کہ علامت مفعول است بعد یک مفعول کافی است در ہر دو جا و الا عبارت سقیم می شود ہر چند درست است مثال آں عمرو نے بکر کے بیٹے کو زید کو دکھایا۔ و تعدیہ فعل در بعضی مصادر بزیادت الف ماقبل علامت مصدری حاصل شود مانند اُٹھنا و اُٹھانا۔ و در بعضی بزیادت الف و لام مانند کہنا و کہلانا نہ کہانا کہ زبان اہل مغل پورہ باشد۔ و در بعضی مصادر بعد حذف حرف دوم کہ یاء مجہول باشد و زیادت لام و الف یا فقط الف مانند

دکھنا و دکھانا و دکھلانا و بیٹھنا و بٹھانا و بٹھلانا و نہ بٹھانا کہ لغت ہندواں و
سکنۂ مغل پورہ است۔ و در بعضی جا بزیادت واؤ و الف مثل کھلنا بمعنی وا
شدن و کھلوانا۔ و در بعضی مصادر بزیادتِ لام و واؤ و الف با لام و الف
بعد حذف حرف صحت دارد مانند دینا و دلوانا و لانا و سینا و سلوانا و سلانا
کہ یا موافقِ قاعدۂ گذشتہ محذوف می شود بلکہ در جمیع مصادر کہ الف و واؤ
و یاء حرف دوم آں باشد حروف مذکور در حالت تعدیہ محذوف گردد و واؤ
و الف کہ علامت آں باشد دراں بیفزایند مثل پالنا و پکوانا و پھینکنا و پھکوانا
و پھونکنا و پھنکوانا و ناچنا و نچوانا و گانا و گوانا و ماننا و منوانا و جھانکنا و جھنکوانا
و ٹانکنا و ٹنکوانا و علیٰ ہذا القیاس۔ و بعضی مصادر متعدی خلاف قیاس مذکور است
چوں اُکھڑنا و اُکھاڑنا و اُکھیڑنا و موافق قیاس اُکھڑانا می آید و ہم چنیں گھسڑنا
و گھسیڑنا موافق قیاس گھسڑانا باشد و گھسڑوانا تعدیۂ متعدی باشد۔ و صیغۂ ماضی
و حال و استقبال مصادر متعدی ساختہ را قیاس بر صیغہائے مصادرے کہ بعد دور
کردن علامت مصدری کہ آخر آں الف می ماند باید کرد و ایں ہم بخاطر باید داشت
کہ در مصادرے کہ بعد حذف علامت یا باقی ماند یا را حذف نمودہ تعدیۂ آں
با الف و لام درست باید کرد۔ و فعلے دیگر بود در فارسی و ہندی کہ تمامیِ
آں موقوف بود بر عبارتِ مابعدش مثال آں فلانے را طلبیدہ سرگوشی
باید کرد۔ ترجمۂ آں بہ ہندی فلانے کو بلا کر سرگوشی کیا چاہیے۔ کر یا کاف
و را یا کاف و یاء مجہول کے بجائے آں دال بود دریں فعل و اکثر با یاء مجہول
بعد امر و با امر فقط ہم ایں مدعا حاصل شود۔ مثال آں "مجھے چھوڑ کر کہاں
جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑے کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑ کہاں جاتے ہو"
و تے ہی با یاء مجہول بعد تا و یاء معروف در آخر بعد امر دلالت کند بر معنیِ بہ مجرد

مثال آں میرے آتے ہی تم اُٹھ گئے۔ یعنی بمجرد آمدنم شما برخاستہ رفتید۔ و بعضی بجائے کیا چاہیے کرنا چاہیے گویند و ایں جماعت کسانے باشند کہ والدین شاں از کشمیر در شاہ جہاں آباد آمدہ اند و تولد ایشاں بذات خود در شہر اتفاق افتادہ است۔ و امر غائب فلانے سے کہدو کہ وہاں جاوے یا کھو ہیں رہے ونہی غائب نجاوے اور نہ رہے۔ جاویں اور رہیں تثنیہ و جمع امر نجاویں اور نہ رہیں نہی آں۔ و صیغۂ دیگر بود کہ بمعنی صیغۂ فعل مستقبل مفرد اما بجمع و تثنیہ از روے تعظیم بود و بمعنی بایدا قبل فعل ماضی و بمعنی متکلم مع الغیر در صیغۂ استقبال نیز آید مثال آپ آئیے گا یا نہیں یا آپ مقرر آئیے گا یا اگر حق تعالیٰ فضل کرے تو یہاں مسجد بنائیے گا کہ پھر آپ بھی دیکھ کر لوٹ جائیں ایں مثال ہا کہ نوشتہ شد از فعل معروف بود۔ اکنوں بیان کنم فعل مجہول را معروف فعلے باشد کہ منسوب بفاعل بود و مجہول فعلے باشد کہ منسوب بمفعول بود مانند زید نے مارا اور زید مارا گیا۔

صیغہائے ماضی مجہول

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا گیا	مارے گئے	تو مارا گیا	تم مارے گئے	میں مارا گیا	ہم مارے گئے
مؤنث	ماری گئی	ماری گئیں	تو ماری گئی	تم ماری گئیں	میں ماری گئی	ہم ماری گئیں

صیغہائے مضارع حال ایں فعل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جاتا ہے	مارے جاتے ہیں	تو مارا جاتا ہے	تم مارے جاتے ہو	میں مارا جاتا ہوں	ہم مارے جاتے ہیں
مؤنث	ماری جاتی ہے	ماری جاتی ہیں	تو ماری جاتی ہے	تم ماری جاتی ہو	میں ماری جاتی ہوں	ہم ماری جاتی ہیں

صیغہائے مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جائے گا	مارے جائینگے	تو مارا جائے گا	تم مارے جاؤگے	میں مارا جاؤنگا	ہم مارے جائینگے
مؤنث	ماری جائے گی	ماری جائیں گی	تو ماری جائیگی	تم ماری جاؤگی	میں ماری جاؤنگی	ہم ماری جائینگی

امر حاضر

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر			مارا جا	مارے جاؤ		
مؤنث			ماری جا	ماری جاؤ		

شہر دوم

متضمن شرح مخالفت و موافقت حروف و حرکات

موافقت مراد از درست آمدن حرفے و حرکتے بجاے حرفے و حرکتے دیگر باشد و مخالفت از درست نیامدن یکے بجائے دیگرے۔ اما از حرف موافقہ باہم باء فارسی و کاف است مثل ڈھانکنا و ڈھانپنا۔ دیگر لام و را مانند تلوار و تروار و روپہلا و روپہرا۔ و میم با با کہ ماقبل آں نون غنہ باشد مثل تھانبنا و تھامنا۔ و قاف و کاف مثل نور کا بکّا و نور کا بقّا و جاکو و چاقو و کور فرنگی و قور فرنگی و کدم و قدم نام درخت۔ و ہا و الف در جمیع الفاظ عربی و فارسی مانند ستارہ و ستارا و ہالہ و ہالا۔ و کاف و خا چوں چیکارا و چنخارا۔ و را و را ہندی مثل اُردو و اُڑدو۔ و نون با راء ہندی ماقبل آں نون غنہ مانند کانا و کانڑا۔ و دال و تا مثل تدبیر و تبیر۔ و لام و نون مانند لون و نون۔ و سین و جیم مثل مجھ سے و مُس سے۔ و نون و سین مانند اسنے اور اِنے و اُسنے و اُنے۔ و سین و با مانند بٹیا و سٹیا از زبانِ زناں۔ و نون و تا مثل اِتنا و اِتّا۔ و گاف و واو چوں دوگنا و دُونا۔ و دال و با چوں کدھو و کبھو، با ہا و بغیر آں و کبھی و کدھی با ہا و بغیر آں نیز در اینجا واو و یا یکے باشد و را و یا چوں جاکر و جاکے۔ و نون و دال چوں فن و فند۔ و الف و یاء مجہول مثل دس بار و دس بیر بزبان قدیمانِ اُردو۔ باء فارسی با ہا یکے شدہ و با مانند دس بیر و دس پھیر۔ و زا و سین مانند ہرگز ہرگس۔ اگرچہ بعضی باشندگان دہلی باین لفظ متکلم شوند لیکن قبیح و غیر فصیح است

و غالب آنکه فیض صحبت اہل مغل پورہ بدیگران ہم رسیدہ۔ و میم و بای فارسی مثل
طمنچہ و طپنچہ۔ و سین و جیم فارسی با ہا یکے گشتہ مانند پچھتانا و پستانا و پچھتولیہ
و پستولیہ۔ و کاف با ہا متحد گشتہ و بای فارسی مانند اکھاڑنا و اپاڑنا در مقام
چیز ہاے رستنی کہ بیخ داشتہ باشد۔ و تای ہندی با ہا یکے شدہ با کاف۔ لیکن ہر دو
لفظ باہم استعمال پذیرد و جدا جدا مسموع نیست مانند کلا ٹھلا۔ و تای ہندی با ہا مثل لالا بالا
و تا و با مانند تانا بانا۔ اگر کسی گوید کہ دریں ہر سہ لفظ مذکور لفظ دوم مہمل لفظ اول است
غلط میگوید زیرا کہ مہمل ہندی بہ تبدیل حرف اول ہر لفظ با معنی با واو باشد مثل
گھوڑا ووڑا۔ اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چنا ونا اور
پانی وانی۔ و مہمل فارسی بہ تبدیل حرف مذکور در لفظ با معنی با میم می باشد
مثل اسپ مسپ و فیل میل اشتر مشتر۔ نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے
از اہل ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چون شام در رسید مغل
گفت کہ حالا شما تشریف ببریدین توشک و لحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف
خوابیدن ضرور خواہد افتاد و الا سردی مردی خواہد شد۔ گفت باشد جاے
اندیشہ نیست درچادر مادر شما خواہم خوابید۔ و در مہمل پنجابی بجاے حرف اول
الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا فیل ایل۔ بالجملہ دال ہندی با را مبدل شود
چون کھانڈ و کھانڑ۔ و تای ہندی با تای ہندی متحد با ہا مثل بھٹی و بھٹھی و با با ہا نے
متحد با ہا مثل بل بے جما تیری دھج و بھل بے جما تیری دھج۔ و عین با میم مثل جمعا بجاے
جمعا۔ چنانچہ بعض انعبارت را کہ جمعے کے دن عید ہوگی جمّے کے دن گویند لیکن جمعے کے دن افصح بود
ہر چند در لغت غلط است ازیں سبب کہ در اردو بلکہ در ہر زبان استعمال معتبر
باشد اصل لفظ را اعتبار نمی کنند و غلط ہم نمیدانند۔ و با متحد با ہا بعد سین با نون
یکے گشتہ و میم با ہا متحد بعد سین مانند سمہال و سنبھال۔ و کاف متحد با ہا و خا

مانند کمرکھ و کمرخ و سیکھ و سیخ ہر چند بقلت و ندرت استعمال یابد و گاف و سیم لیکن ہر دو از ہم جدا مستعمل نہ شوند مثل گول مول۔ و جیم فارسی با ہائی شدہ دبا، چھند بند و چھل بل۔ و گاف متحد با ہا و گاف فقط مثل مانگن دتا بھگین و امّا مخالفت حروف باہم چوں مخالفت گاف و جیم بود در بھاگا و بھاجا بمعنی گریخت و بھیگا و بھیجا بمعنی تر شد۔ ظاہر است کہ زبان اُردو بھاگا و بھیگا باشد بھاجا و بھیجا خلاف اُردو اگرچہ در ہندی صحت دارد چراکہ اہل ہند سوائے مسلمانان فصیح شاہ جہان آباد بچنیں الفاظ تکلم نمایند۔ دیگر خلاف یا و واؤ چوں "کہیں" کہ زبان دہلی و "کہوں" کہ زبان اکبر آباد باشد و مینچا و موچنا۔ موچنا زبان پورب ست بمعنے پوشیدن چشم۔ دیگر خلاف لام و سین در لفظ مثل نکلا و نکسا۔ نکسا زبان غیر فصیحان و ہندوان است و نکلا زبان فصیحاں باشد۔

و دیگر خلاف کاف و جیم فارسی چوں بکوانا کہ زبان اُردو است کہ بجوانا کہ مخالف آں باشد و تبدیل کاف و جیم فارسی و بعکس در یک لفظ نیز مخالفت بار وزمرۂ زبان اُردو دارد مانند کیچڑ و چیکڑ کہ زبان اکثرے از اہل ہنود است۔ امّا حرکات موافقہ باہم مثل کسرۂ ہلنا و فتحۂ ہلنا کہ ہر دو از زبان فصیحاں مسموع است و گھِسنا و گھَسنا اول کثیر الاستعمال و ثانی قلیل و نادر۔ و فتحۂ رَلنا و ضمۂ رُلنا مانند فلانا خاک میں رلگیا اول بہتر باشد از دوم۔ و فتحۂ مَٹی و کسرۂ مِٹی ہر دو فصیح بود۔ و ضمۂ میم مُحلا و فتحۂ آں مانند سہرندیوں کا مُحلا یا بجواریوں کا محلا۔ و کسرۂ نِلسک بمعنی سراپا و فتحۂ ہر دو حرف بہمیں معنی یعنی نَلَسک۔ و کسرۂ ہا، ہِرن و فتحۂ آں چوں ہَرن۔ و کسرۂ میم و ضمۂ آں چوں مِج و مُج یعنی مجھ سے کیوں خفا ہو۔ ایں بیشتر لفظ کسانے باشد کہ نازک اندام و خوش ترکیب

با مصاحب شخص متصف باین صفت باشند و مخالفت کسرہ وضمۂ چھپنا و چھپانا
کہ بکسرۂ جیم فارسی متحد باہا بمعنی پوشیدہ شدن مستعمل است وضمۂ آں لفظ
اہل مغل پورہ باشد وہرگز زبان اہل اُردو نیست۔ دیگر کسرۂ کاف در
کھلانا بمعنی خورانیدن وفتحۂ آں کہ زبان ملکیان پورب وضمۂ آں کہ زبان
اہل پنجاب یا بعضی اہل مغل پورہ باشد۔ وکسرۂ یاء یہ بمعنی ایں کہ لفظ
اُردو است وضمۂ آں کہ زبان سادات بارہہ وفتحۂ آں کہ زبان اطراف
دہلی باشد۔ وکسرۂ واؤ وہ بمعنی آں یا آنہا زبان قابلیت دستگاہان
پورب واکثر ملاہاے مکتبی شاہ جہان آبادی وفتحۂ آں کہ لفظ دلالان
هزید پارچہ وبعضے مسلمانان خارج از مبحث نیز وضمۂ آں کہ زبان
اُردو دانان بود۔ اکثر ہاردر یہ مبدل بہ رعایت ماقبل بایاء
و در وہ بہمان رعایت مبدل باواؤ گردد وایں ہم مختار اہل فصاحت شہر
است۔ وحرکت کاف درکو کہ بمعنی را براے افادۂ مفعولیت است باواؤ
مجہول لفظ اُردو وواؤ حروف لفظ بیرونیان وکہن سالان شہر نیز باشد
وکسرۂ الف در ایسی بمعنی ایں چنیں لغت بیرونیان وفتحۂ آں لفظ اُردو
است۔ وفتحۂ قاف قسم کہ زبان دہلی وکسرۂ آں کہ لفظ افاغنۂ فرخ آباد
ومئو باشد۔ وکسرۂ میم میں بمعنی درمیان زبان اہل اُردو وفتحۂ آں زبان
باشندگان اٹاوہ واطراف آں باشد وفتحۂ میم میں کہ بمعنی من باشد
لفظ فصحاے شہر است وکسرۂ آں کہ زبان باشندگان ملک سیانہ گنگ و
جمن باشد۔ وفتحۂ حرف اول پلنگ کہ بالاے آں خواب کنند زبان فصیحان
شہر وکسرۂ آں لفظ دہاقین باشد۔ وفتح شین شیخ کہ زبان قابلان شہر
است وکسرۂ آں مستعمل عوام آنجا بود۔ وضمۂ غین مغل کہ

کہ مستعمل پوربیاں باشد و فتحہٗ آں کہ لفظ صحیح و زبان شاہ جہاں آبادیان
فصیح است و تخیل کہ از روے لغت ہم غلط نہ باشد۔ و کسرۂ ہاے ہتھر ٹی
با فتحۂ ہا و تا و با ہاے یکی شدہ و نون غنہ ماقبل راے ہندی و یاے معروف بمعنی مادہ
فیل لفظ میواتیاں و ہتھنی با کسرۂ ہا و نون مکسور ماقبل یاے معروف لفظ
پوربیاں و فتحہٗ ہا گ لفظ فصحاے اُردو باشد۔ و فتحۂ سین مسر با تشدید و بے
تشدید کہ لقب زنار بند است لفظ شاہ جہاں آبادیاں و ضمہ آں لغت پوربیاں
و بعضی شاہ جہاں آبادیاں با شین مشدد و نیز استعمال کنند۔ و ضمہ تاے تم بمعنے
شما کہ لغت دہلی است و فتحہ آں زبان تھانیسر و اندری و کڑہام باشد۔ و فتحہ
تاے تلک کہ براے انتہا باشد و ضمہ اول آں زبان دہلویان فصیح ڈ ڈ میں
زبان اہل مغل پورہ بود۔

(حاشیہ صفحہ ۲۵) ۵ در بعضی نسخ اینعبارت بایں ہیچ است و ضمہ غین مُغل کہ لفظ صحیح الاصل ہمین است
مستعمل پوربیان باشد و فتح آں کہ لفظ غلط و زبان شاہ جہان آبادیاں فصیح است۔

شہر سوم

در اُفتادن بعضی حروف از لفظ وقت سخن گفتن

مخفی نماند کہ افتادن حروف بر دو قسم است یکے آنکہ فصحا لفظ را بعد حذف حرف یا حروف رواج دادہ اند دیگر آنکہ بعضی صاحبان وقت تعجیل در تکلم حروف رابے ارادہ بیندازند و از زبان شاں خوشنما باشد۔ صنفِ اول مانند افتادن واؤ و یاءِ مجہول بود از لفظ ہووے بمعنی باشد و نہ ہووے تابعِ آن است مثالِ آں

آپ فلانے شخص کو تعزیہ خانے میں بہت بلاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تبرا کرے اور اُس کی خاطر آزردہ ہو۔

نہو بجاے نہ ہووے و ہو در آخر ایں عبارت بجاے ہووے باشد و الا در لغت ہو صیغۂ امر بمعنی شود باش و نہ ہو نہی بمعنی مباش و مشو باشد نہ بمعنی شود و باشد و نباشد و نشود۔ و حذف واؤ مفتوح و راء ساکن از لفظ آکر و جاکر و سنکر یا کاف مکسور و یاء مجہول از آکے و جاکے و سُنکے بہماں معنی مثال آں

فلانا ہماری باتیں سُن مرزا حسن علی پاس سب کہ دیتا ہے اور وہاں کی باتیں یہاں آ بیان کرتا ہے۔

سُن بجاے سنکر و سنکے و جا بجاے جاکر و جاکے و آ بجاے آکر و آکے در عبارت مذکور است۔ وہاء از دیوانہ پن کہ بہ دیوان پن مستعمل است۔ و الف از لڑکا پن کہ آنرا لڑکپن بفتحہ راءِ ہندی و سکون کاف گویند وہم از شہدا پن کہ آنرا شہدپن گویند۔ و واؤ از اکثر مصادر و صیغہاے مضارع و

امر و نہی مانند کھاؤنا و جاونا و آونا و پیونا مثال مصدر۔ کھاوتا ہے و پیوتا
ہے و جاوتا ہے و آوتا ہے۔ مثال مضارع۔ آؤ و جاؤ۔ مثال امر۔ نہ آؤ
و نہ جاؤ۔ مثال نہی۔ حالا ہم کہن سالان شہر از فرقۂ مسلمین و بیشتر ہندوان
آوتا ہے بجاے آتا ہے بر زبان دارند۔ و محمد تقی میر سلمہ اللہ در شعر ہم آوردہ
اند شاید براے حفظِ وزن باشد یا در اکبرآباد مضائقہ نداشتہ باشد۔ و الف
از آخرِ والا کہ بمعنی صاحب و باشندہ و مملوک است لیکن نہ در ہمہ جا بلکہ در
یک دو لفظ مانند دلی وال کہ باشندۂ دہلی را گویند و بحسب قاعدہ اصلش
دلی والا باشد و ہمچنیں کوٹھی وال بجاے کوٹھی والا یعنی صاحب مال و ہندوی
خزانہ دار۔ و الف از لاگا مانند فلانا دیوار سے لاگا کھڑا ہے زیرا کہ لگا کھڑا ہے
فصیح باشد۔ و لام از تلک یعنی اب تک بجاے اب تلک لیکن ہر دو زبان اردو
است۔ و یاء و واؤ از ایدھر و اودھر و کیدھر و پور مانند شہزادپور و شاہ
جہان پور۔ و در کتابت بعضی بمراعات ضمہ واؤ و بمراعات کسرہ یا نویسند و بعضی
و حق بجانب کسانے است کہ نمی نویسند۔ زیرا کہ اگر بقاعدۂ ترکی بعد حرفِ مضموم
واؤ و بعد حرف مکسور یاء ضرور باید نوشت باید کہ بعد حرف مفتوح الف ہم نوشتہ
شود و چنیں نیست۔ رہا و کہا و چلا را ہاو کاہا و چالا در ہندی نمی نویسند بخلاف
ترکی کہ آنجا ایمدی را بہ الف مکسور بر وزن فعلن از روی عروض با یاء و اوغلان
بر وزن فعلن با واؤ می نویسند۔ مثال واؤ بعد ضمہ و الف بعد فتحہ در ہمیں
مثال موجود است۔ و سواے ایں حمل ہندی بر ترکی چہ ضرور۔ و سر ایں معنی
کہ در ترکی بعد ضمہ واؤ و بعد کسرہ یاء و بعد فتحہ الف باید نوشت ایں است کہ
فصحاء زبان مذکور اعلان حروف مذکورہ در تلفظ نمی کنند و در اصل موجود است
اگر اوغلان بر وزن فاعلان ہم موزون نمایند و ہم چنیں قاجار را نہ بر وزن

پاداش در شعر بند روا باشد۔ بخلاف ہندی کہ اُس را کہ بمعنی او و آں باشد
بروزن گُل بود بروزن جو رموزوں نمی تواں کرد۔ و رہا را کہ بروزن فعل باشد
بفتحتین بروزن فعلن۔ راہا و ملنا را کہ مصدر ملاقات است بروزن فعلن در
عروض بروزن فاعلن نمی تواں گفت۔ و ایں ہم ظاہر است کہ در اِس کہ
بمعنی این است یا نمی نویسند۔ ہرگاہ در اُس واؤ نمی نویسند، اِس چہ
تقصیر کردہ است کہ بغیر یا نوشتن آں صحیح داشتہ اند۔ و اِدھر را کہ با یا
نمی نویسند اشارہ بہمیں معنی است کہ بعد حرکت حرف ضرور نیست بخلاف
اِدھر و کِیدھر کہ در تلفظ ہم یا دارد۔ و ازیں گفتگو ثابت می شود کہ واو
در اُس و جمیع الفاظِ ہندی کہ دراں ضمہ بغیر تلفظ واو خواندہ شود واو نوشتن
صحت ندارد۔ و ہمچنیں حال یا۔ پس حرفے کہ در تلفظ ظاہر شود در کتابت ہم
درست است و الّا غلط۔ برائے ہمیں حرفِ مضموم با واو یکے شدہ و مکسور با یای
یکے گشتہ و مفتوح با الف محسوب در حروفِ اُردو نکردم و الّا نود و یک حرف ازیں
زبان نشاں دادہ می شد۔ و مینہ بروزن دل و کونجڑا بروزن فعلن با یا و
واو در کتابت شہرہ و رواج پذیرفتہ در اصل ضرور نیست۔ و حساب نود و یک
حرف بایں طریق کہ ہشتاد و شش حرف سابق نشان دادہ شد و دو حرف از زبان
دلالاں یعنی زا با نون یکے شدہ در زنگار بروزن چہار۔ و شین با نون یکی شدہ
در شنگرف بروزن مسطر۔ و واو در اُس و یا در اِس و الف در راہا براں
زیادہ باید کرد مجموع نود و یک حرف می شود۔ و صنف دوم جا نمند بتشدید میم و
نور اللہ بجائے جان محمد و نور محمد است۔ و صاحرا بجائے صاحب میرا و بھئی بجائے
بھائی و باؤجی بجائے باداجی و جنور بجائے جانور و شہجنا باد بجائے شاہجہان آباد
و روشن دولا بجائے روشن الدولہ۔

شہر چہارم خبر دہندہ است از حالات مصادر

میگوییم ہر لفظی کہ آخر آں نا باشد مصدرے بود کہ صیغہاے ماضی و حال و استقبال
و امر و نہی ازاں پیدا می شود و ہرچہ اشتقاق صیغہا ازاں ممکن نباشد مشتمل بر نا
نخواہد بود گو معنی مصدری ازو پیدا شود۔ بالجملہ اول را مصدر و ثانی را حاصل مصدر
نامند کیفیت مصدر در ذکر صیغہ ہا قدرے بیان کردہ شد۔ لیکن تحقیق آں بدیں
نمط است کہ مصدر سہ گونہ بود یا آنکہ فعلے کہ ازو مشتق شود خصوصیت بافاعل داشتہ
باشد و آں را لازم نامند۔ یا بر دیگرے واقع شود از دست کسی یا بہ ایماء کسی واقع
شود بر کسے از دست کسے و ہر دو صنف آخر را متعدی خوانند۔ و قسمی است دیگر
از لازم کہ معنی متعدی ازو برمی آید۔ مثالِ لازم آیا زید یا گیا زید۔ مثالِ
متعدیِ اوّل مارا زید نے عمرو کو۔ مثالِ متعدیِ ثانی مروایا زید نے عمرو کو بکر سے۔
مثال متعدی ثالث کہ معنی آں از لازم بیروں آید آیا زید ساتھ عمرو کے یعنی لایا
عمرو زید کو۔ دانا ازہمیں جا بداند کہ ہر فعلے کہ بایماء کسے از دست کسے بر کسے
واقع شود مصدرِ آں بتقدیم واؤ بر الف خواہد بود۔ و ایں واؤ در ہیچ جا محذوف
نشود۔ بعضے صاحبان کہ حذفِ آں نمایند از فصحا نباشند و اردو دانیِ آنہا
درست نباشد مانند کرانا بمعنی کروانا و کہانا بجاے کہوانا ہر چند کہلانا بیشتر
استعمال یابد لیکن ایں ہم فصیح و صحیح است و مرانا بجاے مروانا و مرانا موافق
قیاس متعدی مرنا بود و بمعنی میراندن نہ متعدی مارنا بمعنی زدن۔ و در بعضی الفاظ
تقدیم و تاخیر حروف کردہ اند مانند دابنا و دبانا و اُلینڈنا و اُنڈیلنا۔ ما قاعدہ
کہ در ساختن متعدی پیش ازیں نشان دادہ ایم در متعدی اول نیست بلکہ در متعدی ثانی

زیرا کہ در متعدی اوّل مخالفت ایں قاعدہ ہم بسیار یافتہ می شود۔ و حاصل مصدر
چند قسم است بتکرار لفظین مانند آتے آتے و جاتے جاتے و کہتے کہتے و اُٹھتے
اُٹھتے بیائے مجہول بمعنی تا آمدن و رفتن و گفتن و برخاستن میرے آتے آتے بمعنی
تا آمدنِ من۔ و ہم چنیں حالِ دیگر الفاظ کہ معنی تا خود بخود دراں پیدا شود
و آتے ہم بانظائر خود حاصل بالمصدر باشد و محتاج بہ تک بود مثالِ آں
میرے آتے تک۔ و مری بمعنی مُردن و رہاؤ و چڑھاؤ و اُتار بمعنی ماندن و سوار
شدن و فرود آمدن۔ و حال اکثر صیغہاے امر چنیں باشد مانند ناچ و پہنچ و
سمجھ و کھینچ و اکڑ و رہایش بمعنی ماندن و دیوان پن بمعنی دیوانگی کہ حاصل بالمصدر
در فارسی باشد و چالا بمعنی رفتن و چل چلاؤ نیز بہ ہماں معنی و کس کساؤ و مثل آں
نیز بسیار آمدہ۔ و گلاپا بمعنے مدوّر شدن و گھلاوٹ و سجاوٹ بمعنی مخلوط شدن چیزے
در آب و لطف اختلاط محبوب و زیبا شدن و مچمچاہٹ بمعنی اظہارِ آرزو در دل
کردن و لڑگت بمعنی مقابل شدن و سج بمعنی زیبایش کہ حاصل بالمصدر است
و دھج کہ مراد از انداز زیبائی بود و ڈھب بمعنی طرح انداختن و کرتب بمعنی کردار
کرتوت ہم ہماں و نباہ بمعنی بانجام رسانیدن۔ و بعضی حاصل بالمصدر بدو لفظ متضمن
یک معنی اند چوں دوڑ دھپاڑ و ریل پیل و جھانک تانک و دکھیا داکھی۔ و برائے
مبالغہ یک لفظ را دوبار آرند و الف را واسطہ درمیان ہر دو سازند چوں دوڑا دوڑ
و بھاگا بھاگ و الف در دو لفظ مخالفۃ الحروف نزد بعضے صحیح و نزد بعضے غلط باشد
و آں را زبان عوام اُردو خوانند مانند ریلا پیل کہ در شعر راقم مسطور است۔

شہر اول از جزیرۂ دوم کہ مشتمل بر نحو این زبان باشد در تعریف اسم و بیان احکام آن

بک دو گونہ بود با معنی و بمعنی، بمعنی از بحث بیرون است۔ و با معنی معتبر بود در بحث آن را بہ بول تعبیر کنیم، زیرا کہ بک اعم است از ینکہ با معنی بود یا بمعنی و بول منحصر در لفظ موضوع مفرد باشد۔ پس بول یا بہ زمانۂ از سہ زمانہ کہ ماضی و حال و استقبال باشد شامل بود و آن را فعل نامند مانند آیا ہے و آتا ہے اور آوے گا۔ یا چنین نہ بود و آں را اسم گویند مانند شمس و قمر و این ہر دو دلالت بذاتِ خود بر معنی نمایند و مستقل باشند۔ و قسمے است از بول کہ مستقل نہ بود و بذات خود دلالت کند بر معنی بواسطۂ غیر و آں را حرف میخوانند چوں پر بمعنی بر و سے بمعنی از۔ مثالِ آں کوٹھے پر ہم سے چڑھا نہیں جاتا۔ و حرف برائے ربطِ کلام در عبارات بسیار آید و ممکن است کہ عبارت خالی از حرف ہم باشد مثل زید آیا دکو ٹھا گرا۔ و اما اسم را اقسام بود جامد و مشتق و تام و ناقص و مفرد و مجموع و مؤنث و مذکر و فاعل و مفعول و مبتدا و خبر و موصوف و صفت و بدل و مکرر و مستثنیٰ و تمیز و مضاف و مضاف الیہ و حال و ذوالحال۔ و فعل ہم دو نوع بود تام و ناقص۔ و حرف ہم اسماء متعددہ را در دو ہر یکے بجائے خود آید۔ و مجموع دو بول را بات نامند در عربی کلام لیکن بشرطیکہ سکوت براں صحیح باشد سامع را، واین حاصل نشود مگر در فعل و فاعل و مبتدا و خبر۔ اما اسم جامد عبارت از اسمے بود کہ از مصدرے بر نیامدہ باشد نہ از ہیچ شے بر آید مانند زید و عمر و گھوڑا و ہاتھی و مشتق آنکہ از مصدر مشتق گشتہ باشد۔ چوں بہلو و بھگوڑا و اروڑ و ہنسوڑ و گاہک و بجویا۔ و اسم فاعل و مفعول داخل این نوع باشد

واسم تام وناقص منحصر بود در علم کہ بیانش بعد ازیں آید مثل گل محمدؐ و گلّو۔ ومفرد
چوں گھوڑا واونٹ وگاجر ومولی۔ ومجموع بر چند قسم باشد انچہ آخر آں الف بود
مذکر باشد مانند پیڑا وکولا ورنگترا وخربوزا وچھوارا وکیلا واندرسا وکھیرا وبیجا
وحقا وگھوڑا وچیتا وممولا وپپیہا وغیر آں نہ مَینا وبیجا کہ ہر دو مؤنث بود۔ جمع
آں بہ تبدیل الف بایاء مجہول باشد وتثنیہ در حکم جمع است مثل پیڑے کھائے
اور کولے خریدے اور رنگترے بیچے اور خربوزے میٹھے نکلے اور چھوارے اچھے
نہیں ہیں اور کیلے بنگالے میں اچھے ہوتے ہیں اور گرم گرم اندرسے کھایا چاہیے
اور دلی کے کھیرے یاد آتے ہیں اور چار بیجے اور پانچ حقے بھائی صاحب نے
منگوائے ہیں اور گھوڑے بیکر سے آئے ہیں اور جناب عالی نے سو چیتے رمنے
میں اور چھڑوائے ہیں اور ممولے بول رہے ہیں اور پپیہے برسات میں غضب
کرتے ہیں۔ وہرچہ آخر آں یاء معروف بود جمع آں بالف ونون آید بشرطیکہ نام
مذکرے از حیوان مثل ہاتھی وعلم مانند دلی ویاء آں زائدہ نباشد مانند جوگی
وبیراگی وسناسی وپنجابی وپوربی۔ مثال آں۔ چوں مولیاں کہ جمع مولی باشد
ہمچنیں پوریاں وکچوریاں وکلیاں وجلیبیاں وچارپائیاں وانبرتیاں وچوکیاں
ودریاں وشطرنجیاں وگولیاں وبولیاں وجھولیاں وکوڑیاں وگالیاں۔ ما
ایں قاعدہ در زبان اردو بیاں میکنیم بازبانِ دیگر سروکار نداریم اگر در جمع کھٹیا
کہ بمعنی چارپائی باشد قاعدہ پیڑا کہ در خطوط پیرہ نویسند یافتہ نشود در اصول ما
خالی واقع نہ می شود زیرا کہ زبان اردو نیست وسوائے ایں ہرچہ مذکر نیست
مانند انگیا کہ بزبانِ اردو سینہ بندِ زناں باشد جمع آں نیز از جہت تانیث بایں
طریق درست نہ بود بلکہ مفرد ومجموع آں نزد فصحاء یکی باشد برائے ہمیں در شروع
بیان ایں جمع لفظ را مقید بہ تذکیر کردہ ایم۔ وہرچہ آخر آں ورائے یاء معروف

از حروف اُردو اُفتد جمع آں بشرط تانیث بایاء مجہول و نون غنہ آید مانند نائکائیں اور مائیں اور باتیں چیتیں اور گھاتیں اور مخیں اور چینیں اور یادیں اور گاجریں اور پشوازیں اور ہوسیں اور بندشیں اور وارثیں اور رقاصیں اور مرتاضیں اور محتاطیں اور طماعیں اور کمظرفیں اور بدطریقیں اور نازکیں اور بدرگیں اور محرمیں اور ازاریں اور کھڑادیں اور بے راہیں۔ و ہرچہ آخر آں الف و یاء معروف نباشد و مونث نیز نہ بود۔ جمع آں ہماں مفرد است مانند پانچ لڈو اور دس کدو اور دو پلاؤ اور چار سالن اور آٹھ تربوز اور پندرہ شلغم اور سات بیگن اور بیس کچالو اور بارہ رتالو۔ توضیح بعضے الفاظ کہ در جمع مونث بایاء و نون غنہ نوشتہ شد این است آپ کی یادیں بہت رہیں۔ بی گنانے سات پشوازیں اور نئی سلوائی ہیں۔ جتنی نائکائیں ہیں اپنی نوچیوں کی سب ارثیں ہیں و وارث ہیں نیز درست باشد۔ مثالِ دیگر اُن کی وارثیں مرگئیں۔ اپنے دل میں بہت سی ہوسیں ہیں۔ یہ بندشیں جو آپ نے باندھی ہیں سو ہم سب سمجھتے ہیں۔ اور رقاصیں جب آویں گی تو سب کے دل ملچاویں گے۔ مرتاضیں سب آرزو عتبات کی رکھتی ہیں۔ محتاطیں کب ہندو کی دوکان کی چیز اپنے بچوں کو کھانے دیتی ہیں۔ کمظرفیں دم بدم اپنی دوپٹے کی تمامی ہی دکھایا کرتی ہیں۔ بدطریقیں بھلے آدمی کے گھر میں آنے کے لائق نہیں ہوتیں۔ نازکیں موٹیوں کو کب خیال میں لاتی ہیں۔ بدرگیں ماباپ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ و ایں

جمعہا کہ نوشتہ آمد با جمعے کہ صیغۂ اش صیغۂ مفرد است مانند لڈو و غیر آں با واؤ مجہول و نون غنہ نیز آید۔ درچند موضع یکی درحالت متعدی دیگر در وقت آوردن کو بعد آں کہ با کاف و واؤ مجہول علامت مفعول است۔ دیگر در وقتِ اضافت دیگر درحالتِ تعلق با حرف۔ مثال مولیوں نے آج ہمیں بہت بمزہ کیا،

یا مولیوں کو تراشو یا مولیوں کے پتے ہمیں دیجئے یا مولیوں سے معدہ خراب ہوتا ہے
و ہمچنیں حال گاجر و لڈو مثل آں۔ و ہاتھی و جوگی و مثل آں نیز چنیں باشد۔
جوگیوں نے آج شہر گھیر لیا ہے اور مست ہاتھیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے۔
اور جوگیوں کو مار کر نکال دو اور مست ہاتھیوں کو چرائی پر لے جاؤ اور جوگیوں کا
یہاں کیا کام ہے اور مست ہاتھیوں کا رہنا شہر میں اچھا نہیں اور جوگیوں سے خدا
پناہ میں رکھے اور مست ہاتھیوں سے بھاگا چاہیے۔ و مفعول بغیر کو ہم درست
باشد مانند مولیاں تراشو اور گاجریں لاؤ اور لڈو کھاؤ۔ لیکن ہاتھی و جوگی و نظائر
آں بایں طریق پسندیدہ و روزمرۂ اردو نباشد و ہرچہ جمع و تثنیۂ آں خلاف مفرد
در اردو باشد مفرد آوردن آں سوائے آنکہ تمیز کنندہ آں یکی باشد درست نیفتد
مثال ایک گھوڑا ایک مولی ایک گاجر و دو گھوڑا و تین گھوڑا و دو مولی و تین گاجر
صحت ندارد و سوائے اہل بنگالہ و پورب در شاہجہان آباد کسی بایں طریق حرف
نمی زند۔ دو گھوڑے اور تین گھوڑے اور دو مولیاں اور تین مولیاں اور
دو گاجریں اور تین گاجریں صحیح باشد۔ عزیزے در مثنوی خطاب بمرزا رفیع کردہ گوید شعر

تم اپنے پیل معنے کو نکالو　　مرے ہاتھی سے دو ٹکر لڑا لو

دو ٹکر صحت ندارد دو ٹکریں بیاید اگر یک ٹکر بگفت خوب بود لیکن خودش دو ٹکر منخواہد
در لفظ ایک یا داخل تلفظ نیست۔ و ہرچہ مفرد و تثنیہ و جمع آں یکی باشد چوں
ہاتھی و جوگی و لڈو و ممیز جمیع اعداد دراں مثل یکی باشد مانند ایک ہاتھی اور
دو ہاتھی اور تین ہاتھی اور ایک جوگی اور دو جوگی اور تین جوگی اور ایک لڈو اور
دو لڈو اور تین لڈو۔
و مذکر و مؤنث ہم مشتمل بر اقسام بود حقیقی و سماعی و تقدیری۔ مؤنث حقیقی آنکہ
مقابل خود مذکرے از حیوان داشتہ باشد و آنرا در انسان علامات و القاب بود

مانند بیگم و خانم و بی بی و بی جی و بہو و ہمشیرہ و اما و باجی و پھوپھی و خالا و مُمانی و انّا و دادا و چھوچھو و نظائر اینہا۔ و بعضی الفاظ بہ تبدیل حرفے و حرکتے دال بود بر مذکر و مؤنث مانند پیارا و پیاری اول مذکر و دوم مؤنث۔ و ہمچنیں پنجابی و میواتی و بنگالی و مارداڑی و مونث آں پنجابن و میواتن و بنگالن و مارداڑن باشد۔ و ایں کُلیہ نیست بلکہ اکثر این است کہ نون درعوض یاء معروف کہ در مذکر است و لالت بر مؤنث نماید زیرا کہ از پوربی پوربن درست نیاید بلکہ آں یاء معروف زیادہ کنند مانند پوربنی پور در پنجابر وزن خور لبکون را است باقی باء مضموم و نون مکسور و یاء معروف باشد۔ و ہمچنیں خراسانی و صفاہانی و شیرازی وغیر آں الفاظ فارسی و عربی بہ تبدیل یاء و نون دال بر مؤنث نمی تواند شد بخلاف تبدیل الف مذکر بایاء معروف کہ دال بر تانیث بود مثل پیارا و پیاری کہ گزشت و کھٹا و کھٹی و میٹھا و میٹھی و کڑوا و کڑوی و مٹکا و مٹکی و قس علےٰ ہذا۔ و نون شیرازن و مثل آں زبان فصحاء نیست اگرچہ صحت دارد بقیاس پنجابی و پنجابن و بنگالی و بنگالن بلکہ بر مذکر و مؤنث ہر دو اطلاق شیرازی روا بود مثالِ آں یہ مغل شیرازی ہے اور یہ مُغلانی شیرازی ہے۔ بخلاف یاء نسبت ہندی کہ در مؤنث بیشتر با نون بدل شود مثال بنگالی و بنگالن۔ و بعضی جا یاء تانیث مقابل الف تذکیر باشد چوں پٹھان و پٹھانی و برہمن و برہمنی۔ و گاہے ماقبل آں الف و نون بیفزایند چوں مغل و مغلانی و سید و سیدانی۔ و گاہے یاء معروف از مذکر دُور کنند و الف و نون و یاء معروف برائے تانیث آرند چوں کھتری و کھترانی۔ و تاء مشدد را مخفف سازند چوں یاء سیدانی بعد سین۔ و نون در ٹھینی خلاف قیاس است و در ڈومنی مضائقہ ندارد و مناسب است زیرا کہ مذکر آں ڈوم است ڈوما نیست کہ مؤنث آن ڈومی باشد و مُمانی مونث ماموں بر خلافِ قیاس بود نظر بہ مجی و

پھوپھی زیرا کہ اصل ماموں ماما بود اہل ہند الف را با واؤ مقابل عمو بدل کردند
و نون غنہ از کثرتِ استعمال شہرت یافتہ - و مراد از ہندیاں کسانے است کہ والدین
شاں مغل باشند و ایں تبدیل قدیم است در شعر امیر خسرو ہم لفظ ماموں و ممانی
یافتہ شدہ - و حرکتِ ماقبل واؤ مجہول در عوض حرکت ماقبل واو معروف کہ در مذکر است
دلالت نماید بر تانیثِ لفظ مانند کلو با واؤ معروف مذکر و کلو با واؤ مجہول مونث بود
و نامہائیکہ جزوِ ثانی آں نسا بود زیب النسا و عزت النسا و غیر آں ہمہ مخصوص بزناں
باشد - و بعضی اسما مشترک بود مانند قطبن و مرادن و جمعیت کہ اصل آں در مذکر
قطب الدین و مراد علی و جمعیت خاں و در مؤنث قطبی بیگم و بی مراد بخش و بی جمعیت
باشد - و امیر بخش و پیر بخش و نور بخش و کریم بخش و حسن بخش و حسین بخش و مرتضی بخش و
غیر آں ہمہ مشترک در مذکر و مؤنث است - و ترخیم آں اگر با واؤ مجہول بود دلالت
کند بر تانیث چوں امیرو و بغیر واو برائے مذکر آید مثل امیر و غیر آں - و در مذکر
و مؤنث پیر بخش الف مقابل واؤ مجہول باشد مانند پیرو و پیرا و در نور بخش
قاعدۂ پیر بخش جاری ست لیکن در امیر بخش و نور بخش واؤ مونث با نون ہم مبدل
شود چوں امیرن و نورن - و پیرن صحت ندارد و مسموع ہم نیست - و از کریم بخش
کریمو و کریمن بیشتر شنیدہ می شود - و از امام بخش امامو با واؤ مجہول بیشتر و امامن
کم - و از حسن بخش در مذکر حسنو با واؤ معروف مشہور و حسنو با واؤ مجہول در مؤنث
ناشنیدہ - و از حسین بخش حسینی با یاء معروف مشترک در مذکر و مؤنث - و از مرتضی بخش
ترخیم بخاطر نیست - و ایں اسما مخصوص بزنان کسبی باشد نہ نام زنانِ شرفا - و کنیز
و کنیزانِ شاں کہ صنوبر و یاسمن و گل اندام و رائے بیل و موگرا و چنبیلی و سیوتی
و موتیا و نرگس و سوسن و ہمیشہ بہار و صبح دولت باشد - لقب سوائے نام معتبر نیست
مثل کلو و چھبیا و بنو و ننھی و غیر آں زیرا کہ زنانِ شرفا و کسبی ہر دو دخترانِ خود را

بایں لقب خوانند و در فرقۂ نجبا قاعدہ نیست کہ دختران خود را موسوم بظہور النسا و نور النسا سازند و آنہا را ظہورن و نورن شہرت دہند۔

ذکر مؤنثات سماعی

واضح باد کہ مصنف مؤنثات سماعی را بے ترتیب و پراگندہ مثل بیان خودش در کتاب نوشتہ بود چوں ایں بحث در اُردو نہایت محتاج الیہ است لہذا آنرا بترتیب حروفِ تہجی مرتب نمودہ طبع نمودہ شد تا استخراجِ الفاظ آساں باشد و معانی بعضی الفاظ ہم نوشتہ شد

قال المصنف و مؤنثِ سماعی بایاء معروف در آخر باشد و ایں کلیہ است کہ ہر چہ آخر آں یا معروف یافتہ شود مؤنثِ ابدی است۔ سوائے نسبتی یا بمعنی فاعل مثل پنجابی و پوربی و ساتھی و روگی و بھوگی و جوگی و مالی کہ بمعنی رفاقت کنندہ و صاحبِ مرض و خورندہ و صاحبِ ریاضت در مذہبِ ہنود و باغ پیرا باشد۔ یا جزوِ علم حیوان مذکر مانند ہاتھی، بمعنی فیل بایا در آخر کلمہ کہ لقب آدمی مثل چودھری یا صفت چیزے مثل بھاری باشد چوں صفت تابع موصوفِ خود باشد با مذکر مذکر و با مؤنث مؤنث استعمال بیاید مانند خالی و بھاری بمعنی گراں چنانچہ یہ پتھر بہت بھاری تھا اور یہ گٹھری بہت بھاری تھی گویند۔ مثال الفاظ مؤنث کہ آخر آنہا یاء معروف باشد چوں مولی و بتی و مسی و تُرئی و کندوری و بوٹی و چوکی و اساوری و ساڑھی و ٹوپی و انگلی و چھلنی و چنگاری و جالی و بالی و نالی و علی ہذا القیاس۔ و دہی در پنجاب و پورب مؤنث و در اُردو مشترک در مؤنث و مذکر و تانیث موتی بمعنی گوہر قیاسی و تذکیر آں بحسب شہرت شاذ است و پانی مثل آں و گھی بمعنی روغن در اصل گھیو بودہ است دیگر مؤنثات سماعی سوائے ایں بسیار باشد مثل

حرف الف

آب و تاب - آبرو - آتش - آتشک - آخور - آرزو - آس - آستین - آفت - آگ - آمد - آمد آمد - آمد و رفت - آنچ - آنکھ - آواز - آیت بخلاف آیہ - ابتدا - اجل - اجوائن - اچکن - اُچھل کود - ادا - ازدحام - ازار - اساس - اسبک چیزے کہ بر پشتِ زین از چرم جہت داشتن پارچہ وغیرہ سازند این لفظ مشترک است در مذکر و مونث - اطلاع - اطلس ازروے تحقیق - افیون کہ آنرا افیم گویند وافہم نیز - الخالق - اکڑ - اکسیر - انبوہ - انتہا - انشا - انگشتری - انگلیٹ بمعنے حجامت - انگوٹھی - انگیا - اوجھل - اوس -

حرف با

بات - باد فرنگ - بادیان - بال گندم و جو - کودوں کہ قسمے است از غلہ - باگ - بانگ - بانک - بانھ - باؤ بمعنی ہوا - باہ - بجر بمعنی کشتیہا لیکن این لفظ اُردوے قدیم نباشد اہل دہلی در پورب استعمال کنند - بخشش - بد، کہ مرضے است مشہور - بَدھیا، کہ گاوِ آختہ باشد - برف - برق - بڑھیا - بساط - بسم اللّٰہ - بغل - بگل - بلا - بَنات کہ در اُردو بانات را گویند - بندش - بندوق - بنیاد - بو - بوباس - بود و باش - بوجھ - بوند - بہار - بھاگڑ - بھڑک - بھنک، کہ آوازِ خفیف را گویند - بھنگ - بھوکھ - بھول چوک - بھوں - بھیڑ، بمعنی انبوہ - بھیر، بمعنے ہمراہیانِ فوج - بیت بمعنی فرد شعر - بیٹھک، کہ قسمے است از ورزش و نیز بمعنی آنچہ زناں بتبعیتِ اوہام زنے را کہ بر سرش شیخ سدّو یا دیگرے از برادرانش می آیند نشانیدہ مجلسے کنند و سرودِ معیّن روبروے او بسرایند داو سرِ خود را جنبش دہد کہ آنرا کھیلنا گویند و این مجلس را بیٹھک نامند -

حرف باء فارسی

پاپوش - پازیب - پاکھر بمعنی زرہ اسپ - پاکی طینت - پال، قسمی است از خیمہ خورد

مشترک در مذکر و مؤنث - وبخت - وبخت وپز - پیشواز - پکار - پکڑ - پکھاوج - پلٹن
این لفظ اُردوے قدیم نیست - اہل دہلی در پورب استعمال کنند - پلک - پَوَن
بفتحتین بمعنی ہوا - پونچھ - پھبن - بھگڑ - پھوٹ، بمعنی نفاق و عداوت وقسم خربوزہ
نیز - پیاز - پیاس - پیپ باثالث نیز بلہو فارسی بمعنی ریم - پیٹھ بایاء معروف بمعنی پشت
پیٹھ بایاء مجہول بمعنی بازار قریہ - پیچا قسمے از بوم واز زبانِ زناں مصطلح بمعنے بلا -
بیزار - پیشانی - پیش قبض ہم اکثر - پیک پان - پینس - پینگ - پیچش -

حرف تا

تاب بمعنی طاقت و ہم بمعنی آبداری - تاک بمعنی دیدن - تاکید - تانت - تپ - تپ
دق - تپش - تحریر - تدبیر - ترازو - تراش - تربت - ترہ تیزک - تسخیر - تصویر -
تعذیر - تقریر - تقصیر - تکرار - تکل - تگ ودو - تلوار - تمنا - تمیز - تنبیہ - تواضع - توپ -
توجہ - تھاپ کہ بمعنی قرع بر طبل است - تھاہ بمعنی پایانِ آب - تہنیت

حرف تاء ہندی

ٹکر - ٹوم - ٹھلیا - ٹھوکر - ٹمیں - ٹیپ مہاجناں - ٹیپ آواز -

حرف جیم

جامن - جاگیر - جان در اُردو مؤنث و ریختہ گویاں مذکر بستہ اند - جائداد - جبیں -
جدول - جڑ بمعنے بیخ - جست وخیز - جستجو - جگت - جگمگاہٹ - جِلا - جلد - جمنا -
جمیرات - جنس - جوت بمعنی شعاع - جوار - جوارش - جھاڑو - جھالر - جھانجھ - جھپک
جھل، بمعنی رشک زناں باہم - جھلک - جھول - جیب -

حرف جیم فارسی

چادر - چارہ سازی - چال - چاہ - چالے - چپت، بمعنی دھول - چپکن - چتون
چٹ بمعنی زخم آتشک وداغ - چڑ، بالکسر بمعنی موجب نفرت - چڑیل - چق - چل

بمعنی خواہش زن - چلم - چلمن - چمکاہٹ - چنگ، قسمی از تیتنگ اگرچہ نزد بعضی مذکر نیز بود - لیکن فصیحاں مؤنث گویند - چوپڑ - چوٹ - چونچ - چوک بمعنی قصور - چھٹ چھاچھ - چھانوٗ - چھب - چھت - چھکر - چھل بمعنی مزاح - چھوت بمعنی نجاست چھوٹ - چھینٹ بمعنی قطرہ و قسم پارچہ نیز - چیز - چیتیاں -

حرف حا

حکمت - حمائل - حنا - حیا - حیات -

حرف خا

خاتم - خارش - خاک - خاکستر - خبر - خدا ترسی - خراش - خرد - خزاں - خطا - خلخال - خلق - خندق - خواہش - خیر، کہ عربی است -

حرف دال

داڑھ - دانست - درز - دریافت - دستار - دستک - دعا - دکان - دَم بالفتح بمعنی فریب - دُم - دنیا - دوا - دواء المسک - دوات - دوبھر - دوخت ڈون - باعلانِ نون در صدائے سرود - دھپ - دھج - دھرم بمعنی تضعیف دھکا پیل - دہلیز - دھوپ - دَھول بالفتحہ - دُھول بالضم بمعنی خاک - دھوم دید - دیر - دیوار -

حرف دالِ ہندی

ڈاب بمعنی کمربند بر کمربند - ڈاٹ بمعنی بند شیشہ - ڈاک بمعنی چپار - ڈبیا - ڈاڑھ بمعنی گریہ باآواز بلند - ڈگ بمعنی قدم - ڈھاک بمعنی رعب وہم بمعنی شور و غل - ڈھال - ڈھیل - ڈینگ بمعنی لاف و ایں لفظ جدید و زبان عوام اُردو باشد -

حرفِ را

راب، تسکر خام - رات - راس بمعنی عنانِ اسپ - راکھ - رال، بمعنی لفظ د

آبِ دہن ہردو۔ راہ۔ رائی۔ رچ بمعنی خواہش۔ رسوت، دوائیست۔ رشوت۔
رغبت۔ رفتار۔ رقم۔ رکاب۔ رنگت۔ رونق۔ ریاست۔ ریل پیل۔

حرف زا

زبان۔ زرریزی۔ زرہ۔ زکوٰۃ۔ زلف۔ زین۔ زنجبیل۔ زنجیر۔ زندگی۔ زیر بریاں
قسمی از پولاد۔

حرف سین

ساگون۔ ساکھ بمعنی اعتبار۔ سالگرہ۔ سانبھن۔ سب۔ سبیل بمعنی طریقہ و ھسم
خورانیدن آب در محرّم فی سبیل اللہ۔ سپر۔ سج۔ سجاوٹ۔ سُدھ بالضم بمعنے
ہوش۔ سرسوں۔ سرنگ۔ سطر۔ سفیل کہ در اصل فصیل است۔ سکت بمعنی طاقت
سکوڑ۔ سلونو۔ سمت۔ سحنک۔ سنجاف۔ سنگت۔ سوجن۔ سوجھ۔ سورت قرآن
بخلاف سورہ۔ سوزش۔ سوسن۔ سوگند۔ سوں بمعنی قسم باواوِ معروف ونونِ غنہ
سونٹھ۔ سونڈ بمعنی خرطوم۔ سونف۔ سیدھ بمعنی راستیِ خط۔ سیف۔ سیم بخلاف تخم سیم

حرف شین

شاخ بمعنی ڈالی۔ شام۔ شاہ نوازخانی، قسمی از لباس۔ شب۔ شبنم۔ قسم ململ و بمعنی لغوی
شبیہ بمعنی تصویر۔ شراب۔ شرح۔ شرط۔ سرم۔ شطرنج۔ شعاع۔ شفا۔ شکر۔ شلاک۔
شمشیر۔ شمع۔ شناخت۔ شہرت۔ شیر برنج۔ شیرمال۔

حرف صاد

صبا۔ صبح۔ صفت۔ صفا۔ صلح۔

حرف ضاد

ضریح۔

حرف طا

طرف - طرز - طرزِ بیان بمعنی مصطلح -

حرف ظاء

ظہورِ برکات بمعنی مصطلح در حروف تہجی -

حرف عین

عادت - عطا - عقل - عید -

حرف غین

غذا - غزل - غلام گردش - غلیل - غود -

حرف فا

فتوت - فرد، بمعنی شعر واحد - فکر - فوج - فہمید

حرف قاف

قبا - قبر - قبلہ نما - قتل عام، مشہور ہمین است لیکن شعراے ریختہ آنرا مذکر نیز بستہ اند -
قدرت - قدغن - قطع پارچہ - قِسم بالکسر - قسم بفتحتین - قلم تراش - قنات - قندیل -
قوت - قوم - قیمت -

حرف کاف

کان بمعنی معدن - کاوش - کپٹ بمعنی نفاق کہ لفظ قلیل الاستعمال در اُردو است
کتاب - کنجال - کربلا کہ تعزیہ ہا دراں دفن کنند - وکڑ کہ کبوتراں خورند - کساوٹ -
کسوت - کشتش - کشمش - کفش - کمر - کمرکھ - کمک - کوچ با واو معروف بمعنی پیبا -
کور کہ گرد عماریِ فیل و دیگر چیزہا دوزند - کوک با واو معروف - کوکھ، با واو مجہول -
کونبھل - کھپریل - کھجلی - کھر در آواز با کاف مکسور با ہاے یکی شدہ و را - کھڑاؤں -
کھُلاوٹ - کھیر - کیل بمعنی میخ کوچک آہنی - کیچڑ - کیمیا -

حرف کاف فارسی

گاجر - گات بمعنی سینۂ زنان - گانٹھ - گت - گجگاہ فیل - گڈھیا بمعنی حقہ آب - گرد - گردن - گرہ - گڑگڑی - گزک - گفتگو - گفتار - گندھک - گوٹ - گود - گودی گور - گوگرد - گولک با گاف و واو مجہول و لام مفتوح و کاف - گھاس - گھٹا بمعنی ابر - گیند بمعنی گوے -

حرف لام

لاکھ - لاگ - لیگ - لت بمعنی عادت - لٹ بمعنی قدرے از موے سر غیر بافتہ - لُٹیا - لڑ - لعن - لوٹ - لوٹ مار - لوح - لہر - لید - لیزم -

حرف میم

مال، چرخہ - مانگ - مبارک باد - مثل - مجلس - مچھیا ہٹ - محرم کہ پارچۂ از انگیا باشد - محبت - محنت - مخمل - مدح - مد - مدد - مرقد (مشترک) مرگ - مری بمعنی وبا - مزار مشترک در مذکر و مؤنث - مسجد - مسرّت - مسطر - مشق - مشک بالضم - مشک بالفتح بمعنی مشکیزہ - مصری - مصیبت - معاش - معجون - مقراض - مکو - ملک - ململ - منڈیر - منزل - منقی - مہندی بالکسر - موج - موچ - موچھ - مورچھاں (در معنیاں) موت مہار - مہر بالکسر بمعنی محبت - مُہر بالضم بمعنی خاتم - مُہنال - میخ - میل بالفتح بمعنے چرک - مینا - مینڈ -

حرف نون

ناف - ناک - ناؤ - نبات - نبض - نتھ - نذر - نرخ - نرد - نرگس - نشست - نشست و برخاست - نصیحت - نظر - نقب - نکسک - نگاہ - نمش - نوبت - نوش دارو - نوک - نہایت - نہر - نیاز - نیت - نیم - نیند -

حرف واؤ

وبا - ورزش - وضع - وعظ مشترک در مؤنث و مذکر - وفا - وفات -

حرف ہا

ہانک - ہجوم - ہڑ - ہلجاں - ہلچل - ہمت - ہوا - ہوس - ہیکل -

حرف یا

یاد - یاس - یال - یخ -
وورائے ایں موئنثات سماعی قاعدۂ کلیہ است کہ ہرچہ آخر آں یا باشد باستثناے
آنچہ مذکور شد چنانکہ گذشت موئنثِ ابدی است - وہم چنیں ہر لفظ کہ آخر آں تاء
ہندی یا تا یا کاف باشد یا شین ماقبل مکسور یا مفتوح بود بشرطیکہ ایں جملہ الفاظ
بمعنی حاصل بالمصدر باشند موئنث استعمال یابند - وہمچنیں جمیع القاب جانورانِ
مادہ سوائے باز و باشہ و تنکرہ وغیر آں دیگر جانوران شکاری کہ باوصف بودن
مادہ مذکر استعمال شوند - وہم بخلاف بدھیا کہ گاو نر است و موئنث استعمال یابد-
وہمچنیں جمیع مصادر عربیہ کہ آخر آں تا باشد وہمہ مصادر کہ از باب تفعیل اند در ہندی
ہمیشہ موئنث مستعمل شوند - تمام شد بحث موئنث سماعی -

آمدم بر بیان موئنث تقدیری - موئنث تقدیری آں بود کہ تانیث آن سماعی
نباشد بلکہ دراں تقدیر تانیث کنند - مثل دار و ارض در عربی کہ تصغیر شاں دویرہ و
اریضہ می آید اصل شاں دارہ و ارضہ تقدیر کردہ اند - ہم چنیں در ہند خاص یعنے
در شاہ جہان آباد تانیث بعضی الفاظ موقوف بر تقدیر الفاظ مترادفہ و مناسبۃ الحروف
آں الفاظ است مانند آنکھ بتقدیر اینکہ اصلش انکھڑی مادہ است یا کھال کہ اصل آں
کھلڑی باشد، وورائے سماعت تصغیر ہم در ہندی دلالت بر تانیث نماید - وعلامت
تانیث و تصغیر راء ہندی و یاء معروف بعد لفظ مذکر مثل پلنگ و پلنگڑی و لعل و لعلڑی
و بقلت الف ہم بہ تغیر حرکات و حروف چنیں بود مثل جھبیا و گڑیا و ٹھلیا - چوں صیغۂ
تصغیر در ہندی مذکر را موئنث می گردانند و برائے آن مذکر راء ہندی یافتہ نمی شود

الا در ڈو ھم وڈ و مرا بخلاف عربی کہ آنجا برائے مذکر و مؤنث ہر دو می آید ذکر آن
در صرفِ اُردو مناسب ندانستم۔ والفاظ مشترک مانند پیکان و جان و بال و
وعظ و دہی و اسپک و قرآن و سخن و قلم و اوج و بجر بمعنی کشتیہا و گیہوں نیز بسیار
است۔ و تحقیقش بریں نمط کہ پیکاں را مؤنث بقیاس بحال گفتن زبان عوام اُردو
است و فصحا پیوستہ مذکر خوانند و وعظ را بیشتر فصیحاں مؤنث و چند نفر مذکر گویند۔
و دہی در پنجاب و پورب مونث و در شاہ جہاں آباد اکثر مذکر و کمتر مؤنث است۔ و
اسپک ہم مثل بال غالب التذکیر بود۔ و قرآن ہم چنیں فرقہ بقیاس حمائل مونث دانند
و سخن نزد فصیحاں مذکر و نظر بمعنی بات نزد بعضی مؤنث۔ و قلم بقلت مونث و بکثرت مذکر گفتہ
میشود۔ و ہم چنیں حال اوج و بجر کہ مستعمل اہل دہلی در پورب است در اصل لفظ اُردو
نیست بعضی مؤنث و بعضی مذکر گویند۔ و گیہوں از بقالاں مونث بیشتر و مذکر کمتر و از
فصیحاں مذکر مسموع است۔ و تانیثے سوائے ایں تانیثہا باشد کہ آنرا معنوی گویند
یعنی مذکرے مقابل آن نبود۔

و فاعل را اقسام بود یا اصل باشد و اصالت سوائے اسم جامد در چیز دیگر یافتہ نمی شود
مانند زید آیا و جملہ فعلیہ بآں تمام شود۔ یا غیر اصل و آں اسم فاعل و صفت مشبہ و
مبالغہ و اسم مفعول باشد مثال آں پار سال مرنے والا بھی کیا خوب اساوری گایا ہے
یعنی فلاں مغنی کہ شما مردم میدانید و امسال قضا کردہ است سال گذشتہ چہ خوب
اساوری خواندہ بود۔ ایں مثال اسم فاعل بود و مثال صفت مشبہ ہمارا مارا ہوا
ہم سے پھر کیا مقابلہ کرتا ہے یعنی فلاں کس کہ اورا بارہا زدہ ایم باز خواہد کہ با ما
در افتد۔ یا بھگوڑا آیا ہے یا بھگو آیا ہے یعنی شخص کہ عادت او گریز است و شما از
حال او خبر دارید آمدہ است۔ ہم چنیں ہنسوڑ بمعنی صاحب خندہ و رو و بمعنی گریہ
کنندہ و دبیل بمعنی تابع و فرائل بمعنی کسیکہ اورا ہر کس کہ خواہد میزند و گاہک بمعنی

سرود کنندہ و چکریا بمعنی چاکری پیشہ و لڑاک بمعنی جنگ کنندہ و مچکر بمعنی گردش کنندہ
این صیغہ اسم فاعل نمی تواند شد زیرا کہ بروزن اسم فاعل باب تفعیل بکسر کاف می آید
و مشہور بفتح کاف است و بمعنی مفعول دراں گنجایش ندارد و اگر باین معنی ہم درست آید
باز ہم قیاس ہندی بر عربی چہ ضرور۔ و کھلاڑ و کھلنڈرا ہر دو بمعنی بازی کنندہ
و نکیلا و رسیلا و رنگیلا و سجیلا و ہٹیلا و روہین و مرجیوڑا و جھلا و اچکا و غیر آن بیان
نکردن این صیغہا در صرف از سبب عدم جریان ہر صیغہ در لفظ دیگر است کہ در ہر لفظ
جاری نمیتواں کرد و در صرف بیان قاعدۂ کلّی مد نظر می باشد۔ مثل مرنے والا کہ
صیغۂ اسم فاعل است و در ہر لفظ جاری می تواں کرد مانند کہنے والا جانے والا و
آنے والا و اُٹھنے والا و بیٹھنے والا و رونے والا و ہنسنے والا۔ بخلاف صیغہائے
مذکورہ ظاہر است کہ بر قیاس بھگوڑا و بھگو کہ بمعنی بھاگنے والا باشد ہنسو و ہنسوڑا
و پوچھو و پچھوڑا بمعنی خندندہ و پرسندہ صحت ندارد۔ و بھگیل و ہنسیل و پچھیل بقیاس
دبیل بمعنی بھاگنے والا و ہنسنے والا و پوچھنے والا درست نیاید۔ و بھاگک و ہنسک
و پوچھک و دبک بقیاس گاہک صحیح نباشد۔ ہم چنیں حال دیگر الفاظ۔ مثال مفعول
ماری گئی آج لڑتی ہے درینجا فاعل بالاصالت ہماں اسم است زیرا کہ بھگوڑا
آیا ہے باین معنی است کہ زید کہ شیوہ اش گریختن است آمدہ است "مرنے والا ابھی
پارسال کیا خوب اساوری گایا ہے" خبر میدہد از نیکہ عمرو نام مطربے کہ امسال
سفر از دنیا کردہ است در سال گزشتہ اساوری را چہ خوب خواندہ بود۔ و معنی
"ماری گئی آج لڑتی ہے" این است کہ کنیزے کہ پیش ازیں اورا زدہ ایم
امروز می جنگد۔
و اسم مصدر و حاصل بالمصدر ہم داخل اسم جامد باشد، ازیں جہت کہ مشتق آن نیست
کہ از مصدرے بیروں آید و مصدر از مصدرے نمی آید و اوزان مزید فیہ کہ از ثلاثی مجرد

ہم میرسد مخصوص بعربی است۔ مثال مصدر و حاصل بالمصدر گانا تمام ہوا اور مری پڑی
ہے۔ بالجملہ فعل فاعل یا لازم بود یا متعدی، لازم آنکہ مفعول رانخواہد ہمین ذکر فاعل
بآں کافی است، چوں زید آیا اور زید گیا اور زید اُٹھا اور زید بیٹھا اور زید مُوا اور خوب ہُوا
اور عمرو بولا اور بکر چونکا اور خالد بھاگا اور مینھ برسا اور فوج پہنچی اور تلوار ٹوٹی اور
کھپریل گری اور کنجڑن ہنسی اور کنجڑ ارویا اور کپڑا پھٹا اور خربوزہ کٹا اور سیاہی کاغذ
سے پھوٹی اور کیاری بنی اور کونپل نکلی اور کاغذ پکا اور کلی کھلی اور موم پگھلا۔ و
متعدی آنکہ مفعول رانیز خواہد و علامتِ آں بعد فاعل نون و یاء مجہول بود و نزدِ بعضی
نون و یا و نونِ غنہ باشد لیکن بغیر نونِ آخر بہتر است مانند زید نے مارا عمرو کو اور بکر نے
کاٹا خربوزہ کو اور عمرو نے بیچا کاغذ کو اور توڑا اور پھاڑا اور چیرا اور ٹپکا اور پچھاڑا
اور رکھا اور دیکھا اور کھایا اور چکھا اور پڑھا اور لکھا اور اُکھاڑا اور بویا اور پھینکا اور
جھاڑا اور چھانا اور پکایا اور پکارا اور ملایا اور بُلایا ہمہ افعال متعدی است۔ مارا زید
عمرو کو غلط، مارا زید نے عمرو کو صحیح باشد۔ توڑا زید ہانڈی کو غلط و توڑا زید نے ہانڈی کو
صحت دارد۔ اور ہم کہا اور تم کہا اور ہم کیا اور تم کیا اور ہم دیا اور تم دیا غلط اور
ہم نے کہا اور تم نے کہا اور ہم نے دیا اور تم نے دیا اصل اُردو۔ و در افعالِ لازم
نے غلط باشد زید آیا صحیح زید نے آیا غلط و زید مُوا صحیح و زید نے مُوا غلط اور میں کہا
بجاے میں نے کہا زبان بعضی نافصیحان اُردو است از قبیل پیرانِ کہن سال کہ
باشندگانِ شہر قدیم ہستند۔ و نے کہ دلالت بر فعل متعدی کند مخصوص بصیغۂ ماضی
در جمیع افعال الا در لایا کہ بظاہر متعدی بود و در اصل لازم باشد مانند لایا زید عمرو کو
گویند کہ اصلش لے آیا زید عمرو کو باشد و در بولنا خلاف قیاس است۔ و صیغۂ حال
و مستقبل لازم و متعدی بیک صورت آید مثل زید جاتا ہے یا آتا ہے لازم اور زید
توڑتا ہے اور زید چھانتا ہے متعدی اور زید جاوے گا اور عمرو آوے گا لازم اور

زید پکاوے گا اور زید کہے گا متعدی۔

وچیز نیست شبیہ بفاعل کہ آنرا مبتدا گویند وشبیہ بفعل وآنرا تعبیر بخبر کنند ومبتدا اکثر معرفہ باشد وخبر بیشتر نکرہ ومعرفہ چیز معین را گویند مانند زید وعمرو۔ ونکرہ غیر معین را مانند آدمی وغیر آن مثال آن زید ہنسوڑ ہے زید مبتدا ہنسوڑ ہے خبر صحیح باشد۔ وآدمی ہنسوڑ ہے صحیح نبود چراکہ در آدمی معلوم نشد کہ کدام آدمی ہنسوڑ است جاے سوال باقی ماند وکلام تمام نشد۔ ودر مبتدا وخبر مانند فعل وفاعل تمام شدن سخن شرط است ونیز باید دانست کہ خبر اکثر از مشتقات می باشد وکمتر از غیر مشتقات مانند علیؓ امام ماست وآدم پدر ماست دریںجا اختیار بدست گوینده است ہر کدام را کہ خواہد مبتدا سازد و اگر امامِ ما علیؓ است گویند امام ما مبتدا شود وعلی است خبر وہم چنیں در پدر ما آدم است پدرِ ما مبتدا وآدم است خبر۔ ودر ہندی امام ہمارا علیؓ ہے اور باپ ہمارا آدم ہے۔ وناچار وبیقدر وبیکس وبے سامان وبے حیا وبے غیرت وناآشنا ہم در کلم مشتقات است زیراکہ معنی ناچار مجبور وبیقدر ونادار معنی نادارندہ ومعنی بیکس کس ندارندہ وناآشنا ناشناسندہ باشد ومعنی بے سامان سامان ندارندہ وہم چنیں بیحیا حیا ندارندہ وبے غیرت غیرت نادارندہ۔ ونکرہ ہم ہرگاہ موصوف شود یا مخصص معرفہ می شود مثل غلام نماز گزار بہ از مولاے بے نماز است۔ در ہندی نماز گزار غلام بے نماز میاں سے بہتر ہے۔ غلام موصوف ونماز گزار صفتِ آن۔ یا کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں کوئی شخص عام بود لفظ نہیں آنرا مخصص کرد یعنی ہر کہ در دنیا است از تو بہتر نیست ومعرفہ بر چند نوع است یکے علم مانند زید وعمرو ومثل آن۔ دیگر ضمیر مانند میں اور ہم اور تو اور تم اور وہ۔ میں مجبور ہوں، میں مبتدا مجبور ہوں خبر وہم چنیں تو مجبور ہے اور وہ مجبور ہے۔ دیگر مبہمات وآن دو قسم است۔ اسماء اشارہ مانند یہ بہت قابل ہے یہ مبتدا است قابل خبر ہے وموصولات مثل جو اور جو کوئی اور جو نسا او

جو کچھ مثال آں جو ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کوئی ہمارا یار ہے وہ سب سے بہتر ہے یا جونسا ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ و بعضی بجاے جو کچھ سو کچھ گویند و ایں زبان کسانے باشد کہ در چہل سالگی ہم جو یاے شفقت مادری از انا جان باشند مثال آں سو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ سو تم کہو مبتدا و ہی ٹھیک ہے خبر۔ و بجاے وہی سوئی و سو ہی نیز آید و بجاے جو کچھ جو ہم آید و صاحبان سو کچھ اینجا ہم سو گویند۔ مثال سو تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ و ہمیں صاحبان جونسا را کونسا و جہاں را کہاں و جب را کب گویند۔ مثال آں کونسا ہمارا یار ہی وہی سب سے اچھا ہے بجاے جونسا ہمارا یار ہے وہی سب سے اچھا ہے۔ مثال دیگر کب تم کہو تب ہم چلیں۔ مثال دیگر کہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہی یعنی جہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہو۔ جیسا را نیز کیسا گویند مثال آں، بڑے بیل کو ایسا اُٹھا لیتے ہیں کیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہو۔ یعنی جیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہے۔

دیگر منادی مثل او بھائی او جانے والے یا بھا ہوت یا جانے والے ہوت۔

دیگر ہر چہ اضافت آں بایکی از ینہا کردہ آید مانند غلام زید بہ از غلام عمرو است یا غلام من بہ از غلامِ تست بزبانِ اُردو زید کا غلام عمرو کے غلام سے بہتر ہے یا میرا غلام تیرے غلام سے بہتر ہے یا اس شخص کا بیٹا زید کے باپ سے بہتر ہے یا جو ہمارا یار ہے اُس کا غلام بھی سب سے بہتر ہے۔ و بجاے جو جو کوئی ہم آید اور جو کچھ تم نے فرمایا اُس کا لطف اور ہی کچھ ہے۔ و جو ہم بجاے جو کچھ آرند۔ اینجا بحث فاعل و مبتدا و خبر بانجام رسید اکنوں شروع کنیم بحث مفعول را و اقسامش در اُردو زیادہ از سہ نباشد مفعول مطلق و مفعول بہ و مفعول لہ۔ اما مفعول بہ آنست کہ فعل برو واقع شود و علامت مفعول بہ کاف و واو مجہول بود بعد ازاں ذکر کردہ آید مانند زید نے عمرو کو مارا و نیز علامت نیز۔ مثل زید نے پہلوان کُشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو کو مارا۔ لیکن حذف علامت

دریکی از دو مفعول در فعلی کہ دو مفعول خواہد فصیح باشد بہ نسبت حذف آں بعد از
مفعول واحد مثل زید نے گھوڑا دیا عمرو کو بہ از انست کہ گفتہ آید زید نے پہلوان
کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو مارا۔ واما مفعول مطلق آنست کہ بعد ہر فعل مصدر
آں ذکر کردہ آید و آں بر چند قسم بود یکے آنکہ مصدر ہماں فعل کہ مذکور شدہ باید دیگر
مترادف مصدر آں مصدرے دیگر آید۔ دیگر آنکہ مضاف بسوے چیزے باشد تشبیہاً
یعنی از روے تشبیہ۔ دیگر آنکہ دال بود بر تعدد فعل۔ دیگر آمدن مصدر بمعنی ماموریہ
ساختن کسی بفعلے کہ ازاں مصدر بیروں آید مانند ''گانا گایا'' بے علامت مفعول بہ اور
''گانے کو گایا'' با علامت مفعول بہ۔ مثال اول بولنا بکی اور بولنے کو بکی مثال
دوم۔ لیکن شاذ و نادر فصحا بکنا بکیے اور بولنا بولی میگویند۔ اور آج میں بھی
قاری صاحب کا بیٹھنا بیٹھا مثال سوم۔ ودرینجا حذف علامت مفعول بہتر است
قاری صاحب کے بیٹھنے کو بیٹھا پسندیدہ نباشد۔ اور بیٹھا میں دو بیٹھک یا تین
بیٹھک حاصل بالمصدر ہم در کلم مصدر است یعنی بیٹھک بمعنی بیٹھنا دریں مقام دار دو
رواج دارد مثال چہارم۔ اور میاں تنکر کچھ گانا یعنی میاں تنکر کچھ گانا گاؤ مثال
پنجم۔ اما مفعول بہ اگر با علامت مذکور شود فعل ماضی آں دائم مذکر آید خواہ فاعل
مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے سپاری کو کھایا اور بی بنو نے الائچی کو
چبایا۔ واگر علامت محذوف کنند آں وقت فعل تابع مفعول بہ باشد در مفعول بہ
نظر باید کرد اگر مؤنث است فعل ماضی مونث خواہد بود واگر مذکر است مذکر خواہد بود
خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے پیڑا کھایا اور زید نے برفی کھائی
اور بی گنا نے لڈو کھایا اور بی گنا نے کالپی کی مصری کھائی۔ ہم چنیں رباب
بجایا اور بین بجائی اور میر منو نے پتنگ اڑایا اور تکل اڑائی اور بی فجا نے پتنگ
ہاتھ میں لیا اور تکل ہاتھ میں لی۔ واما مفعول لہ آں بود کہ دراں سبب واقع شدن

فعل بر مفعول مذکور بود مثال تیرے بھلے کو میں کہتا ہوں یعنی تیرے بھلے کے واسطے میں کہتا ہوں یعنی تو کہ مخاطب من شدهٔ برائے خوبی تست ہرچہ میگویم۔ مثال دیگر میں تیرے پڑھنے کو تجھے مارتا ہوں یعنی ترا کہ مضروب خود ساختہ ام برائے خواندن تست۔ و در بعضی جا تحریص بر فعل بود چنانکہ گزشت و در بعضی جا بترک آں حکم کرده آید مثال تیرے بیجا پھرنے کو میں روکتا ہوں یعنی ہجو تو از گردش بیجائے تو میکنم بہتر این است کہ دست ازاں برداری۔

و مضاف در اُردو بعد مضاف الیہ مذکور کنند و بالعکس ہم صحت دارد لیکن فصیح زبانان اول را اختیار نمودہ اند و علامت کہ در مذکر کاف والف و در مؤنث کاف و یاء معروف است بعد مضاف الیہ باشد در ہر دو صورت مثل زید کا بیٹا یا بیٹا زید کا اور زید کی بیٹی یا بیٹی زید کی۔ مگر در ضمیر متکلم و حاضر اضافت محتاج بہ کا و کی نبود بلکہ در عوض کا و کی را اور ری یا را و یائے معروف آید مانند میرا بیٹا اور میری بیٹی اور ہمارا بیٹا اور ہماری بیٹی اور تیرا بیٹا اور تیری بیٹی اور تمہارا بیٹا اور تمہاری بیٹی۔ و میرا را مرا بکسرهٔ میم بغیر یا و ہم چنیں مری و تیرا را ترا بکسر تا فقط و ہمچنیں تری گفتن فصیح می نماید۔ و در ضمیر غائب کا و کی باید آورد مثال اسکا اور انکا اور انھوں کا بیٹا اگرچہ اُنھوں کا زبان لاہور ہست لیکن در اُردو ہم مروج است و ہم چنیں اُسکی بیٹی اور اُنکی بیٹی و اُنھوں کی ہم مثل انھوں کا در اُردو رائج لیکن زبان اُردو نلسیت۔ و اُردو نبودن لفظ مراد ازان است کہ در اُردو تراش نیافتہ باشد بکمی و بیشی حروف و جائے دیگر ہم مروج باشد۔ و بعضی الفاظ در شہر و جائے دیگر ہم مشترک باشند لیکن بہ ندرت مثل سورج و تارا و ساگ و پان وغیرآں۔ مختصر آنکہ سوائے الفاظ مشترک کہ فصیحان و غیر فصیحان شہر و باشندگان جائے دیگر استعمال نمایند ہر لفظی را کہ بد و صورت اہل شہر بہ تلفظ در آرند ازاں ہر دو لفظ لفظی کہ جائے دیگر

سوائے تعلیم مروج نباشد زبانِ اُردو است۔ و فائدۂ اضافت در معرفہ تعریف است یعنی نشان دادن چیزے کسی مانند اینکہ غلام زید کا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے۔ درینعبارت غلام زید مبتدا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے خبر باشد۔ و فائدۂ آں در نکرہ تخصیص است یعنی چیز عام را خاص کردن تا نزدیک بمعرفہ رسد۔ مانند اینکہ مرد کا غلام رنڈی کے غلام سے بہتر ہے۔ مرد کا غلام مبتدا رنڈی کے غلام سے بہتر ہے خبر۔ و فرق در تعریف و تخصیص آن است کہ تعریف دلالت کند بر ذات معین مثل غلام زید کا معلوم شد زید کہ او را ما سید انیم غلامش بہ از پسر عمرو است یعنی اورا نیز سیدانیم یا زید شخصی معینی ہست غلام او از پسر شخصی کہ عمرو نام دارد بہتر است۔ و تخصیص دال بر ذات معین نمی شود مثال آں مرد کا غلام یعنی ہر مرد کا غلام دریں مقام گیرند چرا کہ دریں عبارت کہ مرد رنڈی پر ہر صورت میں غالب ہے ہر مرد و ہر رنڈی مراد است و اگر چنیں نباشد مرد کہ نکرہ است مبتدا چگونہ می تواند شد۔ و کا کہ در اضافت علامتِ مذکر است در چند جا با کاف و یاءِ مجہول مبدل گردد و الف مضاف نیز بیاءِ مجہول شود در چند مقام بخلاف کی کہ دراں تبدیل راہ نیابد با کاف و یاءِ معروف کہ علامت مؤنث در اضافت است یکے آنکہ بعد مضاف نے آرند۔ دیگر سے بمعنی از۔ دیگر میں بمعنی در۔ دیگر پر بمعنی بر۔ دیگر در حالت مفعول بہ شدن۔ دیگر در حالِ جمع شدن دو اضافت یعنی مضاف شدن مضاف الیہ بسوے چیزے دیگر۔ مثال اول زید کے بیٹے نے آج اپنے باپ پر تلوار کھینچی مثال ثانی زید کے بیٹے سے خدا اپنا پناہ میں رکھے۔ مثال سیوم زید کے بیٹے میں کیا وصف ہے۔ مثال چہارم زید کے بیٹے پر کیوں بہتان باندھتی ہو۔ مثال پنجم زید کے بیٹے کو چھوڑ دو۔ مثال ششم زید کے بیٹے کے گھر میں آگ لگی ہے۔ و اضافت دو گونہ بود معنوی و لفظی۔ معنوی آں باشد کہ مضاف و مضاف الیہ خواہ بتعریف خواہ بہ تخصیص یکی گشتہ لیاقت مبتدا شدن پیدا کند چوں زید کا غلام و مرد کا غلام۔

دیگر آنکہ اضافت بعد اضافت در معنوی گنجایش پذیر است مثال زید کے ماموں کے
بھتیجے کے بھانجے کے سالے کا سالا بڑا حرامزادہ ہے۔ و لفظی آنکہ مضاف مضاف الیہ
آں پیوستہ خبر باشد مانند زید صورت کا اچھا ہے اور عمرو اپنے کام کا پکا ہے اور بکر
قول کا پورا ہے اور خالد بات کا سچا ہے و ہم چنیں تلوار کا دھنی اور میداں کا مرد
اور رن کا ساونت اور سبھا کا اِندر اور وقت کا کنھیا اور لاڈ کا پلا اور مُنہ کا بھونڈا۔
و در مضاف و مضاف الیہ چوں خواہند کہ دو لفظ را ایک لفظ ساختہ چیزے را آں
موسوم سازند علامتِ اضافت دور کردہ مضاف را بر مضاف الیہ مقدم سازند و
علامت تانیث و تذکیر ہم از مضاف گرفتہ بمضاف الیہ دہند مانند بڑمُنہا بمعنی خوک
و بڑمُنہی مادۂ آں۔ و بھنڈ قدا بمعنی مرد سبز قدم و بھنڈ قدمی بمعنی زن سبز قدم
و تھوڑ جیا بمعنی شخص نامرد و تھوڑ جیئی بمعنی زن نامرد اصل بڑمُنہا مُنہ کا بڑا اور بڑمنہی
در اصل منہ کی بڑی بودہ است۔ دیگر الفاظ را ہم بریں قیاس باید کرد۔ خلاصہ آنکہ
اضافت یا میانۂ دو چیز شبیہ بیکدیگر واقع شود چوں گل رخسار و سنبل زلف و خورشید
دولت و ستارۂ اقبال و مطلع جبیں و سرو قامت۔ و در ہندی تیرے اقبال کا ستارا
چمکتا ہے یعنی اقبال تو چوں ستارہ درخشد۔ یا تیرے قد کا سرو بہت بلند ہے یعنی قدِ تو
چوں سرو بلند است۔ یا درمیان دو چیز کہ یکے مادۂ دیگرے باشد مانند مٹی کا گھڑا اور
لکڑی کا تخت ظاہر است کہ گل مادۂ سبو است و چوب مادۂ تخت۔ ہم چنیں چاندی
کا گھڑا یا سونے کی چوکی۔ یا میانۂ مالک و مملوک مانند زید کا غلام یا عمرو کا گھوڑا
یا در محتاج و محتاج الیہ مانند گھوڑے کا زین اور ہاتھی کی جھول۔ یا بالواسطہ میں
کہ بمعنی در است مثال آں باغ کی سیر کی بمعنی باغ میں سیر کی۔ یا بادنیٰ علاقہ و آنرا
در عربی اضافت بادنیٰ ملابست خوانند یعنی بکمتر مناسبتی مضاف ملک مضاف الیہ
شود مثال ہماری دلّی تمھارے لکھنؤ سے بہتر ہے۔ یا آغا باقر کے ایران سے خواجہ

ظاہر است کہ متکلم اول در محلہ از محلہ ہائے دہلی
غلام نقشبند کا توران بہتر ہے۔ خانہ داشتہ باشد وہم چنیں حال مخاطب در لکھنؤ باین کمتر مناسبتی کہ ہر دو را باین
دو شہر است خودش ہا لک دہلی گردیدہ و مخاطب را مالک لکھنؤ قرار دادہ۔ نیز بہمیں
نسبت بنسبت آغا باقر با یران و نسبت خواجہ غلام نقشبند با توران خیال باید کرد۔ یا
اضافت مقابل یا نسبتی مانند خراسان کی تلوار بجائے شمشیر خراسانی یا حجاز کا
بجائے حجازی یا دلی کا بجائے دہلوی حجاز کا بجائے حجاز کا رہنے والا و دلی
کا بجائے دلی کا رہنے والا۔ و اضافت بطرز فارسی کہ بکسرۂ مضاف باشد در
دو لفظ ہندی یا یکی ہندی باشد و دیگر فارسی بزبان اُردو غلط بود مانند اوس
برسات یا شبنم بھادوں یا اوسِ صبح۔

دربیانِ حال

اگر کسی گوید کہ موافق قاعدۂ نحو ذکر حال و مستثنیٰ و تمیز بعد مفاعیل اولیٰ بود جوابش
اینست کہ در عربی ذکر آنہا در یک فصل از سبب منسوب شدن شان قرار پذیرفتہ در
زبانِ اُردو کدام قاعدہ باعث بر ذکر شاں در یک مقام است۔ مختصر کہ حال لفظی
بود دلالت کنندہ بر حالتِ فاعل یا مفعول بہ در وقتی و صاحب آں حالت ذوالحال
در عربی بود در اُردو برائے آں نامے مقرر نیست مثال فاعل آج زید حیران چلا
جاتا تھا۔ یا عمرو روتا جاتا تھا یعنی زید راہ میرفت در حالتِ حیرانی یا عمرو راہ میرفت
در حالتِ گریہ دریجا زید کہ فاعل است ذوالحال است و حیران حال و در جملۂ ثانیہ عمرو
ذوالحال و روتا حال۔ مثال مفعول بہ زید کو آج میں نے روتا دیکھا یا عمرو کو آج میں نے
ہنستا دیکھا زید و عمرو ہر دو مفعول بہ و ذوالحال اند و فاعل ضمیر متکلم و روتا و ہنستا حال۔

در ذکر تمیز

تمیز مراد از لفظی بود کہ رفعِ ابہام نماید مثال لیجا چار کوڑی پو سیرا، نہ پوسیری یا لیجا آدھی کی یا ؤ سیر- معلوم نشد کہ کدام چیز میفروشد ہنوز مبہم است تا وقتیکہ گاجریں بگوید یا شاہ مرداں کی لالڑیاں رفع ابہام می شود- پس فروشندہ را ضرور است کہ دوبار مبہم فروشد و یکبار تمیز را بر زبان آرد اگر دوبار لیجا کوڑی پوسیرا گوید یکبار بابید کہ این ہم بگوید لیجا چار کوڑی پوسیرا شاہ مرداں کی لالڑیاں یا گاجریں ہیں آدھی کی یاؤ سیر و ہمچنیں پیسہ کے سولھاں گنڈے و نیز سولہ گنڈ ضعیف یعنی کوڑیاں- دیگر کوڑی کوڑی لیجا یعنی کھٹے کی پھانک- دیگر دمڑی کے دو لیجا یعنی تربوز کے ٹکڑے- دیگر لیجا لب دریاؤ کی یعنی ککڑیاں لب دریاؤ کی باشباع اضافت وواؤ بعد دریا غلط و یائے لب را چناں باضافت کسرہ دہد کہ بروزن بے معلوم شود- دیگر کوڑی کوڑی کنگن منگن ممیز کوڑی کوڑی است- دیگر دھیلے دھیلے لگا دیا ہے یعنے ڈھیر اروی کا ادھیلے ادھیلے غلط دھیلے دھیلے صحیح است- اگرچہ شرفا نیم فلوس را ادھیلا گویند لیکن از زبان فروشندگاں ہمیں خوشنما تر است-

ذکر مستثنیٰ

و آن متصل بود و منقطع متصل آنکہ و مستثنیٰ منہ داخل باشد و منقطع آنکہ چنیں نہ بود- و مستثنیٰ بمعنی بمعنے جدا شدہ و از چیزے پس ہرچہ جدا شدہ باشد مستثنیٰ گفتہ شود و ہرچہ ایں را از آں جدا ساز د مستثنیٰ منہ باشد- مثال متصل ساری برادری کے لوگ ہمارے گھر آئے الّا مرزا حیدر علی یا مگر مرزا حیدر علی- و الفاظ دالّ بر استثناء سوائے الّا و مگر در اردو

سوائے و غیر از و بجز و ورائے و نہیں تو باشد- مثال آں ساری برادری کے لوگ

ہمارے گھر آئے سوائے مرزا مغل یا غیر از مرزا مغل یا بجز مرزا جعفر علی وبرائے مرزا عبد اللہ
یا نہیں تو مرزا ہادی۔ مثال منقطع ساری برادری ہمارے گھر آئی الا موتی کتا۔
ظاہر است کہ سگ داخل برادری نمی تواند شد و غرض گوینده ازاں حصر جمیع اخوان
است یعنی ہر قدر کہ برادران داشتم ہمہ آمدہ بودند مگر کسی کہ نیامد موتی نام سگے است
کہ بامن مانوس و خواص آدم ازو پیدا است تا شنوندگان دریابند کہ ایں شخص
ہرگاہ سگ را دریں مقام فراموش نمی کند فراموش نمودن برادری از وجہ امکان
دارد۔ لفظ کسیکہ برائے ذو العقول است برائے مراعات ذکر قوم و برادری است
ہرچند دریں مقام بیجا بود۔

ذکر منادی

حروف دال بر منادی چند است او و ارے و اری و ابے و ہوت و اوبے و ہوت
و اجی و اوجی و اے و اورے و اوری یا یا معروف برائے مونث۔ بالجملہ اجی
برائے معرفہ آید مثال اجی مرزا محمد علی صاحب یا اجی بی بنو۔ باقی ہمہ برائے نکرہ آید
یا برائے معرفہ غیر معلوم۔ و معرفہ غیر معلوم عبارت از متصف بودن شخص بصفتی یا ممتاز
شدن آن از دیگرے بہ نشانی قرار دادہ واوہ ایم۔ مثال نکرہ او بھیا او میاں
ارے آدمی اری لڑکی یا اورے چھوکرے یا ابے لڑکے ہوت یا اوجی میاں
یا او بے لونڈے برائے مذکر۔ او رنڈی و اری رنڈی و اوری رنڈی و اے
رنڈی و اجی بی صاحب برائے مونث۔ و در عالم تحقیر و تذلیل منادی یا وقت منادی
ساختن کم قدری حروف مذکورہ یا معرفہ ہم استعمال پذیرد مثل اورے بیل و اے
رے بیل و رے بیل ہوت یا اوجی بی نکھو یا و او جھول یا اے چنبیلی یا اوری یاسمن
برائے مونث۔ و ہم چنیں برائے مذکر ہم آید مثل او مٹرووا۔ اور اورے کلوا اور ابے

کھوا اور او بے شمشیر قلی ہوت اور او جی میاں نورا اور لے نورا اور او رے بختیار۔ مثال معرفہ غیر معلوم او جانے والے یا او لال پگڑی والے یا انا کے لڑکے یا لگڑیوں والے ہوت یا انا جی ہوت یا اجی سرخ ڈوپٹہ والے ذرا ادھر تو دیکھو۔ صیغۂ اسم فاعل در جانے والے و دستارِ سرخ در لال پگڑی والے ہوت و ہوت ولدیت دایۂ فرد خنن یا دنجان اُتو کردہ یعنی خیار کہ در ہندی لگڑی خیار را میگویند نکرہ را بپایۂ علمیت رسانیدہ وہم چنیں انا جی و دوپٹہ سرخ در ندائے مونث کار خود را کردہ زیرا کہ لقب وصفت و اسم زیبا وحاصل تحقیر۔ و ترخیم ہم بمنزلہ علم می باشد البتہ شخص را از دیگر شرکاء ممتاز میگرداند مثل میاں بھچو و میاں کلو و میاں ہٹرو و میاں فجو و میاں کمو و میاں چھبو و میاں نتھو و میاں پھچو و میاں ممو و میاں شمو و میاں کبو و میاں گبو و میاں سلو و میاں شبن و میاں بیکھا و میاں چھٹو و میاں مٹھو کہ اعلام اینہا در اصل چیزے دیگر باشد و شہرت باین القاب کردہ باشند۔ و تخلص شعرا نیز داخل ایں نوع باشد و کمتر کساں ازیں صنف خواہند بود کہ سوائے تخلص بنام شہرت دارند و نزد بعضی بھچو و مٹرو و چھبو و چھٹو و مٹھو داخل القاب است باقی ہمہ بترخیم حاصل شد۔ گویند کہ اصل کلو کالے خاں یا کلب علیخاں یا میر کلاں یا چیزِ دیگر است۔ و نزد بعضی رنگ سیاہ در صغر سن باعث شہرت شخص باین نام شود و اکثر بامتحاں رسیدہ کہ میر کلو و مرزا کلو و شیخ کلو و کلو خاں در اصل میر زین العابدین و مرزا عنایت اللہ و شیخ احمد علی و شہاب الدین محمد خاں بودہ اند۔ درینصورت ترخیم گنجایش ندارد یعنی لون ایشاں دال بریں لقب است۔ وہم چنیں اصل فجو فضل علیخاں و فیض علی و بعضی قبول ندارند گویند کہ گاہے اصل میر فجو میر غلام حیدر ہم ثبوت میرسد واجب نیست کہ فجو مرخم فضل علی و فیض علی در ہمہ جا باشد و اصل کمو کمال الدین و کرم علی و قمر الدین و نزد بعضی نام کمو مراد علی ہم باشد و اصل نتھو نتھے خاں نشان دہند۔ و بعضے سبب ایں لقب حلقۂ طلا رادانند کہ در بینی اطفال اندازند۔ و اصل سمو سلام اللہ و عبد الصمد

وصمصام قلی وسلیمان بیگ گویند وبعضی واجب نشمارند بلکه سمولقب مرزا لطف علی بیگ
نزد شان مستبعد نباشد۔ واصل شمو شاہم قلی بیگ یا شمس الدین ذکر کنند۔ وبعضی میر
مرتضی را میر شمو خوانند واصل گبو باگاف گلاب خاں واصل کبو کلب علیخاں دانند۔ وبعضی
میر علیم الدین ومیر عتیق اللہ را گبوّ وکبوّ شمارند واصل سلّو سلام اللہ وسلیم بیگ وسلامت علی
وسالم علی خوانند۔ وبعضی شیخ محمد حیات وغیرآں نشان دہند۔ واصل شبّن شہاب
شہاب الدین وشب برائی ثابت نمایند وبعضی میر مظفر را بمیر شبّن ملقب سازند۔ واصل
بھیکھا بھیکن خاں۔ وبعضی لقب قطب الدین خاں برائے درازی عمر دانند۔ واصل
حسّو حسن علی وبعضی ملقب باین لقب از جہت خندہ کردن بسیارش در صغرسن گمان
برند۔ وصاد وسین وحا وہا را در بعضی مقام نزد اہل اردو یک حقیقت است الّا
ریختہ گویاں بملاحظہ قافیہ تحقیق این معنی منظور دارند۔ وروشن الدولہ را روشن دولا
وکمال خاں را کملو وکرم علی را کرمو وکلب علی را کلبو وفضل علی را فضلو وفیض علی
را فیضو وقادر بخش را قدرو گفتن ترخیم خالی از نزاع بود۔ ونان بائی وعطار و
گندھی وکونجڑا وبساطی وحلوائی وحکاک وتنبولی ودھوبی وقصائی مثل ادمیال
نان بائی اور او کونجڑے ہمہ داخل صفات بود۔ وگھڑمنہا وگدھا واونٹ وگینڈا
وارنا دہرن وخانم صاحب وکتا وکپا ولکڑی وبڑمنہا وپکھاوج مانند اوگھڑمنہے
یا اوگدھے یا او اونٹ یا اوبڑمنہے ہمہ اسم دنیا بود کہ در ہندی پھبتی گویند۔ وتحقیر
در مذکر بیشتر بالف وکمتر بایا حاصل آید ودر مؤنث اکثر بایا داخل بالف مثل نورا وبھیکھا
وچھبا ورجبی وقطبی در مذکر ورحمانی ورجبی وقطبی وسجانی وحفیظا وپریا ومٹھیا و
مدھیا ومنڈھیا وسڈھیا در مؤنث۔ بعضی تحقیر رحمانی ورجبی وقطبی وسجانی در مؤنث
قبول ندارند گویند کہ رجبی بیگم احتمال دیگر ندارد وہم چنیں حال دیگر الفاظ یعنی رجبی
از رجب النسا نہ گرفتہ اند مگر قطبی بہ قطب النساء تاویل می تواں کرد۔ ورحمانی از رحمن بخش

تاویل کردن تکلف است وحفیظا را در اصل حفیظ نشان مید ہند پس بہ قاعدہ
تبدیل ہا آخر کلمہ در ہندی بالف محقر باشد۔ و پریا تحقیر پیر بخش است و مٹھیا را
محقر مٹھو و مدھیا را محقر مادھو و منڈیا محقر منڈ و سڈھیا را محقر سڈھو صحیح دانند
و دریں محقر ہم تحقیر بہ یا معتبر دانند و اِلّا از گلو گلا محقر استعمال یافتے نہ گلیا و از سڈھو سڈھا
نہ سڈھیا۔ شاید نزد اہل تحقیق سڈھی اصل سڈھیا باشد و منڈی اصل منڈیا باشد
و الف برائے فصاحت در آخر آں زیادہ بر مطلوب شمار می کردہ باشند۔ و ترخیم در
در گلو بواو معروف در تذکر از گل محمد یافتہ می شود و در لقب گلو و کلو و کلوا اعتبار
رنگ سیاہ نیکوتر است۔ و علامت منادی گاہے محذوف نیز می شود و مثل مرزا
محمد علی ادھر آؤ اور دائی خیرن بات سنو۔ و لقب و ترخیم و علم در شاہجہان آباد
مخصوص بہ ہر فرقہ باشد اما فجو و بھجو و کبو۔ و میاں جان و جھبو و شبن و ابو و مچھو و لبو
و منو و مدو و قدو و عظمو و عصمو و نصرو و کمو و حفظو و کلو و اچھن بیشتر لقب و ترخیم
کشمیری بچہائے شہر باشد۔ لیکن اچھن و بھجو و جھبو و کلو و حفظو شاید کہ نام اطفال
غیر کشمیری ہم باشد۔ و امار لدو و جیون و سوندھا و کلو و بھاگو و جھنگا و للو و دوستی
و کرمو و رحمو و دھنو و سمو و شمو و پنو و چینو و دھنا و شکرو و سوندھی و گاماں و جھنڈو
و کھیلا و صلا و لدھا و ملکو و جھلو و جیا و بولا و گھما و ہینگا و بھلو و رانجھا و شبو و صوبا اکثر
لقب و ترخیم اولاد پنجابیاں باشد۔ و دریں القاب و ترخیم جیون و کلو و حفظو و بولا
و جھلو و گاماں و شکرو و دھنا جائے دیگر ہم است و سمو و چینو جائے دیگر نقل پنجابیاں
بود زیرا کہ سمو لقب باگڑھی بچہ ہم شنیدہ می شود۔ و چھدی و منڈی و بچی و بھکیھی
و قدرت و نصرت و اطہر و برکت و مدن و صفن و مکرنا و مکا و الفت و بھگن
و جھگن لقب و ترخیم اولاد پوربیا باشد۔ و چینو و ننھو و نتھو و نکھو و گلو و کمو و فضلو و
فیضو و فخرو و الفو و عزو و حسو و حسنو و جما و خیرو و خیرا و چھبا و بندو و کلو باواو معروف

وتنّو وچھنگا وجیون وشب براتی وہنگلی وعیدو ورمضو وسدّو ونجّو وپنّو وبچّو وجھمّو و
پیازو و نورا و فتّو لقب و ترخیم فرزندان اردو دان باشد۔ وفخرو وفصلو وبچّو وجھبّو وکھو
وجھمو۔ وفتّو وچھچو وجیون مشترک اند باقی مخصوص بدہلویان۔ اگر دیگران تقلید شان کردہ فرزندان
خود را بالقاب مخصوصۂ شان ملقب سازند گریز نیست۔ اما اعلام پنجابی پسران نور محمد و
عبد الحفیظ محمد اعظم محمد حنیف عصمت اللہ نعمت اللہ فیض اللہ عبد الحق عبد الکریم محمد جمال
وگاہے پیر محمد نور العین امانت اللہ قل احمد عبد الحکیم عبد الصمد عبد الاحد عبد القادر محمد غوث
غلام محی الدین نیاز محی الدین قل محمد نظر محمد محمد مظہر عبد القدوس یونس محمد محمد افضل
اما اعلام پسران اہل پورب غلام قطب الدین علم الہدیٰ نور البقا نجدت ارتقا شیخ
مزمّل الم ترکیف میرٹھ شیخ لیسین غلام فاروق کرم صفی غلام سادات عبد الجامع
عبد الواسع غلام ولایت وصف اللہ من اللہ میر کریم قلی امانت حسین برکات اللہ
ابن علی کرم الرحمن حمید اشرف مرید اشرف شمیم اللہ صبغت اللہ واحد علی ورد علی غلام
مخدوم غلام زکریا غلام عثمان مولا بخش پیر بخش۔ و در بعضی اسما اہل پنجاب شمول اہل
پورب و عکس آن نیز مضائقہ ندارد۔ اعلام مخصوص با اہل توران بارانی بیگ
ہانی بیگ جانی بیگ نوری بیگ تنگری قلی بیگ خواجہ خوانم قل خواجہ غلام نقشبند
منڈا بیگ نیاز خواجہ نثار خواجہ نقشبند تنگری وردی بیگ میر چاپش خواجہ فضائل
میر بلاق لالا بیگ توتا بیگ پیرا بیگ بجاق بیگ توخمش خان اتسکر بیگ تراب بیگ
ابدال بیگ میر بدل میر ساقی اغر بیگ چاغر بیگ قراخاں۔ یک دو نام کہ ازیں
نامہا جاے دیگر در فرقۂ دیگر مسموع می شود بہ تقلید اینہا باشد یا اصل مسمی ازیں جماعت
خواہد بود۔ و دریں صاحبان برادر را آقا و بزرگ را ایشان و ولی را حضرت ایشان
وہمچنیں وقت گفتگو مخاطب عالیقدر را حضرت گویند و پیش از شروع ہر کلام تقصیر
زباں دارند مثل صاحبان سرنگ پٹن و مندراج۔ اعلام مخصوص با اہل ایران

جعفر قلی بیگ رضا قلی بیگ حسن قلی بیگ زین العابدین بیگ عسکری بیگ مہدی قلی
بیگ عباس قلی بیگ مرزائی بیگ آغائی بیگ مرزا محسن - ازین نامہا مرزائی بیگ
در تورانی بچہا ہم شنیدہ می شود ساکنان جدّی بل اکثر فرزندان خود را باین اسماء
موسوم سازند از طرف اہل ایران اجازت است - اعلام مخصوص بہ اولاد کشمیر
محمد اکبر محمد اکرم محمد ضیا محمد کاظم محمد عابد محمد باقر محمد صادق محمد جعفر محمد عسکری بخلاف محمد علی
و محمد حسین و محمد حسن و محمد رضا و محمد تقی و علی نقی کہ اینہا مشترک ہستند - دیگر محمد صابر و
محمد صبور و عبد الشکور و عبد الغفور اینجا بیشتر و جاے دیگر کمتر - و محمد مقیم و محمد سخی اگر در فرقۂ
دیگر باشند شاذ است سواے محمد لیث و محمد صبور - اعلام دیگر کہ اول آنہا محمد است
مخصوص با اہل خطہ ہستند جاے دیگر ہم رواج دارند لیکن جزو اول شان مرزا یا
میر است نہ لفظ محمد مثل مرزا کاظم و مرزا جعفر و مرزا علی اکبر و آغا علی اکبر نام اہل
ایران بیشتر است محمد اکبر خیر حیا کہ این نام خصوصیت بحضرت کشمیر دارد -

و چیزے است از اسم کہ تابع اسم دیگر و مذکور بعد متبوع و ماقبل خودش باشد
از انجملہ یکی علم متخصص بود کہ بعد اوصاف مذکور کنند پس آن اوصاف را مبدل منہ و
علم را بدل نامند - مثال آن آج ہمارے گھر داناؤں کا تاج سر اور فصیحوں کا سر آمد
میر محمد علی آویگا - داناؤں کا تاج سر صفت اول اور فصیحوں کا سر آمد صفت دوم
این ہر دو مبدل منہ باشد میر محمد علی علم و بدل بود - دیگر صفت کہ ہمیشہ تابع موصوف
باشد یکی افراد و جمع و دیگر تانیث و تذکیر و فاعلیت و مفعولیت و متغیر شدن بحرف
مانند بُری رنڈی و بُرا مرد اور بُری رنڈیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور بُرے
آدمیوں نے شہر گھیر لیا ہے یا بُری رنڈیوں کو شہر سے نکال دو اور بُرے آدمیوں
سے ڈریئے یا بُری رنڈیوں سے ڈریئے یا بُرے آدمی سے ڈریئے یا بُری رنڈی سے ڈریئے - و کسرۂ آخر موصوف
در ہندی جائز نبود کہ آن مخصوص بزبان فارسی است چون مردِ بسیار و پھولِ خوب - الا در آخر

لفظی کہ سوائے ہندی نامی در فارسی نداشتہ باشد چوں پھلکاریِ نادرو چھینٹ بوٹہ دارو و چنیں لفظ در عطف و اضافت ہم حکم فارسی دارد۔ دیگر تکرار برائے تاکید خواہ بدو لفظ خواہ بیک لفظ خواہ باسم خواہ بفعل مانند کون آیا، جواب زید زید۔ مثال دیگر زید کیا آیا، جواب آیا آیا۔ یا در حالت سرور آیا، زید آیا زید۔ و بہت سی بہت سیاں در مونث و بہت سا و بہت سے بایائے مجہول در مذکر و اکٹھے و اکٹھا در مذکر و اکٹھی و اکٹھیاں در مونث نیز حکم تکرار دارد۔ و سارا و سارے و ساری و ساریاں نیز ازیں قبیل بود۔ مثال نورن خفا ہوئی بہت سی اور امیر بخش اور ظہورن اور حسینی آج ہم سے خفا ہوئیں بہت سی و بہت سیاں نیز صحت دارد لیکن نزد بعضے فصیحاں برائے مفرد و جمع ہماں یک لفظ بہت سی باشد مانند آج ہم سے بہت سی رنڈیاں خفا ہو گئیں۔ لیکن در مذکر مفرد و جمع باہم تفاوت آید مثال آں فلانا ہم سے آج بہت سا خفا ہوا۔ اور عمرو اور زید اور بکر آج ہم سے بہت سے خفا ہوے۔ و اکٹھا و اکٹھے بایائے مجہول ہر دو برائے مذکر مجموع درست است لیکن بایائے مجہول افصح باشد و اکٹھی بایائے معروف برائے مؤنث مجموع و اکٹھیاں نیز لیکن اول فصیح تر بود مثال کئی مرد اکٹھے ہوے فصیح باشد اور کئی مرد اکٹھا ہوے صحیح غیر فصیح۔ اور کئی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں فصیح اور کئی رنڈیاں اکٹھیاں ہوئیں برزبان بعضی کئی رنڈیاں اکٹھا ہوئیں ہر دو غیر فصیح باشد۔ و بعضی اکٹھا و اکٹھی برائے مفرد نیز تجویز نمایند و ایں عبارت شاں مثبت ایں دعوے افتد کہ زید چوہوں کے ساتھ اکٹھا ہوا اور ہندہ سینگی والیوں کے ساتھ اکٹھی ہوئی۔ لیکن ایں عبارتہا گفتگوے فصیحاں نباشد۔ اور زید پانی سے تر ہو گیا سارا اور عمرو تالاب میں ڈوب گیا سارا اور لوگ دریا میں ڈوب گئے سارے لیکن بیشتر دریا را دراردو دریاؤ استعمال میکنند و بغیر واو ہم از زبان بعضی صاحباں مسموع است۔ اور ہندہ پانی

سے تر ہو گئی ساری یا ہندہ دریا میں ڈوب گئی ساری یا رنڈیاں دریاؤں میں ڈوب گئیں
ساری یا ساریاں لیکن اول فصیح تر است۔
دیگر عطف و علامت آں اور یہ بروزن جور باشد۔ و در بعضی مواقع واو در الف غائب
شود و فتحۂ الف بحال خود ماند و داخل نکردن ایں حرف در حروف اردو از جہت
عدم ثبوت اصالت است زیرا کہ استعمال در بعضی احیان معتبر نباشد بلکہ در جمیع اوقات
بخلاف گھر و بھر و بندر ابن و پنڈول وغیر آں کہ در جمیع احیان بدو حرف بمنزلہ یک حرف
استعمال نمایند۔ مثال زید آیا اور عمرو بمعنی ہر دو آمدند و زید آیا و عمرو آیا ہم صحیح باشد
و اگر فاصلے از قبیل فعل یا اسم فاعل و نظائر آں درمیان معطوف و معطوف علیہ نباشد
در فعل صیغۂ جمع ضرور است مانند زید اور عمرو آئے اور نورن اور ظہورن آئیں یا آئیاں
و در زید آیا اور عمرو، عمرو معطوف است و زید معطوف علیہ ایں مثال فاعل بود
مثال مفعول زید اور عمرو کو دس اشرفیاں دو۔ یا زید اور عمرو کو دس اشرفیاں اور
دس روپئے دو۔ زید اور عمرو مفعول اول اور دس اشرفیاں اور دس روپے مفعول
ثانی۔ و در معطوف و معطوف علیہ فاعل فعل متبع معطوف باشد مثالش آن زید کے
دس روپے اور پانچ اشرفیاں جاتی رہیں یا پانچ اشرفیاں اور دس روپے جاتے
رہے اور پانچ رنڈیاں اور چار مرد آئے یا چار مرد اور پانچ رنڈیاں آئیں۔ مثال
متعلق بحرف در ینجا جمع معطوف علیہ و رائے جمع معطوف آید تین خانگیاں اور دو کسبیوں
سے آج ملاقات ہوئی۔ و ایں قاعدہ در مفعول ہم جاری است مثال تین رنڈیاں
اور چار مردوں کو آج زید نے اشرفیاں دیں۔ و نزد بعضی موافقت شرط است مانند
تین خانگیوں اور چار کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی لیکن عدم موافقت فصیح تر است
مثال مفعول تین خانگیوں اور چار کسبیوں کو آج دیکھا و ایں از اول نیکوتر بود
و در معطوف علیہ صیغۂ جمع را ذکر نکردن ہم جائز بود مانند تین خانگی چار کسبیوں سے

آج ملاقات ہوئی یا تین کسبی اور چار خانگیوں کو آج دیکھا۔ باقی قاعدۂ فاعل
مذکر و مؤنث و مفعول با علامت و بے علامت بر ہمیں قاعدہ قیاس باید کرد۔
و در دو لفظ ہندی و یکی ہندی و دیگر فارسی واو عاطفۂ فارسی آوردن خوب نیست
مثل جھاڑو و ٹوکرا یا جاروب و ٹوکرا۔

دیگر عطف بیاں و آں علم شے بعد چیزے باشد کہ مثل علم بود از قبیل کنیت و غیر آں
مثل ابو الحسن و ابو القاسم محمد در عربی و پدر مرزا محسن در فارسی اور مینڈو کا باپ نور خاں
در ہندی۔ و فرق درمیان بدل و عطف بیاں بسیار نازک است زیرا کہ ہر دو
یکے معلوم می شود مثلاً میں رستم کی ناک مروڑ ڈالنے والا حسن بیگ ہوں یا میں
حسن بیگ کا بیٹا محمد بیگ ہوں عطفِ بیاں باشد۔ اور زید بھائی تیرا آیا، یا
بھائی تیرا زید آیا یا تیرے بھائی زید نے عمرو کو مارا بدل بود۔ میانہ این عبارتہا
بعد تامل باید دانست کہ تفاوت چیست۔ بالجملہ آنچہ اسہل طریق بیان است
بگمان راقم داعی این است کہ در عطف بیاں قید علمیت واجب باشد مثل ابو الحسن علی
و در بدل چنیں نباشد چرا کہ تیرا بھائی زید آیا اور زید بھائی تیرا آیا ہر دو برابر است۔
در عبارت اول زید بدل و تیرا بھائی مبدل منہ بود و در عبارت دوم زید مبدل منہ
و بھائی تیرا بدل باشد۔ لیکن ایں قدر تفاوت موجب تشفی طالب نمی شود چرا کہ
دریں عبارت کہ میں رستم کی ناک مروڑنے والا حسن بیگ ہوں اگر حسن بیگ را
کہ عطف بیاں افتادہ است بدل گویم نیز جا دارد۔

و علامت تمیز کتنا و کتنے و کے و کئی و عدد باشد و کتنی با یاء معروف مفرد مونث و
جمع نیز کتنیاں نیز جمع آں بود۔ و کتنا بیشتر برائے سوال از بزرگی و خردی و ثقل و
خفت چیز باشد مانند یہ ڈھیر کتنا ہے یا یہ ٹکڑا کتنا ہے و گاہے متضمن سوال نبود
مثال تو بھی کتنا بیحیا ہے۔ و کتنے با یاء مجہول بیشتر برائے سوال از عدد باشد مانند

کتنے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے وگاہے چنیں نہ بود مثال تم لوگ بھی کتنے
بے مروت ہو۔ وبا یک کس ہم در مقام تعظیم روا بود۔ وکے با کاف مفتوح ویا
ہمیشہ برائے سوال بود مانند کے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے۔ وکئی ہمیشہ مبرّا
از سوال باشد مثال آں، کئی آدمی اُن کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ ودر عدد
واحد زن و مرد مساوی باشد مانند ایک رنڈی وایک مرد ودر زیادہ ازاں
برائے زن صیغۂ جمع در کار است وبرائے مرد صیغۂ مفرد مانند دو رنڈیاں اور دو مرد
اور تین رنڈیاں اور تین مرد۔ وآنچہ بعضی گویند کہ مرد لفظ فارسی است واز جملۂ آں
الفاظ است کہ مفرد وجمع آں یک حکم دارد مانند لڈو وہاتھی وانار وسیب ودریں
صورت فرق در مرد وزن ہماں باقی ماند، والّا باید کہ ہر لفظے کہ بمعنی زن بیاید سوائے
واحد، جمع آں مذکور کنند وبمعنی مرد بخلاف آں مفرد وچنیں نیست۔ زیرا کہ مردوا
ہم بمعنی مرد است ودو مردوا وتین مردوا گفتن درست نباشد بلکہ دو مردوے
اور تین مردوے صحت دارد۔ جواب شاں بضعف ایں است کہ مراد از لفظ لفظے
است کہ در مردان فصیح مروج باشد نہ آنکہ مخصوص بہ زناں۔ پس موافق قاعدۂ کہ
ذکر کردہ آمد لفظ مرداں بمعنی زن در ہندی رنڈی وعورت وکسبی وخانگی وکنچنی
وڈومنی ورام جنی ونیک بخت وغیر آں باشد۔ وبمعنی مرد مرد وآدمی وشخص۔ و
واؤ ونون غنہ بعد واؤ در آخر اعداد سوائے واحد برائے حصر آید مانند تینوں روپے
زید کو دیے یا چاروں تربوز عمرو نے کھائے۔ ودر صدہا وہزارہا واؤ ونون دلالت
بر زیادت عدد نماید مثل سیکڑوں اشرفیاں عمرو کو بخشیں اور ہزاروں روپے
زید سے لیے ولاکھ وکروڑ زیادہ ازاں نیز در حکم صد وہزار باشد۔
ومُعرب آں بود کہ آخر آں متغیر شود از جہتے مانند جمع چیزہائے بحیس وبحرکت
بشرطیکہ حرف آخر شاں الف باشد در حالت فاعلیت ومفعولیت واضافت و

و تعلق با بعضی حروف یا مفرد چیزے بجنس و حرکت در وقت فاعل و مفعول و مضاف و متعلق با حرف شدن در فعل متعدی بہماں شرط کہ جمع مذکور شد۔ و مبتدا شدن نیز در جمع ہمیں قاعدہ را میخواہد مثل پیڑا کہ چوں جمع آں را فاعل آرند الف با یاء مجہول مبدل شود مانند پانچ پیڑے میرے ہاتھ سے گرے۔ و اگر مفعول آرند و علامت مفعولیت ہم ذکر کردہ شود بجاے الف مفرد واو و نون جمع آید مثال آں، آج سات پیڑوں کو میں نے کھایا و بغیر علامت در مفعول ہم ہماں یاء مجہول بجاے الف کافی است مثالِ اینکہ چار پیڑے آج میں نے کھائے۔ و در اضافت و تعلق حروف ہم واؤ و نون بجاے الف صحیح باشد والا غلط مثال پیڑوں کا مزا کچھ اور ہے اور پیڑوں سے ہرگز جلیبیاں بہتر نہیں مثال مبتدا، دو پیڑے ٹوکری میں اور ہیں یا تین پیڑے ٹوکری میں اور باقی ہیں مثال مفرد۔ ہرگاہ آنرا فاعل فعل متعدی ساختہ نے را کہ علامت تعدیہ ست بعدِ آں بلا فاصلہ آرند الف با یا مبدل گردد مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا۔ و در فعل لازم الف بحال خود ماند مثال آں، ایک پیڑا ٹوکری سے گر پڑا۔ و در حالت مفعولیت ہم یاء مجہول بجاے الف آید۔ مثال آں، ایک پیڑے کو میں نہیں کھاتا چار پانچ ہوں تو کھاؤں۔ و اگر علامت مذکور نکنند الف بحال خود ماند مانند اینکہ، ایک پیڑا میں نہیں کھاتا۔ مثال مضاف ایک پیڑے کا ٹکڑا میں نہیں کھاتا۔ مثالِ متعلق با حرف ایک پیڑے سے اپنا پیٹ کب بھرتا ہے۔ دیگر کا علامت اضافت است در مذکر بیان آں در بحث اضافت گزشت۔ دیگر یا و نون غنہ و الف و نون غنہ جمع کہ در حالت فاعل و مبتدا شدن دال بر فاعلیت و مبتدا شدن باشد مانند گاجریں جلیبیں اور گاجریں ٹوکری میں ہیں اور مولیاں بازار میں آئیں اور مولیاں کڑوی ہیں۔ در وقت مفعول و مضاف و متعلق شدن با حرف

الف و نون و یا و نون با علامت مفعول واو و نون مستعمل گردد چوں گاجروں
کو مول لاؤ اور مولیوں کو بیچ ڈالو۔ و بے علامت مفعول بحال خود مانند مثالِ آن
گاجریں مول لاؤ اور مولیاں بیچ ڈالو۔ و دو حال دیگر ہمیشہ واو و نون مذکور شود
مانند گاجروں کا مول اور مولیوں کا مزا اور گاجروں سے پیٹ دکھتا ہے اور
مولیوں سے طبیعت سیر ہو گئی۔ دیگر مضاف ایں ہم چوں چیز مفرد ہمیں حرکت باشد
مثال زید کا بیٹا گھوڑے سے گر پڑا ایں فعل لازم بود درینجا ہیچ عمل نکرد۔ مثال
فعل متعدی زید کے بیٹے نے آج گھوڑا دوڑایا اور زید کے بیٹے نے عمرو کے بھانجے
کو مار ڈالا اور زید کے بیٹے سے مجھے نفرت ہے۔ و بحذف علامت مفعول درحالت
مفعولیت متغیر نشود مثال، زید نے عمرو کا بیٹا مار ڈالا۔
و مبنی آنست کہ اصلا دراں تغیر راہ نیابد مانندِ فک کسرہ در مضاف و مضاف الیہ
فارسی در وقت مضاف شدن مضاف الیہ بزبان اُردو مثل ہندوستان کا
والی اور زید کا غلام کہ قلبِ آں غلام زید کا اور والی ہندوستان کا باشد کسرۂ
آخر غلام و والی باین خیال کہ در اصل غلام زید و والی ہندوستان بکسرۂ میم و یا
بودہ اند غلط است۔ دیگر تقدیم صفت بر موصوف مانند بُرا آدمی اور بھلا آدمی
کہ الف آں درحالتِ مفعولیت و جمع و غیر آں یاءِ مجہول گردد یا واو مثالِ آں
بُرے آدمیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور بُرے آدمیوں کو خدا غارت کرے
یا بُرے آدمیوں نے گھر خراب کیے ہیں یا بُروں سے ڈریے یا بُرے سب زمانے
میں کامیاب ہوتے ہیں یا کامیاب ہیں۔ غرض ما از عدم تغیر عدم تقدم موصوف
بر صفت است۔ دیگر الفاظیکہ جمع و مفردِ آں یکی باشد چوں لڈو و کدو و شلغم و ہاتھی
و غیر آں۔ دیگر حاصل بالمصدرے کہ بہ پن سازند چوں شہدپن و لڑکپن و دیوانپن
و بچپن کہ اصل آں شہداپن و لڑکاپن و دیوانہ پن یا دیواناپن و بچہ پن یا بچاپن باشد

یعنی ماقبل حروف محذوف باید کہ مبنی بر سکون بود۔ دیگر اعلام مرکب یعنی نامہاے
مرکب کہ آخرِ کلمۂ اول آنہا دائماً مبنی بر سکون باشد چوں احمد علی و حیدر علی و
محمد حسین و احمد حسین و محمد جعفر و مرتضیٰ حسن۔ دیگر مبدل منہ مانند مرزا کلو بیگ و غیر آں
و میر منو و غیرِ آں و شیخ لکھو و غیر آں مرزا و میر و شیخ و ہرچہ ازیں قبیل بود مانند امام در
امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السلام و شاہ در شاہ کلو و دیگر فقرا و بابا در بابا فغانی
و دیگراں و لالا در لالا بہاری لعل و غیر آں و مسر در مسر کرپا رام و غیر آں و پنڈت در
پنڈت منسا رام و غیر آں و کاکا در کاکا سندر داس و غیر آں و نواب در نواب
نظام الملک و غیر آں ہمہ مبنی بر سکون در آخر بود۔ دریں صورت خواجۂ نقش بند
بہمزۂ مکسور و مرزاے کلو بیگ بکسرۂ یا و میر منو بکسرۂ را و شیخ لکھو بکسرۂ خا و امام جعفر
بکسرۂ میم و شاہ کلو بکسرۂ ہا و باباے فغانی بایاء مکسور غلط محض باشد۔ ہمچنیں حال
الفاظ باقی۔ بالجملہ مبنی را نحویاں ہشت قسم شمردہ اند۔ از انجملہ یکے مرکب است کہ امثلۂ
آں ذکر کردہ شد۔

دیگر مضمرات یعنی ضمیرہا۔ و آں در عربی ہفتاد و در ہندی سی و پنج بود۔ پنج منفصل
برائے فاعل آید وہ یا وے براے مفرد مذکر غائب و مونثِ آں و تثنیہ و جمعِ ہر دو و نیز
نزدِ بعضی وے براے تثنیہ و جمع ہر دو بایاء مجہول باشد۔ اما فصحا ایں قول را قبول
ندارند و زبانِ مُلّا ہاے مکتبی پندارند۔ وہ براے حاضر مذکر مفرد و مونث آں۔ تُو۔ افصح
و زبانِ قدیمانِ اُردو تیں بود۔ و تُم براے تثنیہ و جمع و ہر دو۔ و براے متکلم مفرد و
مذکر و مونث میں۔ و براے تثنیہ و جمع ہر دو ہم۔ و شش دیگر منفصل براے مفعول
تجھے میں ماروں گا براے مفرد و مذکر و مونث حاضر۔ تمھیں میں ماروں گا براے
تثنیہ و جمع ہر دو۔ مجھے تُو مارے گا براے متکلم مفرد مذکر و مونث۔ ہمیں تُو مارے گا
براے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اُسے تُو مارے گا براے مفرد غائب مذکر باشد یا مونث۔

اُنھیں تُو مارے لگا تثنیہ وجمع وہر دُو۔ وشش متصل برائے فاعل باشد مانند کیا اُس نے اور اُنے با نون مشدد نیز صحیح باشد ایں مثال مفرد مذکر و مؤنث غائب است۔ اور کیا اُنھوں نے جمع و تثنیہ وہر دُو۔ اور کیا تُو نے اور کیا تم نے، اوّل برائے مفرد مذکر و مؤنث حاضر دُوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور کیا میں نے اور کیا ہم نے اور میں کیا یا کیا میں بجائے میں نے کیا اور کیا میں نے لفظ غیر فصیحان شہر باشد، اوّل برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث دُوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ وشش دیگر متصل برائے مفعول آید واین ہماں شش ضمیر است کہ منفصل برائے مفعول آید و مجھکو بجائے مجھے و ہمکو بجائے ہمیں و اُسکو بجائے اُسے و اُنکو بجائے اُنھیں و تجھکو بجائے تجھے و تمکو بجائے تمھیں نیز روا باشد۔ وبمنزلہ مارا مجھے اور مارا ہمیں اور مارا اُسے اور مارا اُنھیں اور مارا تجھے اور مارا تمھیں۔ وشش دیگر متصل متعلق حرف باشد مانند اُس سے برائے مفرد غائب مذکر و مؤنث اور اُن سے جمع و تثنیہ آں تجھسے اور تم سے اول برائے مفرد حاضر مذکر و مؤنث و دوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور مجھ سے اور ہم سے اول مفرد متکلم مذکر و مؤنث، دوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ وشش دیگر از متصل برائے اضافت آید مانند غلام میرا برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث۔ اور غلام ہمارا برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور غلام تیرا اور غلام تمھارا اور غلام اُس کا اور غلام اُنکا۔ مجموع ضمیرہا نزدِ فصیحان بحسابِ سی و پنج باشد و نزدِ غیر فصیحان سی و شش، چرا کہ ایں جماعت برائے فاعل ضمیر منفصل غائب در مثنیٰ و مجموع وے بکسر واو و یاءِ مجہول ثابت کنند و بحسابِ دیگر سی نزد غیر فصیحان و بست و نہ پیشِ فصیحان در صورتیکہ ضمیر متصل مفعول را در شمار نیارند و ہماں ضمیر منفصل مفعول را کافی دانند۔ و تیں داخل حساب نمی تواند شد، بدو جہت یکی اینکہ زبان فصیحان نیست دیگر از برائے اینکہ دو لفظ مترادف حکم یک لفظ دارند۔ وضمائر باواسطے و لیے و خاطر

مثال

باوجود تبدیلِ الف بایاءِ مجہول ومعروف داخلِ ضمیرہاے اضافت بود، مثال
تیرے واسطے اور تیرے لیے بایاءِ مجہول اور تیری خاطر بایاءِ معروف اور تمہارے
واسطے اور تمہارے لیے بایاءِ مجہول اور تمہاری خاطر بایاءِ معروف اور اُسکے
واسطے اور اُسکے لیے بایاءِ مجہول اور اُسکی خاطر بایاءِ معروف اور اُنکے واسطے اور
اُنکے لیے بایاءِ مجہول اور اُنکی خاطر بایاءِ معروف اور میرے واسطے اور میرے لیے
بایاءِ مجہول اور میری خاطر بایاءِ معروف اور ہمارے واسطے اور ہمارے لیے بایاو
مجہول اور ہماری خاطر بایاءِ معروف۔ اور اُنھوں کے واسطے بجاے اُنکے واسطے
وہمچنیں اُنھوں کے لیے اور اُنھوں کی خاطر نیز زبانِ غیر فصیحانِ اُردو باشد۔ و
اُسکنے بمعنی نزدیک ہم مثلِ واسطے ولیے ودرعمل باشد مانند میرے کنے بایاءِ مجہول در
ضمیرِ متکلم۔ وواسطے ولیے در اُردو وفارسی مضاف شمردہ شود ودرعربی حروفِ جر
کنندۂ لفظ باشد۔ واُنھیں سے دراصل اُن ہی سے باشد لیکن حالا استعمالِ نقل
نیکوتر از اصل باشد۔ ومیرا وتیرا کہ میرے وتیرے شدہ است داخل متغیرات نمی
تواند شد زیراکہ متغیر آں باشد کہ از سبب متغیرے تغیرے دراں راہ یافتہ شود واین
از روز اول چنیں مقرر گشتہ ہیچ چیز دراں موثر نیست مانند نے کہ پیڑا را پیڑے می سازد
درحالت مفرد بودن نہ جمع مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا ہے۔ یا کو کہ
درحالت مفعولیت بعد مفعول می آید مثال آں میں ایک پیڑے کو بھی کھا نہیں سکتا
ہوں۔ یا سے بمعنی از مثالِ آں ایک پیڑے سے ہمارا پیٹ کب بھرتا ہے۔ یا کا
کہ براے اضافت است مثال آں ایک پیڑے کا بھی بچانا تو مجھے دوبھر ہے۔
ودیگر اسماءِ اشارہ، وآں براے مبتدا اگر جمع نباشد (یہ) و (وے) مقرر است براے
جمع یہ لوگ وے لوگ۔ مثال آں یہ بُرا ہے یا اچھا ہے براے مفرد مذکر۔ یہ بُری ہے
یا اچھی ہے براے مفرد مؤنث۔ مثال جمع مذکر یہ لوگ سب اچھے ہیں۔ براے

جمع مؤنث ہماں مفرد باشد مثل یہ سب اچھے ہیں۔ و برائے فاعل فعل لازم نیز (یہ)
و (یے) و یہ لوگ ویے لوگ مثالِ آں یہ مُوا یا یے جیا یا یہ موئی یا یے اچھی ہوئی
و یہ لوگ سب مرگئے اور یہ سب مرگئیں۔ ایں جا ھم برائے مؤنث
ہمہ مفرد مقرر است و گاہے یہ ہم بجائے یہ لوگ آرند مانند یہ سب مرگئے۔ و برائے
فاعل متعدی و چیز متعلق با حرف اگر مفرد است اُس موضوع است و ہمچنیں برائے
مفعول ہمیں اُس۔ مثال فاعل اُس نے مجھے بہت ستایا ہے مثالِ مفعول اور اُسکو
میں بہت چاہتا ہوں، مثال متعلق با حرف اور اُس سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ و اگر
جمع است برائے فاعل اُنھوں نے و برائے مفعول اُنھوں کو و اُنکو و ایں افصح بود
ازاں۔ و اُنھوں سے و اُن سے برائے متعلق با حرف و اُن سے فصیح تر از اُنھوں
سے باشد۔ مثالِ آں اُنھوں نے ہمیں بہت عاجز کیا ہے اور اُنکو خوب سا میں بھی
خراب کروں گا۔ اور اُن سے خدا اپنا دہیں رکھے۔ و اُس نے کہ درمیان داخل
مفرد مذکور باشد در روزمرۂ فصیحاں با اُنے مبدل شود۔ و دریں سطور اخیرہ کہ مبنی
برائے افادۂ فاعل و مفعول و متعلق با حرف بود مؤنث و مذکر یک حکم دارد۔

دیگر موصولات و آں جزوے بود از جملہ بمنزلۂ مبتدا نہ مبتدا زیرا کہ مبتدا جزو اصلی بود
و موصول جزو غیر اصلی راجع بجانب جزو اصلی۔ و آں برائے مذکر مفرد جونسا و جو و
برائے جمع مذکر جونسے و جو و برائے مفرد مؤنث جونسی (بایاء معروف) و جو و جمع آں
جونسیاں و جو و فصیحاں در جمع ہم جونسی آرند، و جونسیاں از استعمالِ فصیحانِ محتاط
بیرون است بلکہ بجائے آں جو بر زباں دارند لیکن خلاف اُردو نیست۔ اور جسنے
اور جنے اور جنھوں نے اور جسکو اور جنکو اور جس سے اور جن سے مذکر و مؤنث اینجا
ہم یکساں است۔ و بعضی زناں و زن سیرتاں ہمہ جا بجائے جیم کاف آرند و ایں
صحت ندارد گو آں جماعت ہم داخل در اہل اُردو باشند۔ و ایں ہمہ کہ گفتہ شد

برای ذوی العقول موضوع است، بر غیر ذوی العقول اطلاق آں روا نبود- و
بجائے جس، جس کسی ہم صحت دارد، مثال آں ہم قائل اُس رئیس کے ہیں جونسا
رعیت پرور ہے اور ہم قائل اُس سردار کے ہیں جو رعیت پرور ہے- ایں مثال برائے
مفرد مذکر مبتدا است- مثال مؤنث مفرد مبتدا، ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جونسی
مفلس شوہر کی چاہنے والی ہے اور ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو مفلوک شوہر
کی چاہنے والی ہے- مثال جمع مذکر مبتدا ہم قائل اُن لوگوں کے ہیں جونسے مفلس
آشنا پر فدا ہیں یا جو مفلس آشنا پر فدا ہیں- مثالِ جمع مؤنث مبتدا ہیں قائل اُن
بیویوں کا ہوں جونسی یا جونسیاں یا جو اپنی فقیر شوہر کی بادشاہ سے زیادہ چاہنے
والی ہوں- مثال برائے مؤنث فاعل فعل لازم نہ متعدی، زیرا کہ فعل لازم بمنزلۂ
خبر است مانند اینکہ میں قائل اُس رنڈی کا ہوں جو کل فیض آباد سے آئی ہے
یا دلّی کو گئی ہے- مثال مذکر، میں قائل اُس گوّیے کا ہوں جو کل قدم شریف
میں آیا تھا- اگر کسی گوید کہ حصر ایں خصوصیت در فعل لازم چہ ضرور فعل متعدی
ہم بمنزلۂ خبر میتواں شد مثال آں میں قائل اُس کلاونت کا ہوں جو مظفر خاں کے
سامنے میٹھا کل گاتا تھا دُھرپت کو، جوابش این است کہ عمل فعل متعدی در صیغۂ
ماضی کہ مثال مارا و لایا باشد قوی تر است ازاں صیغۂ ماضی کہ از قبیل لاتا تھا یا لاتا
باشد و حال و مستقبل خود داخل حساب نیست چنانچہ تحقیق آں در جزیرۂ صرف گزشت
و مراد ما نیز از فعل متعدی صیغۂ ماضی بانئے باشد- بالجملہ جسنے برائے فاعل مذکر و مؤنث
مفرد است و جنّے ہم بجائے جسنے صحیح باشد و جنھوں نے برائے تثنیہ و جمع آید مثالِ
مذکر، قربان اُن دوستوں کے ہوجیے جنھوں نے دوستوں کے واسطے جان دی ہو
مثال مؤنث نیز ہمیں است- و جسکو و جنکو برائے مفعولیت خواہ مذکر باشد خواہ مؤنث،
اول برائے مفرد دوم برائے تثنیہ و جمع- مثال آں، آج خلعت دیا جناب عالی نے

جس کو کل میاں آفریں اور میاں تحسین حضور میں لائے تھے اور آج میاں تحسین اور میاں آفریں حضور میں لائے اُن دونوں غریبوں کو کہ جنکو پرسوں جناب عالی نے برج پر سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ دو شخص نئے اس شہر میں نظر آئے ہیں۔ مثال مؤنث آج دس ہزار روپے کا جواہر حضور سے اُس رنڈی کو ملا جس کو پرسوں سونے کے کپڑے عنایت ہوے تھے اور آج حکم حضور سے میر منیڈھا کو یوں پہنچا کہ چار گھڑی دن رہے اُن رنڈیوں کو لیکر آؤ جنکو وارث علی مراد آباد سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ و جیسے و جنسے متعلق با حروف بود، مذکر و مؤنث اینجا ہم برابر است، مثال مفرد مؤنث، وہ رنڈی آج حضور میں خوب گائی جس سے پرسوں کلّو خوب لڑی تھی۔ مثال جمع مؤنث دو رنڈیاں آج حضور میں میر منیڈھا کی نالش لائی تھیں جن سے قلندر و منیا کو لاگ ہے مثال مفرد مذکر آج وہ گوّیا حضور میں آیا ہے جس سے شکر مکھن ہمیشہ سر حساب تھے۔ جمع مذکر، آج دو گوّیے حضور میں حاضر ہیں کہ جن سے میر بولا قوال کے بیٹے دلّی میں کبھی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ در ہمیں مقامہا یعنی فاعل و مفعول و متعلق با حرف بجاے جس جس کسی درست آید و جن کنھی با ہا در نون غائب شدہ و یاء معروف ہم بجاے جس کسی می آید لیکن منحصر در فاعل بود۔ مثال آں جن کنھی نے ہمیں دو روپے دیے ہمنے اُسے دس روپے دیے و زبان فصیحان اُردو نیز ہمیں باشد۔ الفاظ مذکورہ در اُردو مقابل الذی و التی و اللذان و اللذین و اللتان و اللتین و اللاتی در عربی است۔ دیگر جو کوئی و جو صاحب جو لوگ ایں براے فاعل آید۔ بہتر نیست کہ در فعل ضمیر مذکر باشد در حالت تذکیر و تانیث و مفرد و جمع، مثال مفرد، جو کوئی ہمارے پاس آوے گا ہم بھی اُسکے پاس جائیں گے خواہ چنگیز خاں خواہ بنّو ڈومنی ہو۔ اور جو ہمارے پاس آوے گا نیز چنیں باشد۔ اور جو لوگ یا جو صاحب ہمارے پاس بیٹھیں گے ہم بھی اُنکے پاس بیٹھیں گے خواہ ہفت ہزاری امیر اور ساہوکار ہو خواہ منّا اور مہتاب

واگر در فعل ضمیر مؤنث آوردن ضرور افتد در مؤنث تصریح اسم مؤنث بعد جو کوئی وجو
باید کرد لیکن جواز جو کوئی بہتر باشد، مثال، جو عورت ہمیں چاہے گی ہم بھی اُسے
چاہیں گے اور جو ہمیں چاہے گی ہم بھی اُسے چاہیں گے از بلاغت دور است۔ و درو
جمع جو عورتیں باید گفت این ہم برائے ذوی العقول است۔ و در ہم مفعولیت و تعلق با
حرف جس و جس کسی اینجا ہم مناسب است مثال مفعول مفرد مذکر بود خواہ مؤنث
جسکو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں کہے گا یا جس کسی کو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی
ہمیں بیجا کہے گا۔ مثال مفرد متعلق با حرف خواہ مذکر خواہ مؤنث جس سے یا جس
کسی سے ہم بیزار ہیں وہ بھی ہم سے بیزار ہے۔ مثال مفعول جمع مذکر بود یا مؤنث،
جنھوں کو ہم ذلیل جانیں گے وہ بھی ہمیں ذلیل جانیں گے اور جن لوگوں کو اور
جن صاحبوں کو ہم بجائے جنھوں کو درست باشد۔ مثال متعلق با حرف جمع مذکر
باشد یا مؤنث، جنھوں سے ہم الفت رکھتے ہیں وہ بھی ہم سے الفت رکھتے ہیں
و بعضی دریں چند لفظ ہ را حذف نمایند یعنی جنوں و اُنوں و جنیں و اُنیں و نمیں
و تُمارا و ہات و سات و ہونٹ۔ لیکن چار لفظ اول را اینجا بیان نشان دہند
و پنج لفظ آخر را از دو خاص بیدارند و بعضی شعرا نیز پیروی شان اختیار کردہ اند و بعضی
اُنھوں را نیز داخل این الفاظ کردہ اند۔ چند کس را مسلم و انند چند کس حذف
کنند و سبھوں ہم مثل اُنھوں خواہ با ہا خواہ بغیر ہا۔ و بغیر ہا اگرچہ در اہل اردو نزد
بعضی درست نبود لیکن از اُنھوں افصح و دلچسپ باشد۔ و در عربی مقابل این
الفاظ در جمیع حالات مَنْ موصولہ بود و فرق در اَلَّذِیْ و مَنْ آنست کہ اَلَّذِیْ
موصوفے ماقبل خود میخواہد بخلاف مَنْ کہ خود موصوف یا مابعد گردیدہ مبتدا می شود۔ و
ز ناخی و دو گانا جان را دریں مقام از تبدیل جیم در جو کوئی و جو با سین گریز نباشد
مثال سو کوئی چاہے ہمیں کہہ لے ہم کچھ کہتے نہیں یا سو بات تم نے کہی سو میں نے

سُنی یا سو چاہے سو یہاں کا مالک ہو۔ دیگر جو کچھ و جو قائم مقام ہرچہ وآنچہ در فارسی وما در عربی، مثال آں، جو کچھ تم چاہو سو فرماؤ یا جو تم چاہتے ہو سو کرتے ہو، ایں از برائے ذوی العقول است۔ اینجا ہم بجائے جو کچھ سو کچھ و بجائے جو سو زبان تر نا خیہا باشد۔ دیگر کوئی سا برائے مفرد مذکر و کوئی سی برائے مفرد مؤنث، ہر دو غیر ذوی العقول۔ دونوں گھوڑوں میں سے کوئی سا پسند کرو سو لو یا دونوں شیشوں میں سے کوئی سی پسند کرو سو لو۔ و بجائے سو دریں مقام تو ہم مناسب با ما قبل بود۔

دیگر کنایات وآں برائے عدد کتنے و کئی و کئے باشد و تفصیل آں گزشت۔ و کتنے را بعضی بتشدید کِتّے گویند۔ و کئی و کئے فارغ از مفرد و جمع بود بلکہ ہمیشہ دال بر جمع بود۔ و کتنے فرع کتنا ست ازیں سبب کہ کتنے برائے جمع آید و جمع فرع مفرد باشد پس کتنا اصل کتنے بود و کتنی ہم با یاءِ معروف ازیں جہت کہ تانیث فرع تذکیر است ہم فرع آں باشد۔ و کس قدر ہم با کتنے با یاءِ مجہول و با کتنی با یاءِ معروف و با کتنا مرادف باشد۔

دیگر اسماءِ افعال وآں عبارت از لفظی چند است کہ در اصل اسم اند و معنی فعل ازاں پیدا گردد مانند ہاں جی بمعنی زود شو مثلاً زید را پیش عمرو بستہ آورده اند عمرو بنوکران خود میگوید کہ ہاں جی یعنی زود شوید بزنید او را تا خبر جرار داشتہ آید۔ دیگر بیٹا بیٹا یا بھائی میرا یعنی کار خود بکن۔ بیشتر گاڑی باناں گاؤرا وقتیکہ بماندہ می شود و در رفتنِ راہ سستی میکند بھائی میرا گویند بجائے ایں عبارت کہ چرا کار خود را نمیکنی یعنی در راہ رفتن کہ کارِ تست سستی مکن۔ و بیٹا بیٹا آواز نوکران خدمت گزار اسپ باشد کہ وقت شوخی بیٹا بیٹا گفتہ صدا دہند و مراد ازاں شوخی مکن گیرند۔ و نزد بعضی اینہا داخل اسماءِ افعال نہ بود بلکہ قاعدۂ حذف یا تقدیر را دریں مقام معتبر دانند،

گویند از بیٹا بیٹا شوخی ممکن محذوف است یا دراں مقدر است۔ ہمچنیں در بھائی میرا کا بہ
خود ممکن مقدر یا محذوف از اں باشد و در ہا نجی زود شوید مقدر یا محذوف ازاں۔ و ہائے
افعال مثل ہائے از زبان مرد باشد و اوہ از زبان زن باشد بمعنی باش ایں اختلاط
ممکن۔ و مانند آیں وہیں خواہ مرد گوید خواہ زن بمعنی خاموش شو ایں چہ اختلاط است
یا بس آیں چہ حرکت است۔ و بھلا بمعنی خواہم فہمید۔ و بہت خوب ہم ہمیں معنی
و کہاں بمعنی اینجا میا۔ و ہوں نیز بمعنی خاموش شو۔
دیگر اصوات مانند قو برائے بودنہ تا از بیخبری بیروں آید۔ و کوّے کی جورو برائے
گویا کردن کوئل ایں صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن کوئل است۔ و
ایں ایں صدا ہائے اطفال برائے آگاہ کردن پدر و مادر از حال خود۔ و ہیل میل
و بری بری و دھت دھت کہ صدائے فیلبانان باشد از ہمیں قبیل است۔
دیگر ظروف و آں عبارت از لفظی است کہ دراں گنجایش چیزے باشد۔ و از ظروف
آنچہ مبنی است چند لفظ بود یکی از انہا آگے بود دیگر پیچھے مثال آں میں نے آگے ہی
کہدیا تھا یا میں نے اس بات کے آگے یا اس بات سے آگے کہہ دیا تھا۔ میں نے
پیچھے سمجھا یعنی اس بات کے پیچھے سمجھا یا اس بات سے پیچھے سمجھا۔ آگے و پیچھے در
وقتے ظرف کردہ شوند کہ گنجایش معنی اضافت دراں ممکن باشد چنانکہ گفتہ اند۔
و جب و جوں و جو ہیں و جبھی و جسوقت و جس گھڑی ہمہ ظروف بود۔
و اسماء تعظیمی آنکہ با جان در القاب نسا مرکب بودنہ در اعلام زیراکہ بیگمی جان آئی
گویند و اگر کسی بہ تعظیم آئیں ہم بگوید مراعات از طرف اوست والّا بیگمی جان آئی
روزمرۂ فصحائے اُلٰہ و اُست بخلاف امّا جان و انّا جان و باجی جان و خالا جان
و چچی جان و ممانی جان و پھپھی جان کہ انہا را بہ تعظیم آئیں گفتن فصیح تر است از نکہ
آئی گفتہ شود۔ دیگر ہر چہ بعد بی و بی بی بود چوں بی بنو آئیں و بی بی گنا آئیں۔

وجان وجی در مذکر ہم فائدهٔ تعظیم می بخشد مانند باواجان وچچاجان وعموجان و
خالوجان وپھپھاجان وبھائی جان وباواجی واخون جی واُستادجی ومیاں جی۔
باواجان آیا درست نیست باواجان آئے پسندیده تر بود۔ ودیگر الفاظ ہم مانند
باواجان باشد۔ وصاحب در مذکر ومؤنث ہر دو مفید تعظیم افتد مانند باواصاحب
وبھائی صاحب واماصاحب وخالاصاحب وپھپھی صاحب وبیگم صاحب وخانم صاحب؛
باواصاحب آئے باید گفت باواصاحب آیا نباید گفت وبیگم صاحب آئی خوب نباشد
بیگم صاحب آئیں روزمرهٔ اُردو باشد۔ ومیاں وقبلہ وسائیں لقب فقرا واجی مشترک
در زن ومرد۔ میاں آئے صحیح ومیاں آیا غلط۔ ہم چنیں قبلہ وسائیں واجی۔ مثل اجی
اُٹھو نہ اجی اُٹھ القاب تحقیر۔ ہرچہ در مذکر ومؤنث بغیر جان وجی آید مانند میرا باوا
آیا وزید کا باپ آیا نہ آئے اور عمرو کی ماں آئی نہ آئیں اور فلانے کی بہن آئی نہ آئیں۔
لالہ وچچا وبھیا وبھائی مشترک مثل لالا آیا ولالا آئے ہر دو یکسان است وباقی مثل لالا ومیر ومرزا
جمع القاب مثل شیخ ونواب ومولوی وملا۔ ومیاں (از دو لقب نہ بمعنی پدر مصطلح بعضے بیرونیاں
در شہر کہ پیشتر گزشت) ومیراں ومہاراج ورائے وغیر آں تعظیم رامیخواہند، مانند شیخ ولی محمد آئے
نہ آیا اور نواب احترام الدولہ آئے نہ آیا بخلاف ولی محمد آیا نہ آئے اور احترام الدولہ آیا نہ آئے
اور مولوی سُبحن آئے نہ آیا اور میراں سید بڑے آئے نہ آیا اور مہاراج آئے نہ آیا اور رائے گمانی
مل آئے نہ آیا و میر گھسیٹا ومیر سیتا را بہ تعظیم میر گھسیٹے ومیر سیتے گفتن عادت دہقاں باشد
نہ شہریاں۔

شہر دوم در ذکر فعل

وآں بر چند گونہ است یکی آنکہ فاعل را خواہد و مفعول بہ را نخواہد۔ دیگر آنکہ ہر دو را خواہد مانند آیا زید اور مارا زید نے عمرو کو۔ اول را لازم و ثانی را متعدی نام نہند۔ و ناقص آنکہ فاعل پیوستہ مبتدا باشد و خبر او اسم فاعل یا مفعول یا شبیہ آں مثل صفت مشبہ و غیر آں و مانند اسم جامد بہ ندرت۔ ذکر افعال تامہ درینجا از جہت بیان کثرت امثلہ پیش ازیں تحصیل حاصل است۔ آمدم بر سر افعال ناقصہ کہ چند لفظی است در اردو مانند تھا اور ہوا اور ہوگیا اور بنا اور واقع ہوا اور ٹھہرا اور مقرر ہوا اور ٹھہر گیا اور بن گیا اور مقرر ہوگیا اور نکلا اور نکل پڑا۔ مثال آں تھا زید بیٹھا، ہوا زید ذلیل، ہوگیا زید تباہ، بنا زید سانگ ہولی کا۔ واقع ہوا زید مسخرا۔ ٹھہرا زید لڑکوں کا کھلونا۔ مقرر ہوا زید یاروں کا بھڑوا۔ ٹھہر گیا زید گانے سے ڈومڑا۔ بن گیا زید بھانڈ۔ مقرر ہوگیا زید بھانمٹا۔ نکلا زید شہدا۔ نکل پڑا زید لچا۔ مثال اسم جامد ہوا زید عمرو۔ ولیں امثلہ بطور ترجمۂ عبارت عربی بعینہا در ہندی بود والّا افعال ناقصہ در ہندی بعد مبتدا و خبر باشد۔ مثال زید بیٹھا ہوا تھا۔ اور زید ذلیل ہوا۔ اور زید تباہ ہوگیا۔ اور زید ہولی کا سانگ بنا اور زید مسخرا واقع ہوا۔ اور زید لڑکوں کا کھلونا ٹھہرا۔ اور زید یاروں کا بھڑوا مقرر ہوا اور زید گانے سے ڈومڑا ٹھہر گیا اور زید بھانڈ بن گیا۔ اور زید بھانمٹا مقرر ہوا۔ اور زید شہدا نکلا۔ اور زید لچا نکل پڑا۔ وسوائے ایں نیز افعال ناقصہ درست میتواند شد بمراعات ایجاز ہمیں قدر برائے مثال کافی است۔ از اصطلاح نحویان عرب مجبور ام والّا نزد راقم آثم ہیچمداں فعل متعدی و آنچہ بحال محتاج باشد نیز ناقص است ازیں سبب کہ جملہ افعال متعدی بغیر ذکر مفعول بہ و جملہ محتاج بذکر حال بیذکر حال بتمامی نمیرسد و تام

آں بود کہ جملۂ آں محتاج ہیچ چیز نباشد مانند آیا زید کہ در فعل لازم است بدیہی است
کہ مارا زید نے ناقص است تاوقتیکہ عمرو کو نگویم۔ اور اُٹھا زید روتا ہوا یا دیکھا میں نے
زید کو ہنستا ہوا، اول بغیر ذکر روتا ہوا وثانی بغیر ہنستا ہوا کہ حال است جملہ ناتمام است
وجملہ بزبان ہندی بات ودر عربی کلام است۔ دیگر افعالِ مقاربت وآں برائے
اُمید وغیر آں آید، مثل ایسا ہووے اور یوں ہووے اور اس طرح ہووے اور
دیکھیے اور خدا جانے اور کون جانے اور کون جانتا ہے۔ شرط است کہ میانۂ جملۂ فعلیہ
کہ بعد ازیں افعال مذکور شود وایں افعال حرفِ کافِ بیانی آرند مثال، ایسا ہووے
کہ زید آج آوے۔ اور یوں ہووے کہ عمرو کل گھر جاوے۔ اور اس طرح ہووے کہ
بکر کو تپِ دِق ہو جاوے۔ اور دیکھیے کہ آج فیض آباد سے بہلیں آتی ہیں یا نہیں۔ اور
اور خدا جانے کہ آج فیض آباد سے چھکڑے روپے کے آتے ہیں یا نہیں۔ اور کون جانے
کہ فیض آباد سے روپے کے چھکڑے کل آویں گے یا نہیں اور کون جانتا ہے اور کیا
جانیے کہ میوہ ولایت کا دلی میں آچکا یا نہیں۔ وبعضی بیرونیاں بجاے کیا
جانیے جانے فقط بایاء مجہول استعمال کنند۔ وحرفِ نفی کہ بعد حرف تردید یعنی یا آید
بنا بر مراعات روزمرۂ اُردو است والّا اہتمام برائے ثبوتِ نسبت بود وآں بدون
حرفِ تردید وحرف نفی حاصل است۔ دیگر افعالِ مدح وذم مانند بڑھا وگھُلا وکھلا
ومُوا وٹوٹا وپھٹا ولُٹا وچھکا ودھوا وچمکا وبگڑا وکھِلا۔ پوشیدہ نماند کہ ایں الفاظ
صیغہاے ماضی است بعضی درمقام مدح آید وبعضی براے ذم۔ اما آنچہ براے مدح بود
شش لفظ است کہ بڑھا وگھُلا وکھلا وکھِلا ودھوا وچمکا باشد۔ مانند بڑھا آدمی ہے زید
اور گھُلا آدمی ہے زید۔ اور کھلا مکان ہے صحرا۔ اور دھوا کپڑا ہے بدن زید کا۔ اور چمکا
ستارا ہے مکھڑا گُنا کا۔ اور کِھلا پھول ہے دہانا بنّو کا۔ واما ہرچہ براے ذم باشد نیز
شش لفظ بود کہ موا وٹوٹا وپھٹا ولُٹا وچھکا وبگڑا است۔ مثال آں موئی جوں ہے زید۔

بکرا ہے زید۔ اُونٹ ہے زید۔ چھکا ہے زید۔ کُٹا مغل ہے زید۔ چھکا اُونٹ ہے زید۔ بکرا
تو ماحقہ ہے سرزید کا۔ بھٹا دُودھ ہے بدن عمرو کا۔ کُٹا مغل ہے زید۔ چھکا اُونٹ ہے زید۔ بکرا
ہاتھی ہے زید۔ و دیگر الفاظ ورائے الفاظ مذکورہ برائے مدح و ذم بسیار است مانند پھلا پھولا
برائے مدح۔ و سوجا پھولا برائے ذم۔ مثل پھلا پھولا درخت زید ہے اور سوجا پھولا بیل عمرو
ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ و بعضی ایں قول را قبول ندارند و گویند کہ ایں قسم الفاظ کہ شبیہ بصیغہائے
ماضی باشد الفاظ مدح و ذم نمی تواند شد زیرا کہ در اصل صفت مشبہ است و صفت مشبہ را فعل
نمیخوانند بلکہ قسمی است از اسم و اینگونہ لفظہا در ہر مادّہ بعد حذف ہوا کہ با فعل ماضی علامتِ
صفتِ مشبہ است بہم میتواند رسید۔ زیرا کہ چمکا بمعنی چمکا ہُوا و پڑھا بمعنی پڑھا ہوا و ہمچنیں
گھلا بمعنی گھلا ہُوا باشد و باقی را قیاس کن بر ہمیں۔ پس الفاظ مدح و ذم عبارت است
از چند لفظ شمردہ شدہ نہ اینکہ شمارہ آں از احاطۂ بیاں بیروں باشد مثل صیغہائے
صفت مشبہ شبیہ بفعل ماضی۔ بالجملہ افعال مدح و ذم نزد ایں فرقہ زیادہ از چہار نباشد
دُو برائے مدح و آں اچھا و بھلا و دُو برائے ذم و آں بُرا و بھونڈا بود، مانند اچھا آدمی
ہے زید اور بھلا آدمی ہے زید اور بُرا آدمی ہے زید۔ اور بھونڈا آدمی ہے زید۔ ہر چہ بمعنی
آید و شبیہ بایں الفاظ در آخر بود و نیز داخل ایں الفاظ است مانند کھوٹا آدمی ہے
زید۔ رائے ایں فرقہ از فرقۂ اولیٰ نزدیکتر بصواب است زیرا کہ چنیں الفاظ غیر متناہی
نمی باشد بلکہ اقل۔ چنانچہ در نحو عربی بیش از چہار مذکور نیست یعنی نِعْمَ و حَبَّذَا و بِئْسَ و
سَاءَ و شاید کہ در لغت یا کتابِ دیگر سوائے ایں ہم باشد لیکن باز ہم برابر صیغہائے
ماضی حاصل شدہ از صفت مشبہ نخواہد بود۔ لیکن فرقۂ اول معترض بریں الفاظ مثبتِ
دعوای خود ہستند و گویند کہ صفت مشبہ بغیر ہُوا ثابت نمی شود مثل چمکا ہوا و چمکا بغیر ہُوا
صیغۂ ماضی است و در فعل قاعدۂ حذف بیان کردن دریں مقام ضرور نیست و کثرتِ
ایں الفاظ را در اُردو مقابلِ قلّتِ آں در عربی گردان ہم بحث بیجا نیست و اچھا و بھلا
و بُرا و بھونڈا را کہ اسمائے موضوعہ برای مدح و ذم است افعال قرار دادن

تکلف محض است۔ بھلا کے بمعنی صیغۂ ماضی آمدہ است و کدام اُردو داں دریں مقام استعمال می نماید و اچھا و بُرا و بھونڈا نیز ہمیں حال دارد بخلاف چمکا و کھلا کہ ہر دو صیغۂ ماضی باشد۔ مثال آج اور ہی ستارا چمکا اور آج نیا پھول کھلا۔ اگرچہ بظاہر در بادی النظر بنائے ایں اعتراض مستحکم است لیکن نزد اہل تحقیق ہیچ است زیرا کہ نعم و حبذا و بئس و ساء ہم جداگانہ از اسم مخصوص بالمدح والذم استعمال نمی پذیرد مثل نعم الرجل زید، نعم فعل رجل فاعل زید مخصوص بالمدح و ہمچنیں باقی و عدم استعمال آں بغیر اسم مخصوص بالمدح والذم آنرا از قید ماضی بودن برنمی آرد۔ و ہرگاہ در عربی نعم و حبذا و بئس و ساء را کہ ہرگز شبیہ بصیغۂ ماضی و مستعمل ہم مثل آں نیست فعل ماضی قبول کردہ باشم، بھلا و اچھا و بُرا و بھونڈا چہ قصور دارد کہ آنرا در اُردو صیغہ ماضی نگفتہ باشم چہ الف کہ در آخر ایں لفظ ہست علامت صیغۂ ماضی است بلکہ ایں الفاظ برائے ماضی شدن مستحق تر از الفاظِ عربیہ مذکورہ است ازیں سبب کہ در عربی حرف اول صیغۂ ماضی معروف ابواب ثلاثی مجرد ہمیشہ مفتوح می شد و در نعم خلاف آں آمدہ ہرچند اصلش نعِم بفتحۂ نون و کسرۂ عین بودہ لیکن حکم بر آنچہ مشہور و مستعمل است می تواں کرد، و در اُردو ایں قید ہا نیست و میتواند کہ حرفِ اولِ ماضی مفتوح باشد یا مضموم یا مکسور پس برابر وزن ہُوا صیغۂ ماضی بغیر نقل است و نعم بہ نقل، و ترجیح لفظِ اصیل بر لفظ غیر اصیل کہ بنقل حاصل شدہ باشد ظاہر و ہویدا است۔

دیگر افعال قلوب ایں افعال دو ایمائے دو مفعول را میخواہد مثل جانا میں نے زید کو فاضل اور پہچانا میں نے زید کو غنی یا عاقل۔ اور سمجھا میں نے زید کو احمق۔ اور دریافت کیا میں نے زید کو چھچھورا۔ اور معلوم کیا میں نے زید کو بچیا، اور پایا میں نے زید کو ناآشنا۔ دیگر ہرچہ بایں معنی باشد۔

شہر سوئم در تفصیل حروف کہ ربطِ کلام در اکثر مواضع بدون آں ممکن نبود

برطالباں واضح باد کہ حرف در اصل ہماں حروف مذکور است کہ در دُردانہ اول ذکر یافت و در اصطلاح نحو دانان عبارت است از انچہ ربطِ کلام بآں درست شود گو بعضی گفتگوہا ازاں مستثنیٰ باشد مثل زید آیا یا عمرو گیا، اما بیشتر احتیاج افتد گوئندہ را بآں از انجملہ است یکی سے باسِن و یاء مجہول بمعنی از در فارسی و مِن و عن در عربی۔ مثال آں ہم سے آپ کیوں خفا ہیں۔ ایں لفظ فصیحان است و غیر فصیحان بچند قسم دیگر استعمال نمایند۔ ہندواں سین باسَن بافتحہ سِن و سکون یا و نون غنہ گوئند و سین بکسرۂ حرفِ اول و سکون ثانی و نونِ غنہ نیز مستعمل آں فرقہ و بعضی مسلمانان بود۔ و سوں باسِن بروزن چوں با نون غنہ زبان اولادِ ساداتِ بارہہ و غیر شاں باشد، و سیتی بکسر سین و تاء مکسور و یاء معروف۔ و سیتی نیز بزیادت یاء مجہول بعد سین لفظ قدیمانِ اُردو بود۔ دیگر مِیں باہیم مکسور و یاء مجہول و نون غنہ بمعنی در در فارسی و فی در عربی زبانِ فصیحاں۔ مَیں بافتحہ ہیم و سکون یا و نون غنہ لفظ ہندواں باشد بہمیں معنی۔ و مُوں باہیم مضموم و واوِ مجہول و نونِ غنہ زبان قدیمانِ شہر بود۔ و پر بدو معنی باشد، یکی بمعنی بر در فارسی و علیٰ در عربی، مثال آں مَیں گھوڑے پر خوب چڑھتا ہوں۔ و بعضی فصیحان الف و واو معروف ہم بر ان زیادہ کنند و آؤپر خوانند و بعضی کہ واو در الف غائب کردہ بروزن ہنر در تلفظ در آرند، یا در مصرعہ موزوں نمایند، خونِ فصاحت برگردنِ شاں ثابت باشد۔ دیگر بمعنے لیکن آید مثالِ آں، میں آپ کے گھر چلتا ہوں پر ایک شرط سے کہ تکلف پیش نہ آوے

وتُل باسم مضموم نیز ہمیں معنی دارد - وتک بافتحۂ تا وسکون کاف برای انتہا آید - وتلک بزیادت لام ہم بہمیں معنی آید، ایں ہر دو لفظ بر زبان فصیحاں جاری است - وغیر فصیحان اُردو تگ ہم بالام وگاف مستعمل جائز ند بلکہ بعضی تانگ بضمۂ تا وفتحۂ لام وگاف بر زبان دارند - دیگر حروف ایجاب مانند ہاں وکیوں وہوں وکیا ہے ونہیں کیوں وکیوں نہیں اورکس واسطے نہیں اورٹھیک اور ہاں جی اور جی اور جی صاحب اور جی ہاں ازیں الفاظ مذکورہ ہاں برائے جواب ندا باشد اگر ندا کنندہ مساوی با منادی باشد در عمر ومرتبہ وہوں نیز - وکیوں وکیا ہے نیز جواب منادی بشرطیکہ کم رتبہ باشد - ونہیں کیوں وکیوں نہیں قائم مقام بلے باشد در عربی مثلاً اگر کسی باکسی گوید کہ من مگر دوستدار وغمخوار شما نیستم باید کہ آں کس در جواب وگوید کہ کیوں نہیں یا نہیں کیوں یعنی ہستی - بشرطیکہ جاے او ودل ایں کس باشد - اور کسو اسطے نہیں اور نہیں کس واسطے اور کس لیے نہیں اور نہیں کس لیے اور کیونکر نہیں وعکس آں اور کس طرح نہیں وعکس آں اور کس طرح سے نہیں وعکس آں - ودیگر ہر چہ مرادف اینہا بود یا حاصل آں چنیں باشد مانند یہ کیا بات ہے ہمہ مانند نہیں کیوں برائے ردّو نفی از کلام طرف ثانی باشد - وکس واسطے ہم بغیر نہیں کہ حرف نفی است نائب مناب کس واسطے نہیں بود - ٹھیک با تاءِ ہندی با ہا یکی شدہ ویاءِ معروف وکاف برائے تصدیق دیگرے موضوع است مثال آں جو نجیب زادہ ہوگا وہ ماں باپ کا ادب کرے گا کلام قائل، جواب السامع ٹھیک یعنی راست میگوئی - وہاں جی جواب ندا کنندہ عالی قدر تر از منادی - وہاں جی ہاں وہاں بتکرار وہوں بتکرار و آں واُوں ہمہ با نون غنہ بمعنی آرے وبلے آید - وہاں فقط وہوں فقط وہاں جی فقط نیز بایں معنی آرند - جی وجی صاحب نیز جواب ندا کنندہ والا قدر تر از سامع است وکمتر بجاے بلے وآرے نیز آید - وجی ہاں بالکلف برائے تصدیق بجیبوی تمام - دیگر بیچ بمعنی در کہ برای ظرفیت باشد لیکن فصحا

کے یعنی کاف و یاء مجہول در اول او ذکر کنند مثل، چمن کے بیچ اگرچہ چمن بیچ ہم زبان شہر است لیکن فصیح تر ہمین است۔ و چمن میں از ہمہ نیکوتر بود۔ و بعضے ساکنان شہر چمن کے بیچ میں ہم گویند و ایں بسیار قبیح بود۔ و گھر بیچ میں، ہم زبان ہندوان دہلی بود۔ و کاہے کو و کیوں و کس سبب سے و کس جہت سے و کسواسطے و کسلیے بمعنی چوں و چرا باشد۔ کیوں و کس واسطے فصیح تر۔ و کاہیکو و دیگر الفاظ ہم سوائے آں فصیح بود۔ و جوں باواؤ مجہول و نون غنہ بایں معنی زبان اکبر آبادیان ہندو و بعضی پاچیان آں شہر باشد۔ و سا حرف تشبیہ بود مثال آں، چنار سا بڑا درخت ہندوستان میں کوئی نہیں۔ برائے مفرد سا و برائے مجموع سے باسین و یاء مجہول مثال آں چنار سے درخت ہندوستان میں ہزاروں ہیں۔ و سی بایاء معروف برائے مؤنث مثال آں، گنا سی پری اندر کے اکھاڑے میں ایک بھی نہیں۔ و برائے جمع مؤنث ہم سی فصیح تر باشد و سیاں ہم آرند، مثال، بنو یا مغلوسی یا بنو یا مغلوسیاں پریاں اندر کے اکھاڑے میں کسی نے دیکھی ہیں۔ و سا ہم الف آخر غیر ذوی العقول را بایاء مجہول مبدل گردانند مثال آں، خربوزے سا لذیذ میوہ میر تز دیک دوسرا نہیں۔ خربوزہ موافق قاعدہ ہندی خربوزا باشد چوں حرف تشبیہ باآں ملحق گردید الف بایاء مجہول بدل شد۔ و جائے کہ الف را بحال خود نگاہ دارند در آنجا عینیت مشبہ و مشبہ بہ مرکوز خاطر گوئندہ می باشد مثال آں، وہ بوٹا سا قد کیا جانے کہ قیامت برپا کرے گا، یعنی وہ قد کہ ایک بوٹا ہے کیا جانے کہ کیا قیامت برپا کریگا۔ قد مشبہ یعنی مشابہ کردہ شدہ و بوٹا مشبہ بہ یعنی مشابہ کردہ شدہ۔ باں بحث مشبہ و مشبہ بہ در فن بیان مفصل خواہد آمد اینجا ہمیں خیال باید کرد کہ رخسارۂ یار را کہ شاعراں بمہر و ماہ و گل و آئینہ و مصحف برابر می شمارند رخسارہ مشبہ و ماہ و دیگر چیزہا مشبہ بہ باشد و ہم قاعدہ است کہ مشبہ بہ بچند درجہ نیکوتر از مشبہ جویند در چنیں مقام عینیت مشبہ و مشبہ بہ

باعث ہر علو مرتبہ مشبہ باشد ازیں سبب نزد ملبغان اُردو عمل حرف تشبیہ کہ الف آخر لفظ را بایاء
مجہول مبدل گردانند لغو گردیدہ و فائدۂ لغو شدن عملش دلالت نکردن سا بود کہ حرف تشبیہ
است برانکہ میانہ ہردو لفظ تشبیہ واقع گشتہ بلکہ یکی عین دیگرے دانستہ میشود۔ وجیسا
برائے مفرد مذکر و جیسے برائے جمع مذکر و جیسی بایاء معروف مفرد مؤنث و جمع آں نیز
و جیسیاں برائے جمع مونث فقط مثل سا حرف تشبیہ باشد۔ مانندانکہ، تیرے قد جیسا
ایک بوٹا باغ میں نہیں، باقی را ہم قیاس بریں باید کرد۔ وایسا بمعنی چنیں و ویسا
بمعنی چناں و کیسا بمعنی چہ طور و کیونکر بمعنی چگونہ باشد۔ واہل مغل پورہ ایسا را اس سا
و اس جیسا گویند و ایں ہم فصیح و صحیح نزد اُردو داناں بود۔ و ویسا را او سا فرمایند
و ایں لفظ پنجاب باشد نہ زبان اُردو۔ و گویا و کاش و شاید و اگر حرف تشبیہ
و تمنی و ترجی و شرط در فارسی باشد۔ سوائے اگر کہ آنرا اگا ہے اگر استعمال کنند و گا ہے
جو مقابل آں آرند مثالِ آں، جو تم ہمیں دوست رکھوگے تو ہم بھی تمہیں دوست
رکھیں گے۔ و تو باتا و واو مجہول علامت جزا باشد و اگر تم ہمیں دوست رکھوگے
نیز دریں مقام بہ تلفظ در آرند۔ باقی حروفِ مذکورہ مقابل خود حرفے در اُردو ندارند
بنوعیکہ در عبارتِ فارسی بمصرف میرسند در ہندی ہم جزوِ عبارات شوند۔ مگر بجائے
شاید چاہیئے ترا شیدہ اہل دار الخلافہ است مثالِ آں، بڑے بھائی بھی چاہیئے کہ
شام تک آویں۔ لیکن اکثر صاحبان ہمیں لفظ شاید دریں مقام بر زبان دارند
و گویا و کاش در اُردو ہم گویا و کاش ہستند۔ و کہے تو اور تو کہے ترجمۂ تو گوئی و گوئی تو
ایجاد میر محمد تقی میر است لفظ اُردو نیست و در شعر بتقلید و تتبع میر تواں بست در روزمرہ
خیر۔ و جوں با جیم و واو مجہول و نون غنہ حرف تشبیہ بود بمعنی گویا می تواند شد لیکن
استعمال آں در مقام گویا نزد صاحبان اُردو ثابت نیست بلکہ بمعنی تشبیہ ہم حرف
شاہ جہان آباد نبودہ است۔ ریختہ گویاں بزور اُردو ساختہ اند لیکن اہل دہلے

بریں حرف گفتگو ندارد، می تواں گفت کہ اُردو است - ونزد بعضی جیسے بمعنی گویا بود
مثال آں، فلانا ایسا آتا ہے جیسے شیر- لیکن صاحب فہماں ایں را ہم حرفے از
حروف تشبیہ میندارند ہرچند گویا ہم از قبیل است لیکن مواقع استعمال جداجد است
جائیکہ چوں در فارسی مستعمل خواہد شد گویا استعمال نخواہد یافت وہرچہ مرادف
چوں خواہد بود قائم مقام چوں است مثلاً، دریں مقام کہ فلانے چوں شیر ژیاں
می غرد میتواں گفت کہ فلانے بسان شیر ژیاں وبرنگ شیر ژیاں ومثل شیر ژیاں
وشیر ژیاں آسا وشیر ژیاں وار می غرد- بخلاف انیکہ فلانے گویا شیر ژیاں می غرد
یا فلانے میداری شیر ژیاں می غرد ودر مقام گویا مانند ایں عبارت کہ از پردہ
برانداختن فلانی خانۂ تاریک جگر سوختگاں روشن می شود گویا رویش شمع فروزان
است، حرف تشبیہ بجا است اگر بجائے گویا چوں داخل عبارت کردہ آید بایں
طریق کہ رویش چوں شمع فروزاں است تالیف عبارت برہم میخورد، زیراکہ در ذکر
لفظ چوں شمع فروزان است - فقرۂ دیگر با حرف کاف بیانی در شروع متمم خود را
میخواہد ودر لفظ گویا با قبل رابطہ دارد، پس ازینجا یافتہ می شود کہ موقع استعمالِ
گویا مقام تشبیہ نباشد- وبعضی فصیحاں در مقام گویا کوئی جانے بر زباں دارند،
وبعضی کوئی کہتے مثال آں، آپ تو ہم سے اس قدر اکڑتے ہیں کہ جس کا ٹھکانا نہیں
کوئی جانے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں یا کوئی کہے ہم تمھارے زر خرید غلام ہیں-
دریں عبارت بجائے کوئی جانے حرف تشبیہ مفسد عبارت است مثال تم بھی مجھ سے
اتنا اکڑتے ہو کہ جس کا کچھ حساب نہیں نیں تمھارے باپ کا غلام جیسا یا غلام سا ہوں
وبعضی جاہلاں در زبان اُردو جانو وجانیے بجائے کوئی جانے آرند- مختصر انیکہ کوئی
جانے لفظ فصیحان شہر است ودر زبان اہل اُردو جاری- لیکن چوں ترجمہ آں
در فارسی کسی میندارد باشد بعضی ہندوستان زایاں یکحرف ندانستہ ہمیں گویا وہو ہو

وبعینہ را داخل گفتگو ساختند گویا برائے مشابہت بیان آید مثل اینکہ، زید ایسا غصہ سے
چلا آتا ہے گویا کہ شیر چلا آتا ہے یعنی بسیار مانا بشیر است ور سر وکلہ ودست وبازو و
گردن وشانہ وزور وشجاعت، لیکن آدمی است شیر نیست، وہو بہو دلالت بر عین
یکدیگر بودنِ دو چیز می نماید مثال آں، زید بھی ہو بہو شیر ہے یعنی آدمی نیست شیر است
نہ مانند شیر وبعینہ مترادف با ہو بہو باشد۔ وبعضی ازاں طرف جواب می دہند کہ ترکیب
در لفظ معتبر نیست چہ اگر جزو لفظ دلالت بر جزو معنی کند وآں معنی ترکیبی منتقل بہ یک
معنی نشود ہر آئینہ ترکیب را در لفظ ومعنی اعتبار است وہر گاہ چنیں نباشد بلکہ معنی ترکیبی
بہیئت اجتماعی قائم مقام یک معنی شدہ باشد آں وقت ترکیب لفظی ومعنوی ہر دو از
پایۂ اعتبار ساقط خواہد بود مثل، کوئی جانے بمعنی گویا۔ واگر ترکیب لفظی با وصف
ایں علت باز نزد فصیحاں وبلیغاں صاحب اعتبار است لفظ ہو بہو کہ مرکب از دو اسم
یعنی دو ضمیر منفصل غائب است داخل حرف نمی تواند شد وہمچنیں بعینہ۔ تمام شد بحث
طرفین حالا من میگویم کہ ہو بہو وبعینہ بموقع خود استعمال می پزیرند مترادف گویا نیستند
وہر دو لفظ لفظ کسانے باشد کہ خود معرفت با عربی داشتہ باشند یا در صحبت علما آمدو
رفتِ شاں اتفاق افتد والا در اُردو ہو بہو وہو بہ ہو بجاے ہُوبَہُو بر زبانہا جاری است
وگویا لفظ اکثر فصیحانِ اُردو بود وکوئی جانے کمتر کسانے بجاے گویا آرند لیکن آنہا
نیز فصیحان اُردو ہستند۔ وجانو وجانیے ہم زبان غیر فصیحان است۔ وبجاے کاش
لفظی در اُردو مسموع نگشتہ مگر در بندیل کھنڈ گجات دریں مقام مستعمل شود لیکن مارا
بالغتِ بُندیل کھنڈ چہ علاقہ، لفظ شاہ جہاں آبادیانِ خود نیست۔ وبعضی صاحبان
(کیا ہوتا جو) بجاے کاش می آرند۔ بیشتر ہمیں کاش مشہور است مثال، لکھنؤ کی
رنڈیاں جوانوں پر غش کرتی ہیں کیا ہوتا جو ہم بھی جوان ہو جاتے، یعنی کاش ہم
بھی جوان ہو جاتے۔

کون و کس و کن و کنھوں و کونسا ہر پنج لفظ برائے استفہام باشد۔ اما کون با حرف رابطہ کہ ہے باشد برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود و باہیں کہ حرف رابطہ برائے جمع است مفید سوال از جمع ذوی العقول باشد مثال مفرد، یہ عزیز کون ہے اور یہ دونوں یا تینوں صاحب کون ہیں اور یہ خربوزہ کون ہے غلط باشد۔ وچوں فاعل فعلِ لازم گردد ہی و ہیں بعد فعل آرند مثال کون آیا ہے اور کون آئے ہیں۔ و در مضارع حال ہیں حالت است مثال، کون آتا ہے اور کون آتے ہیں و در مستقبل گا با گاف و الف و گے با گاف و یاء مجہول آخر فعل آید بجائے ہے و ہیں مانند کون آویگا اور کون آویں گے۔ و ہرگاہ سوال از فاعل فعلِ متعدی باشد گنجائش ایں حرف در حال و مستقبل بخلاف ماضی بود مثال حال، اس لڑکے کو کون مارتا ہے یا اس لڑکے کو کون مارتے ہیں یا کون لوگ مارتے ہیں۔ مثال مستقبل اس لڑکے کو کون مارے گا اور اس لڑکے کو کون ماریں گے یا کون لوگ ماریں گے۔ کون لوگ در جمع از کون فصیح تر است۔ و در ماضی اس لڑکے کو کون مارا ہے غلط باشد اور کون نے مارا ہے نیز ہمچناں غلطی۔ لفظ اول ازیں جہت ثابت است کہ در فعلِ متعدی ماضی نے علامت فاعل است کہ بلا فاصلہ بعد فاعل آرند مانند، زید نے مارا عمرو کو، پس کون مارا ہے بغیر نے غلط بود و غلط بودنِ کون نے مارا ہے از سبب عدم استعمال محاورہ دانانِ اُردو، زیرا کہ دریں مقام کس نے مارا ہے گویند۔ اگر کسی سوال بلفظ کون از چیز غیر ذوی العقول نماید صحیح نباشد مثال آں، یہ کتاب کون کتاب ہے اینگونہ استعمال الفاظ در دہاقینِ اُردو آموز بسیار رواج دارد۔ و کس ہم برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود اما اگر سوال از فاعل کنند منحصر در فعلِ ماضی متعدی باشد مثال، اس لڑکے کو کس نے مارا ہے، عدم استعمال آں با فعل لازم ظاہر است کہ کس آیا ہے اور کس آتا ہے اور کس آویگا زبان کسی نیست۔ و در فعل متعدی یا حال

ومستقبل ہم واضح ترکہ کس مارتا ہے اور کس مارے گا و کس نے مارتا ہے و کس نے ماریگا
نیز از زبانِ کسی نشنیدہ ایم۔ واگر سوال از مفعول کنند ہر سہ فعل درست آید زیراکہ فاعل
شخص دیگر است مانند زید نے کس کو مارا اور زید کس کو مارتا ہے اور زید کس کو ماریگا
وسوال از مضاف الیہ ہم بلفظ کس درست باشد مثال، زید کس کا بیٹا ہے۔ وسوال
بحرف ہم در فعل ماضی ومضارع صحت دارد مثال زید کس سے لڑا ہے اور زید کس سے
لڑتا ہے اور زید کس سے لڑے گا۔ در الفاظ مذکورہ حال مؤنث ہم مثل مذکر باشد
یعنی جائیکہ مذکر آمدہ است اگر مؤنث را بامراعات صیغۂ آں بیارند نیز صحیح باشد۔ کس
اگر مجرد است بر غیر ذوی العقول صادق نیاید واگر لفظی دیگر باآں ملحق سازند از خصوصیتی
کہ با ذوی العقول دارد برمی آید مثال، کس لکڑی سے میں اس لڑکے کو ماروں
اور کس چیز سے میں اسے ڈراؤں اور کس مصیبت سے میں نے اسے پرورش کیا ہے
اور کس ڈھب سے میں نے اس وحشی کو رام کیا ہے۔ و کن بکسر کاف و نون ساکن
در وقت سوال از فاعل فعل متعدی ماضی بمعنی کس بود مثال، عمرو کو کن نے مارا ہے
یعنی کس نے مارا ہے، و در حال سوال از مفعول و اضافت و علاقہ لفظ با حرف
برائے جمع آید مثال آں، جناب عالی نے آج کن کو خلعت دیئے یعنی کن لوگوں کو۔
اور کوئی کیا جانے یہ کن کا باعث ہے کہ ہم یہ تیری باتیں سنتے ہیں اور دم نہیں مارتے
یعنی کن صاحبوں یا کن لوگوں یا کن شخصوں کا باعث ہے۔ اور کن سے شکوہ کیجئے
زمانے کا سجدا کہ جو اپنے دوست جانی ہیں وہ بھی ان دنوں ہمارے لہو کے پیاسے ہیں۔
کن ہم مشترک بود در ذوی العقول و غیر ذوی العقول بخلاف کس کہ مخصّص بہ
ذوی العقول است الا با ضم ضمیمہ بر غیر ذوی العقول نیز صادق می آید در ذوی العقول
چنانکہ گفتہ شد و در غیر ذوی العقول بشرطِ تکرار مثال آں، کن کن چیزوں سے
دنیا میں رہ کے پرہیز کیجئے، اور تیری کن کن باتوں کا گلا لے بیٹھیے۔ و کنھوں

مخصوص بجمع ذوی العقول بود مثال فاعل، مغلوں کی جو آپ ہجو کرتے ہیں یہ
فرمائیے ہندوستان کو اُنکے سوا کنھوں نے سر کیا ہے، شیخوں نے تلوار ماری ہے
یا اور قوم نے۔ مثال حرف، جو تم مغلوں سے توقع کسی بات کی نہیں رکھتے ہو
تو کنھوں سے رکھتے ہو۔ در اصل این لفظ پنجابی است اکثر فصیحان اُردو از ان
اجتناب ارند و دریں مقام کن و کس استعمال نمایند مثال فاعل مغلوں کی جو آپ
اس قدر ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ ہندوستان کو انکے سوا کن نے سر کیا ہے، یا
کس نے سر کیا ہے نیز درست باشد۔ دیگر کون سا این لفظ خصوصیت بغیر
ذوی العقول دارد و ہرگاہ لفظ دیگر با آن بپیوندد مشترک گردد در ذوی العقول
و غیر ذوی العقول مثال، کونسا شخص یا آدمی ہے کہ آپ کی ذات سے کامیاب نہیں
یا کونسی چیز روے زمین پر ہے کہ نواب یمین الدولہ کی سرکار عالی میں موجود نہیں
حق تعالی ہمیشہ تا قیام قیامت اس گھر کی دولت کو روز افزوں رکھے۔ و بغیر پیوند
لفظ دیگر بر ذوی العقول صادق نیاید بخلاف غیر ذوی العقول مثال، یہ کونسا ہے،
بمعنے یہ کون آدمی ہے ہرگز صحت ندارد بلکہ بمعنی یہ کونسا مینڈھا ہے یا کونسا مرغ تقاو
ہے۔ و ہمچنیں آنچہ غیر ذوی العقول باشد ہمہ درست آید۔ و ہے حرف رابط باشد
و جمع آن ہیں خواہ مذکر خواہ مؤنث این لفظ فصیحان باشد۔ و ہیگا نیز ہمیں
معنی لفظ اردو است و غیر فصیحان استعمال نمایند و دریں لفظ مذکر و مونث باہم
تفاوت دارند پس ہیگا برای مفرد مذکر و ہیگی برای مفرد مونث و ہینگے بایاء مجہول
برای جمع مذکر و ہینگی بایاء معروف برای جمع مؤنث و بعضی ہینگیاں نیز فرمایند
و این زبان صاحبان مغل پورہ باشد۔ و کوئی بمعنی ہیچکس و ہیچ چیز ہر دو آید مثال
گھر میں کوئی نہیں بمعنی کسی در خانہ نیست یا ٹوکری میں تو کوئی نہیں بمعنی ہیچ خربزہ
در سبد نیست۔ و برای قید کردن اسم جنس بوحدت نیز آید مانند اینکہ کوئی خربوزہ یا

کوئی تربوزہ ہمیں بھی دو، وبمعنی ہرگز ہم آید مثال، میں کوئی نہ جاؤنگا یعنی من ہرگز نخواہم رفت لیکن زبان فصیحان نیست۔

وحرف عطف ہم بسیار باشد مثل اَور بروزن غور وگاہے واو در الف غائب شود مثال

مصرع۔ تم اور ہم ہم یار جانی ہیں دونوں

وحذف این حرف نیز درست است مثال

بیت

سیر کو کوٹھی کی بی بی پور روانہ ہوگئیں
دافڑی سُندری الٰہی بخش رتھ میں بیٹھ کر

یعنی دافڑی اور سندری اور الٰہی بخش در ینجا حذف حرف عطف بنا بر ضرورت شعری خیال نباید کرد در نثر ہم جواز دارد مثال، گنا بنو مغلو چبلا چاروں حضور میں مجرا کرنے گئیں ہیں یعنی گنا اور بنو اور مغلو اور چبلا۔ وکیا کہ حرف استفہام ومخصوص بہ غیر ذوی العقول است ہم برائے عطف بجائے اَور آید مثال گنا کیا مغلو کیا بنو کیا چبلا کیا حُسینی کیا الفو سب حضور میں گئیں ہیں۔ وہُوا برائے مفرد مذکر وہوے برائ جمع مذکر وہوئی برائے مفرد مؤنث وہوئیں برائے جمع مؤنث نیز قائم مقام اَور بود۔ مثال مفرد مونث، گنا ہوئی بنو ہوئی چبلا ہوئی مغلو ہوئی یہ سب رنڈیاں حضور میں ہیں یعنی گنا اور بنو اور چبلا اور مغلو۔ مثال جمع مونث، ڈومنیاں ہوئیں کنچنیاں ہوئیں رام جنیاں ہوئیں سب آپس میں ایک ہیں گھونگھرو کی باندھنے والیاں وہ بھی یہ بھی۔ یعنی ڈومنیاں اور کنچنیاں اور رام جنیان۔ مذکر را نیز بر مؤنث قیاس باید کرد۔ دیگر یا برائے تردید مثل اینکہ، یہاں تم بیٹھو یا میں بیٹھوں، بایں معنی کہ اگر شما بہ نشینید من بروم واگر من بہ نشینم شما بروید، رفتن ہر دو صلاح نیست وہم چنیں نشستن ہر دو۔ وکاف مکسور بغیر ہا ہم مفید این معنی گردد مثال تم کل آؤگے کہ پرسوں، اور یہاں تم بیٹھو کہ میں بیٹھوں۔

ونہیں تو ہم بہ ہمیں معنی آید مثال فلانا میر جعفر کا بیٹا نہیں تو میر بدیع الزماں
کا بیٹا ہے یعنی پسر میر جعفر است یا پسر میر بدیع الزماں۔ کیا نیز بہمیں معنی مثال
آج سواری میں دونوں کا جانا صلاح نہیں مکان اکیلا رہ جائے گا کیا میں جاؤں
کیا تم جاؤ۔ ایں ہم لفظ کسائے است کہ جہاں را کہاں وجیا را کیا وجب را
کب وجو را سو گویند۔ باعتقادِ من یا برلے استفہام وغیر استفہام ہر دو مناسب
است۔ مثال استفہامی آج صبح تم دریا گئے تھے یا کسی آشنا کی ملاقات کو۔ مثال
غیر استفہام آج زید سے دو ہزار روپے نقد لیتا ہوں یا سبزہ گھوڑا۔ وکہ برائے
استفہام خوشنما است مثال آں تم آج دریا جاؤ گے کہ اور جگہ۔ ونہیں تو دائگا غیر استفہامی
باشد۔ دیگر پھر بمعنی بعد ازاں مثال آپکی شادی میں یہ فرمائیے کہ کونسا طائفہ اچھا
نہیں آیا گنا آئی پھر نبو آئی پھر کلو آئی پھر ماٹی والی نوران آئی پھر عاشوران
غلام علی والی آئی۔ دیگر اُسکے پیچھے مثال آں پہلے شبراتن والی گنا چی اُسکے پیچھے محبوبن
دیگر نہیں کل حضور میں تو گنا آئی تھی بنو نہیں۔ دیگر بلکہ برائے ترقی مثال گنا شام کو
چاندنی دیکھنے جاویگی بلکہ شبراتن بھی۔ دیگر یہاں تک مثال آں کل کے جلسہ میں شہر
کے سب لوگ آئے تھے یہاں تک کہ اعلیحضرت بھی۔ دیگر لیکن برائے استثناء مثال
چورنڈی تھی شہر میں سو کل کربلا گئی تھی لیکن گنا۔ مراد از معطوف و معطوف علیہ نسبت
کہ ہر دو در فعل و خبر شریک یکدیگر باشند۔

وچند حرف برائے ندا آید سابق تفصیل آں بعمل آمدہ دریں مقام باز نوشتہ می شود زیرا کہ
ذکر حروف در بحث حروف اولی باشد۔ بالجملہ یکے او دیگر ابے دیگر اوبے دیگر اوجی
دیگر اجی دیگر ارے یا یاء مجہول برائے مذکر واری یا یاء معروف برائے مؤنث ودر
دیگر حروف ندا کہ مذکور است سوائے ابے و اوبے کہ خصوصیت با مذکر دارد ہمہ مشترک
است در مذکر و مؤنث۔ دیگر اے ایں ہم مشترک است۔ دیگر اے بی برای مؤنث۔

دیگر او میاں برائے مذکر۔ دیگر ہوت دیگر او ہو این ہر دو نیز مشترک است مانند بھیا ہوت وما دھو ہوت و بنو یا گنا او ہو و بخشو او ہو۔

و ہم چنیں چند حرف برائے تحسین بود مثل آہا و اہاہا و بل بے و بلہ رے واد ہو و ہُہی بے دیکھ نہ پوچھو۔ مانند آہا یا آہاہا کس دھج سے چلی آتی ہے۔ یا ہُہی بے کافر ذرا اِدھر تو دیکھ۔ یا او ہو جی ذرا اِدھر تو دیکھیے۔ یا بل بے تیری سج مار ڈالا کافرنے۔ یا بلہ رے تیری آمد ہم تو وہیں تمام ہو گئے۔ یا کل گنا کو دیکھا ہے کہ کچھ نہ پوچھو۔

و چند حرف دیگر برائے مذمت باشد مثل چخے و چھیا و دُور پار و در گور و اے ہے و صدقے گیا تھا و نوج ہوا از زبانِ زناں۔ اور تبرا ہے اور لعنت ہے اور پناہ بخدا اور کتے کا گوہ لفظ مردان شہر۔

شہر چہارم در بیان فوائد ضروری

بر طالبان مخفی مباد که بعضی الفاظ عربی و فارسی که مرکب از سه حرف است و حرف اوسط شاں ساکن در اردو بحرکت آں حرف استعمال یافته اند مانند شرم و گرم باگاف مفتوح و کبر باکاف مکسور و نرم بانون مفتوح و صبر و علم و ظلم و عقل و قبر و جبر و شکل و فکر و اجر و فخر و صلح ۔ پیدا است که الفاظ مذکوره که همه بروزن برف است یا صرف یا شکر در اردو متحرک الاوسط به تلفظ در آرند سوائے روزمرّه بعضی قابلیت دستگاہاں که با استعمال سروکار نداشته قدم براه تحقیق میزنند و همچنیں بعضی حروف متحرک را ساکن سازند مانند بشریت بسکون شین ۔ کیست که از فتحهٔ شین در بشریت آگاه نیست حاجت به بیان ندارد ۔ و محل و نظر را که حرف اوسط شاں مفتوح است وقت جمع ساکن الاوسط خوانند مثل نظروں میں اور محلوں میں محلول و نظروں بروزن قبروں که در مفعول شدن و متعلق شدن با حرفے از حروف جمع قبر است می آید ۔ ایں موقوف بر استعمال است و الا نظر و محل بروزن قبر نیست زیرا که حرف وسطی آنها در اصل متحرک است و حرف وسطی قبر ساکن ۔ و بعضے اردو داناں محل را که بروزن اشر است بروزن مهد ادا کنند و خطر را که بمعنی بیم است خطر گویند بسکون طا و بجاے گزراں که با ذال مفتوح دارد گذراں بر وزن برہان به تلفظ در آرند و حرف متحرک ثانی لفظ را در حالت ترخیم نیز ساکن کنند مانند حسنو باسکون سین ۔ سین حسنو که اصلش حسن علیخاں یا حسن بیگ یا حسن علی فقط بوده متحرک میماند لیکن در اردو بر ظاہر کنندهٔ فتحه در سین منخیدند ۔ خلاصه کلام اینکه آدمِ دانا سواے ساکن ساختن حرفِ ثانی منادی بعد ترخیم دیگر چیزها را قاعدهٔ کلیه نپندارد

و بر ہر چہ مذکور شد اعتراض ہم نکنند، واجب آن است کہ تابع سماعت باشد۔ دیگر آنکہ حذف و تقدیر را ہم در کلام ہر زبان کہ باشد دخل بسیار است، مانند جھوٹے کی با یاء معروف در آخر در جواب شخصے کہ کلامش ربطے با صدق نداشتہ باشد ایسی تیسی بعد لفظ جھوٹھے کی محذوف است و نزد بعضی دشنام محذوف شدہ۔ دیگر سرگذشت بمعنی از سر گذشتہ۔ دیگر یا علی بمعنی یا علی آئیو۔ و گاہے تکرار دلالت بر اضطراب نماید مثل یا علی علی یعنی زود بہ فریاد من برس۔ دیگر فلانا نوکروں کا دشمن ہے یعنی اپنے نوکروں کا دشمن ہے۔ دیگر خبردار بمعنی خبردار کہاں جاتا ہے۔ دیگر بیٹھ بمعنی بیٹھ تو چپکا رہ۔ ایں قدر برائے مثال کافی است والا محذوفات در کلام اُردو بسیار گنجایش دارد خود بخود بر دانا ظاہر می گردد۔

آمدم بر سر مقدرات۔ ہائے ہائے دلی، در ینجا ہے تو کیوں چھوٹی مقدر است دیگر گنا کی مسی، در ینجا یاد ہے یا بھول گئے مقدر باشد۔ ایں لفظ در وقتے استعمال پذیرد کہ دو کس ہم شہری یا آشنائی ہم کہ ہر دو روز مسی گنا در مجلس حاضر شدہ باشند و در شہر دیگر بعد چند روز در مجلسے بہ تقریب تماشائے رقص وارد شوند و بعد محظوظ شدن مجلسیان از رقص و سرود یکے ازاں ہر دو کس بہ دیگرے برائے ترفع خود در مجمع بگوید کہ بھئی گنا کی مسی یعنی گنا کی مسی یاد ہے یا بھول گئے۔ غرضش ازیں سخن آں باشد کہ اہل مجلس بدانند کہ ایں مرد زیادہ ازیں مجمع صحبتہا دیدہ است کہ آنرا یاد میکند، مثل ما مردم نیست کہ در تمام عمر ہمیں یک صحبت را دیدہ ایم۔ دیگر تھوک ہے، در ینجا تیرے ظرف تنگ ہیں مقدر است نزد اشخاص صاحب حیا۔ و اراذل و اجلاف و شرفائے تربیت نا شدہ بیحیا از زبان نام آں ظرف را بگیرند۔ دیگر بس جی بس، دریں مقام تمھاری بھی حقیقت معلوم ہوئی یا تم کو بھی دیکھ لیا یا بہت بیجا نہ بکو یا خدا کے واسطے چپکے رہو مقدر باشد۔ دیگر آئے جی آئے در ینجا ہولی کے بھڑوے

مقدر باشد۔ دیگر کتنا یا کس قدر بعد تمام شدن کلام غیر در مدح یا مذمت کسی درانجا
تصدیق قول او چنانکه باید مقدر کرده اند۔ مثلاً کسی بگوید که زید مرد مفتری وکذاب،
است و دیگر گوید کتنا یا کس قدر مفتری ہے کہ نظیر اپنا نہیں رکھتا یا عبارتے سوا ے
این متضمن ہمیں معنی بعد کس قدر یا کتنا در ذہن باشد۔ وتفاوت میانہ حذف وتقدیر
این است کہ قاعدۂ حذف در لفظ معیّن جاری شود وتقدیر بحسب اقتضاے مقام
باشد۔ مثلاً لفظ سرگذشت بمعنی ماجرا در فارسی مشہور است و اہل اُردو ہم ہمیں معنی
آرند و بمعنی از سرگذشتہ نیز مستعمل ہمیں صاحباں باشد زیرا کہ در فارسی از لفظ از سر
گذشتہ از را محذوف کردہ سرگذشتہ را بجاے از سرگذشتہ رواج دادند و دہلویاں از
سرگذشتہ ہا را نیز بر داشتند پس سرگذشتہ با ہاۓ ہوز فارسی باشد و سرگذشت بغیر ہا این
معنی ہندی۔ دریں الفاظ قاعدۂ حذف نزد صاحب فہماں یافتہ می شود مثال
تقدیر، کل مارا جاے گا زید اور باندھا جاے گا زید، دریں مقام بعد مارا جائیگا
و باندھا جائیگا دیکھیو مقدر است۔

شہر اول از چہار شہر دلپذیر جزیرۂ ششم

کہ متضمن تحقیق غوامض فن بیان است

در تعریف تشبیہ

باید دانست کہ ہر لفظی را کہ خلاف وضع واضع شہرت میکنند منقول میخوانند بشرطیکہ معنی اصلی آں در استعمال ترک نمودہ باشند مانند ٹوپی والا بمعنی مغل۔ ظاہر است کہ ہر جا کہ کلہ پوش است آنرا ٹوپی والا گفتن صحت دارد لیکن سوائے مردم ولایت سید باشد یا مغل یا افغان دیگرے را ٹوپی والا نمی گویند۔ و منقول دو گونہ است عرفی و شرعی۔ و عرفی نیز دو گونہ بود یا در عرف عام مستعمل شود مثل ٹوپی والا یا در عرف خاص چوں کافور ہو جاؤ بمعنی بروید مخصوص بہ بعض اہل اردو۔ و شرعی مانند تعزیہ بمعنی تابوت امام و اگر گاہے بمعنی اصلی و گاہے بمعنی نو استعمال کنند از دو حال بیروں نیست۔ اگر بمعنی اصلی استعمال نمایند حقیقت گویند۔ و اگر بمعنی نو بر زباں آرند آنرا مجاز نامند چوں قارورہ بمعنی بول کہ در اصل بمعنی شیشہ بود۔ و مجاز سہ قسم است ماٰیئول الیہ مثل مولوی گفتن طالب علم نظر بزمان مستقبل زیرا کہ بعد فراغ از تحصیل علوم مولوی گفتہ خواہد شد۔ مرسل و آں بر چند نوع باشد مثل پروانہ بمعنی عاشق۔ و آنچہ متضمن تشبیہ بود آنرا استعارہ خوانند۔ و ہر چہ دراں معنی نو از معنی اصلی گرفتہ وقت استعمال لفظ بمعنی اول دلیلی قوی بر وجود معنی دوم داشتہ باشد آنرا کنایہ گویند۔ دریں صورت در فن بیان ذکر سہ چیز ضرور افتاد یعنی مجاز و کنایہ و استعارہ و ہمیں ہر سہ چیز اصول ایں فن باشد۔ چوں استعارہ مجاز یا تشبیہ است آگاہی از تشبیہ ہم بر جویاے کمال واجب بود ازیں جہت تشبیہ را بر سہ اصل چہارم شمردہ اند و از مسلمات ایں

فن است کہ معنی لازم و تضمینی را سوائے معنی موضوع لہٗ استعمال نمایند مانند اینکہ شیر آتا ہے یعنی مرد شجاع آتا ہے چوں لازم شیر شجاعت است و شجاع را نیز شجاعت لازم از لفظ شیر شجاعت کہ لازم اوست مراد گویندۂ ایں عبارت باشد و ہم چنیں از پروانہ عشق کہ لازم آں بود و باد و سائط چوں خاکروبوں کا پوچھنے والا بجائے سخنے صاحب و مروت مہماں نواز زیراکہ برداشتن براز ملزوم ریدن بسیار وجود خورندگاں و اجتماع مردم کثیر برائے خوردن و ملزوم آں خورانیدن میزبان آنہارا بمہربانی چوں در کنایہ وقت ذکرِ معنی لازم ملاحظہ معنی ملزوم اصلی نیز می باشد و در مجاز چنیں نیست چراکہ از ذکر پروانہ بمعنی عاشق معنی اصلی پروانہ مقصود نیست پس کنایہ را نوعے از مجاز تواں شمرد و مجاز را جنس۔ و دریں صورت مجاز جزو کنایہ است مانند حیوان کہ جزوِ انسان است و جزو بر کُل مقدم می باشد پس ذکر کنایہ بعد از مجاز اولیٰ بود و ہم چنیں استعارہ مرکب از مجاز و تشبیہ است درینجا نیز ہماں قاعدہ جاری می تواں کرد۔ یعنی ذکر استعارہ بعد از ذکر مجاز استحسان دارد۔ و تقدیم استعارہ بر کنایہ از سبب تقدیم جزو آں بر کنایہ باشد اگر کسی بگوید کہ کنایہ ہم قسمی از مجاز است مثل استعارہ۔ پس سبب تقدیم ایں بر آں چگونہ باعث استحسان است۔ گوئیم کہ در کنایہ معنی مجاز باقی نہ می ماند۔ استعارہ صفتی از از مجاز باشد و کنایہ مبائن آں۔ باآنکہ در اصل نوعے از مجاز است ثبوت نوعیت نظر بمعنی عام مجاز است کہ در خارج وجود ندارد۔ و مغائرت آں با جنس بملاحظہ مجازات مقید است مانند نوعیتِ انسان بملاحظۂ حیوان کہ وجودِ ظاہر خارجی ندارد۔ و مغائرت آں با حیوان مقید چوں فرس و اسد۔ بالجملہ از روے قاعدۂ مجاز بر استعارہ و استعارہ بر کنایہ مقدم می بایست۔ لیکن اصحاب بلاغت ذکر استعارہ پیش از مجاز نیکوتر دانستہ اند۔ منشاء استحسان اینکہ بحث استعارہ از سبب اجزائے تشبیہ زیادہ از بحث مجاز است۔ از خواندن و دریافتن۔

آں بحث مجاز آسان می شود بخلاف بحث مجاز کہ از دریافتن آں راہ باستعارہ آسان
نمی تواں بُرد۔ واستعارہ را بعد تشبیہ مذکور کردہ اند۔ اینجا وجہ تقدیم تقدیم جز بر کل
وہم زیادہ بودن بحث تشبیہ از بحث استعارہ است۔ پس گفتہ می آید کہ اول اصول
چہارگانۂ فن بیان کہ مدار آں بر دلالت تضمنی و التزامی است وہر دو را عقلی نیز گویند
تشبیہ بود۔ وآں عبارت است از یکی کردن دو چیز کہ از ہم جدا باشند در یک امر کہ میانۂ
ہر دو مشترک باشد۔ وآں اشتراک باید کہ در ہر دو برابر نبود در یکے و در دیگے زیادہ۔
تا کم را باآں زیادہ برابر گفتہ قدرش بیفزائیم۔ وآں مشترک در حقیقت باشد یا صفت۔
اگر دو چیز در حقیقت مشترک است باید کہ در صفت جدا باشد۔ واگر در صفت مشترک است
باید کہ حقیقت ہر دو جدا جُدا بود۔ واگر در حقیقت و صفت ہر دو غیر یکدیگر باشند یا در ہر
دو امر مساہم ومساوی۔ در ہر دو صورت تشبیہ باطل شود۔ مثال اشتراک در حقیقت
خر مانند فیل است وفیل مانند خر۔ یعنی در حقیقت ہر دو حیوان اند و در صفت فیل فیل است
وخر خر۔ مثال اشتراک در صفت زید چوں اسپ صد گردہ راہ میرود یعنی در صفت
راہ رفتن زید واسپ ہر دو برابر اند و در حقیقت خاص جُدا جُدا۔ یعنی زید حیوان ناطق
است واسپ حیوانِ صاہل۔ در تشبیہ اول حقیقتِ عام مقصود گوینده است و در تشبیہ
ثانی حقیقت خاص۔ مثال دیگر از تشبیہ اول یعنی اشتراک در حقیقت و مغائرت در صفت
ہر جاہل مثل بوعلی سینا است یعنی در حقیقت کہ انسانیت ہر دو یکے ہستند و در صفت
جُدا جُدا۔ جاہل جاہل است وحکیم حکیم۔ مثال دیگر از تشبیہ ثانی بوعلی سینا در تیزی نظر
چوں کرگس است۔ یعنی بوعلی سینا وکرگس ہر دو در صفت کہ تیزی نظر است برابر اند
و در حقیقت خاص جدا جُدا۔ و در اُردو ہم آدم بد خلق را کٹ کھنا کُتا نام نہند باعتبارِ
صفت۔ گویند کہ فلانا گدھا ہے یا شیر ہے یا پری ہے یا کُتا ہے یا گینڈا ہے جا بجا صفت
جدا جدا معتبر باشد گدھا باعتبار حماقت و شیر باعتبار شجاعت و پری باعتبار وجاہت

وکتا باعتبار بدخلقی وگینڈا باعتبار فربہی۔ مثال اشتراک در ہر دو۔ زید کا گھوڑا جو
کمیت ہے اور سو کوس جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا عمرو کا کمیت گھوڑا کہ سو کوس راہ
جاتا ہے۔ درینصورت کہ ہر دو اسپ درحقیقت وصفت لون وراہ رفتن یکی ہستند فائدہ
تشبیہ معلوم نمی شود۔ زیرا کہ در تشبیہ ترقی چیز کم قدر در کار می باشد چہ در تشبیہ خر با
فیل و تشبیہ جاہل با بوعلی۔ فائدہ این است کہ خر را آزار ندہند و جاہل را حقیر
نشناسند۔ و در تشبیہ بوعلی با کرگس بیان قوت حسن بصر شیخ است و در تشبیہ شجاع
با شیر و احمق با خر بیان شجاعت و حماقت ہر دو منظور است۔ مثال متبائن در ہر
دو چیز، بوعلی سینا مانند چنار کے درخت کے طبع جدید اور ذہن سلیم رکھتا ہے۔ دریں
صورت ہم تشبیہ ثابت نمی شود زیرا کہ تشبیہ بغیر اشتراک در دو چیز کہ از او وجہ شبہ
نامند بہ ثبوت نمی رسد مانند تشبیہ بیضۂ مرغ با رشتۂ زنار۔
موجز اینکہ ارکان تشبیہ پنج است مشبہ و مشبہ بہ و وجہ شبہ و حرف تشبیہ و غرض تشبیہ
مشبہ آنکہ آنرا بچیزے کہ زیادہ از و در صفت باشد مشابہ سازند و صفت اعم از مدح
و ذم بود۔ و مشبہ بہ آنکہ در صفت از مشبہ زیادہ باشد و قدر مشبہ را بیفزاید۔ و وجہ
شبہ آنکہ گفتہ آمد۔ و حرف تشبیہ آنکہ دلالت بر تشبیہ نماید۔ و غرض تشبیہ آنکہ تشبیہ
چیزے بچیزے برائے آں باشد مثال آں فلانے کا چہرہ روشنی میں مانند آفتاب کے
ہے۔ چہرہ مشبہ آفتاب مشبہ بہ روشنی وجہ شبہ و مانند حرف تشبیہ۔ ترقی معشوق غرض
تشبیہ۔ و در اردو تشبیہ ملالینا و مشبہ را ملنا ہوا و وجہ شبہ را میل نامند و برائے مشبہ بہ
و حرف تشبیہ نامے در اردو نیست و غرض تشبیہ خود چیزے نیست کہ نامے برائی آں
مقرر کردہ می شد اینجا ہم ہمیں می تواں گفت۔ و حروف تشبیہ در ہندی بسیار است
مانند ہم در استعمال اردو است و در استعمال فصحا نظیر و عدیل و مقابل و مشابہ لفظ
مقابل و برابر و جیسا و جوں در ریختہ گویاں و ازیں قبیل۔ و تشبیہے کہ دراں وجہ شبہ

مذکور شود مفصل نامند مانند ایں عبارت کہ فلانا شجاعت میں شیر جیسا ہے۔ والا مجمل
مثل اینکہ فلانا شیر جیسا ہے ایں از اول بہتر بود۔ و تشبیہ با حرف تشبیہ موکد نامیدہ
شود بنوعے کہ گفتہ شد۔ و بغیر آں مرسل و مرسل بلیغ تر از موکد باشد مثل فلانا شیر ہے
و مشبہ و مشبہ بہ عقلی بود یا حسی۔ مثال حسی در تشبیہ چہرہ با آفتاب گزشت۔ و مثال
عقلی چوں تشبیہ علم بحیات است و تشبیہ جہل بمرگ۔ جہل و علم ہر دو امر عقلی است۔
حسی نیست۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ ہر دو حسی باشند وجہ شبہ اعم از ان است کہ حسی باشد
یا عقلی۔ مثال وجہ مشبہ حسی در مثال مشبہ و مشبہ بہ حسی بیان کردہ شد زیراکہ وجہ شبہ در تشبیہ
چہرہ با آفتاب روشنی است و آں حسی بود۔ مثال وجہ شبہ عقلی در مشبہ و مشبہ بہ حسی۔ مولوی
فخر الدین صاحب میرے نزدیک ایسے تھے جیسے مسلمان کے نزدیک قرآن شریف۔
مولوی فخر الدین صاحب و قرآن شریف ہر دو محسوس است و وجہ شبہ در ہر دو ہدایت
آدمی و آں امرے است عقلی۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ عقلی باشند بضرورت وجہ شبہ عقلی باشد
نہ حسی چوں لقاے نام در تشبیہ علم بزندگانی و فقدان نام در تشبیہ جہل بمرگ۔ و گاہے
مشبہ عقلی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ حسی و گاہے برعکس مانند تشبیہ خلق کریم بعطر یا تشبیہ
روح بہ گل یا بالعکس آں یعنی مشبہ حسی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ عقلی چوں تشبیہ آتش
بذہن وقاد۔ و اگر در تشبیہ دو مشبہ و مشبہ بہ باشد آں تشبیہ را تشبیہ تسویہ نامند۔ و
اگر دو مشبہ بیک مشبہ بہ باشد تشبیہ جمع۔ و اگر ہیأت اجتماعی مشبہ و ہیأت دیگر بہمیں صفت
مشبہ بہ بود تشبیہ مرکب یا تشبیہ تمثیل خوانند۔ و نوعی است از تشبیہ موسوم بہ تشبیہ
تفضیل یعنی بیان کردن فضل مشبہ بہ مشبہ بہ۔ مثال تشبیہ تسویہ تیرے بال اور میرا
حال دونوں اندھیری رات ہیں۔ مثال تشبیہ جمع۔ آج کی اندھیری رات ایسی
سیاہ ہے جیسے میرا دن اور تیری چوٹی۔ مثال تشبیہ تمثیل لہو بھری تلوار میں
جوہر ایسے نمایاں ہیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کے چمکنے سے تارے نظر آویں۔

مثال تشبیہ تفضیل چاند تو تو ہے لیکن چاند نے یہ کج کلاہی کہاں پائی۔ یا قد تیرا
مانند سرو کے مسلّم لیکن سرو میں یہ قباپوشی کہاں۔

شہر دوم در بیان استعارہ

استعارہ در لغت طلب چیزے بعاریت باشد و در عرف بلیغاں مراد از مجاز یا تشبیہ
باشد یعنے مجازاً مشبہ بہ را ذکر کنند و در حقیقت ذکر مشبہ مرکوز خاطر باشد یا آنچہ
مناسب با مشبہ بہ باشد از روے حقیقت در مشبہ ثابت کنند از روے مجاز یا ہرچہ
مناسب با مشبہ باشد دراصل یا مشبہ بہ مذکور سازند و گاہے بجاے مشبہ بہ ضد آں تعریض
یا بغض استعمال نمایند از روے مجاز۔ اما سہ قسم اولیں را اتفاقیہ و قسم چہارم
راعنادیہ نامند مثال قسم اول کالا ناگ آتا ہے یعنی آدم موذی می آید۔ یا
میری ہرنی کو لاؤ یعنی محبوبہ مرا بیارید یا چاند رتھ میں جاتا ہے یعنی محبوبہ کہ چوں ماہ
است در رتھ میرود۔ مثال قسم دوم موت کے پنجے سے کوئی بھی جیتا بچا ہے یعنی
از مرگ کہ مانند شیر است چگونہ جان می تواں برد۔ مثال قسم سوم تیرے سُرمہ میں
رنگے کنول اور تیری انگیا کے بھونرے کسی کے ایمان کو باقی نہیں رکھتے ظاہر است
کہ سرمہ را با کنول علاقہ نیست الا با چشم محبوب و شاما کچہ را با بھونرا چہ تعلق مگر با
سرپستانِ کافرِ بے پیر۔ مثال قسم چہارم شیر آتا ہے وقتیکہ غرض ازاں شخص نامرد
باشد۔ دریں مقام تعریض واقع شدہ و لومڑی آتی ہے بجاے اینکہ مرد شجاع می آید
از روے بغض و عداوت بود۔ و مشبہ را دریں بحث مستعارلہ و مشبہ را مستعارمنہ ولفظ
را مستعار خوانند مانند نرگس کہ ایں لفظ را مستعار و چشم معشوق را کہ مشبہ است مستعارلہ
وگلِ نرگس را کہ مشبہ بہ است مستعارمنہ گویند۔ مشبہ را مستعارلہ ازاں گفتند کہ استعارہ لفظ

برائے آنست یعنی لفظ نرگس از گلِ نرگس برائے چشم محبوب مستعار گرفتہ شد و
مشبہ بہ مستعار منہ برائے آنست کہ ازاں ایں لفظ را گرفتہ اند۔

شہر سیوم در تفصیل مجاز

مجاز یا مایئول الیہ بود یا مرسل معنی مایئول الیہ ہرچہ بآں انجامد باشد خواہ
نظر بہ زمانۂ گزشتہ بود خواہ بہ زمانۂ آیندہ مانند ایں مردہ نہ دانم کے مرد یا ایں کشتہ
را کہ کشتہ است۔ مردن مردن مُردہ یا کشتہ شدن کشتہ نظر بہ زمانِ گزشتہ باشد
کہ زمانِ حیات ہر دو بودہ است۔ و مردہ را در حالِ زندگی مردہ گفتن مردن او
ثابت کردن نظر بزمانِ مستقبل بود کہ کارش بآں انجامد۔ ہم چنیں حالِ گزشتہ و
مولوی گفتن طفلے کہ طلب علم نماید نظر بہ زمانِ آیندہ باشد یعنی روزے مولوی
خواہد شد۔ و طبیب زادہ را طبیب گفتن نظر بہ زمانِ ماضی بود بخیال انیکہ پدرش
طبیب بود یا بہ نظر زمانۂ مستقبل کہ روزے بعد تحصیل علم بمنصب پدر خواہد رسید۔ و
مرسل یعنی گزشتہ شدہ باشد و ازیں جہت نامیدہ شد کہ علاقۂ تشبیہ را دراں ترک
نمودہ اند و ایں مجاز را اقسام بود گاہے سبب را بجائے مسبب ذکر کنند و گاہے
مسبب را بجائے سبب گویند مثال آں۔ جس ندی نالے کو جنگل میں دیکھا سب
میں مینھ نظر آیا یعنی آب کہ سبب باران است اور تمام دن آج باجرا برسا کیا۔
یعنی باران نرم کہ سبب پیدا شدن غلہ باشد۔ و ظرف بجائے مظروف و مظروف
بجائے ظرف مثال آں گلاب کو طاق میں رکھدو یعنی شیشۂ گلاب را بر طاق گزارند
اور قارورہ انکا بہت سرخ ہے یعنی بول کہ در قارورہ میگیرند بسیار سرخ است۔
و خاص بجائے عام و عام بجائے خاص مثال آں فلانا آدمی بجوپر پروانہ ہے

یعنی عاشق است پروانا خاص است و عاشق عام۔ اور کپڑا میرا بھیگ گیا یعنی انگرکھہ میرا بھیگ گیا کپڑا عام است و انگرکھہ خاص۔ وجز بجاے کُل وکُل بجاے جُز مثال آں حقّہ لاؤ بجاے قلیان ونیچہ وچلم با تمباکو و آتش۔ پیدا است کہ حُقّہ جزو ایں ہیات اجتماعی است اور گھر ہمارا گر پڑا بجاے اینکہ دیوارِ خانہ ما اُفتاد دیوار تمام خانہ نیست بلکہ جزوِ خانہ است۔

شہر چہارم در حُسن و قبح کنایہ

بدانکہ حُسن و قبح در ہر چیز می باشد تشبیہ و استعارہ و مجاز ہم ہر قدر کہ بود اگر نادر و غیر متبذل باشد بہتر است۔ ہم چنیں کنایۂ سریع الفہم متبذل بکار نمی آید مانند بیٹ کا ہلکا بمعنی شخص از نگاہ ندارندہ یا بے مُہار اونٹ یعنی یاوہ گو دریدہ دہاں۔ اگر چنیں گفتہ آید ہر آئینہ ابلغ باشد فلانا حلال خوروں کا روپے دینے والا ہے یعنی سخی ہے۔

شہر اول از جزیرہ ہفتم در علم بدیع

کہ دراں دو شہر دلچسپ و یک باغ جاں نواز در نظر نظارگیان حُسنِ عروسانِ بہارِ معنی و مضامین جلوۂ ظہور رسیدہ در بدایع لفظی از انجملہ است۔

جناس کہ آنرا تجنیس ہم نامند یعنی بودن دو لفظ شبیہ ہم۔ وآں چند گونہ بود۔ اول تجنیس تام یعنی شبیہ بودن دو لفظ در حروف و حرکات بغیر ترکیب چون گل بفتحہ کاف و سکون لام بمعنی دیروز و فردا و قرار و آرام۔ و سونڈھا بمعنی چیزیکہ بران

براں نشتید د بمعنی شانہ یعنی کتف۔ دوم تجنیس ناقص و ایں شبیہ بودن در دو لفظ در حروف فقط باشد و در حرکات مخالف ہم۔ چوں بَیر بمعنی دشمنی و بیر بمعنی کنار۔ سیوم تجنیس مکرر و آں جدا کردن جزوے از لفظ مقابل لفظی است کہ بعد ازاں بلا فاصلہ مذکور شود مثال آں۔ بیت

ہم سے کیوں رکھتا نہیں ہے وہ بُتِ خود کام کام
جس نے اپنا کر دیا ہر ایک پر انعام عام

چہارم تجنیس مرکب یعنی ترکیب دو کلمہ با کلمہ و جزو کلمہ لفظی مقابل کلمہ پیدا شود و آں مقرون بود و مفروق۔ مقرون آنکہ در تلفظ و کتابت ہر دو مثل ہم باشد۔ و مفروق آنکہ در کتابت مخالفِ آں بود مثال ہر دو بیت

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا
تقصیر سوائے عشق کے کیا مجھ سے ہوئی
ڈر ٹک تو خدا سے کافرا ترسایا

پنجم تجنیس خط چوں مشکیں و مسکیں و خط و حظ و زر و زد و پاک و باک۔ ششم تجنیس زائد و آں عبارت است از زیادہ بودن حرفی در لفظی مقابل لفظی کہ در تلفظ و کتابت مثل آں باشد و ایں حرف زائد خواہ در اول لفظ بود خواہ در وسط خواہ در آخر۔ مانند چاہ بمعنی کنواں در فارسی و چاہا بمعنی مہر ورزید و یال و خیال و کار و کنار۔ ہفتم تجنیس مطرف و آں مختلف بودن حرف اخیر در دو لفظ شبیہ ہم باشد چوں آزاد و آزار و آفاق و آفات۔

دیگر ترصیع و ایں صنعت چناں بود کہ فقرہ بنویسند یا مصرعے موزوں نمایند و مقابل آں فقرہ یا مصرع فقرہ یا مصرعے بایں طریق آرند کہ لفظ اول ایں فقرہ سجع لفظ

اول فقرہ اول و لفظ ثانی سجع لفظ ثانی ہم چنین سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم تا جائیکہ تمام
شود۔ و نیز لفظ اول این مصرع قافیہ لفظ اول مصرع ثانی و دوم قافیہ دوم و سیوم
قافیہ سیوم تا تمام شدن مصرع مثال فقرہ پونڈ اپھیکا اتنا بُرا کہ جسکی برائی بیان سے
باہر ہے۔ پونڈا کڑوا ایسا بھلا کہ اسکی بھلائی گمان سے بڑھکر ہے۔ مثال مصرع۔

نکھرا اترا ظہور خدائے کریم ہے
گو جا بجا وفور بلائے عظیم ہے

دیگر ترصیع با تجنیس مثال آں مقصود بیگ و مقصود بیگ دو۔ دیگر معرب
و این مراد از عبارتے بود کہ مشتمل بر حرکتے بود از حرکات ثلاثہ کہ زبر و زیر و پیش باشد
یعنی اگر متضمن فتحہ باشد ضمہ و کسرہ دراں نیارند و اگر ضمہ وارد کسرہ و فتحہ نمی باید و
اگر اول قید کسرہ کنند باید کہ از فتحہ و ضمہ پاک باشد۔
دیگر اشتقاق و این آوردن لفظی چند است کہ مشتق از یک مصدر باشند مثال
جس جانے والے کو دلی جانا ہو جاتے جاتے چاہیے کہ ہم سے رخصت ہو کے جاوے
اس طرح کے جانے میں اُس کا کیا جاتا ہے۔
دیگر مسجع و آں سہ نوع است متوازی و مطرف و موازنہ۔ متوازی آنکہ دو لفظ در
حروف و حرکت از روے عدد برابر باشند نہ مثل یکدیگر مانند وقار و حصار و کنار و کبار۔
و مطرف آنکہ جزو ہر دو مساوی باشد چوں اطوار و حصار در ینجا دار و صار باہم سجع
واقع شدہ در بعضی بحور اطوار و حصار آخر بیت بجاے قافیہ می آید و در بعضی اوزان نہ۔
و موازنہ آں بود کہ وزن دو لفظ دراں مساوی باشد و موافقت روی دراں شرط
نہ بود مانند گل و پر و دول و دور و سر و خم مثال موازنہ تیرا باپ عجب بشر ہے جس کا مان
سدا رہا ہے۔ دو قسم اول عام است در نظم و نثر ہر دو می آید و قسم آخر خصوصیت
با نثر دارد۔

دیگر رد العجز علی الصدر سعنی آن از روے لغت باز گردانیدن سُرین بسینہ باشد و در عرف بلیغاں مراد از ذکر لفظی بود در آخر مصرع دوم کہ در اول مصرع اول ذکر کردہ باشند خواہ بروضع تجنیس خواہ ورائے آں مثال تجنیس شعر

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ

مثال ورائے تجنیس۔ شعر

آدمی کا مارنا اچھا نہیں
مظہرِ ذاتِ خدا ہے آدمی

و اقسام آں در فارسی بسیار است از انجملہ است لفظ اول مصرع دوم در آخر مصرع دوم آوردن و ایں ہم تجنیس و غیر تجنیس باشد مثال تجنیس شعر

جس نے کل ٹپکا کھلایا تھا ہمیں
پال میں آنبوں کے ڈالی آج پال

مثال غیر تجنیس شعر

خدا جو کچھ کہ میسر کرے وہ کھا لیجیے
پُلاؤ گر نہ میسر ہو کون کھائے پُلاؤ

و قسمی است ازہمیں لفظ آخر مصرع اول در اول مصرع ثانی و لفظ آخر مصرع ثانی در اول مصرع سیوم و لفظ آخر مصرع سوم در اول مصرع چہارم آوردن و آنرا معاد نامند۔ مثال آں رباعی

آتا نہیں کیوں مرا وہ آسایشِ جاں
جاں جس پہ فدا کرتے ہیں سب اور ایماں
ایماں ہے مرا محبت اُسکی دائم

دائم اسکو بھی مجھپہ ہے لطف نہاں

دیگر مقلوب وآں مراد از لفظ عبارت و مصرع و بیت باز گونہ باشد وآں بر چند قسم است ۔ مقلوب کل چوں جور وروح ۔ و مقلوب بعض چوں رشک و شکر و عربی وربیع و علم و لمع ۔ و مقلوب مجنح بروزن مفعل صیغہ مفعول است و معنی آں بازو دار بودو در اصطلاح بودن لفظ در آخر مصرع ۔ مقلوب لفظی کہ دراول مصرع باشد ۔ و مقلوب مستوی مراد از بودن عبارت و مصرع و بیت مقلوب بر صورت اول ۔

مثال مقلوب کل مصرع

بات کی باقی نہیں ہے مجھ میں تاب

وقسمی است از مقلوب کل کہ چہار مصرع بایں صفت گویند کہ لفظ اول مصرع ثانی مقلوب لفظ آخر مصرع اول باشد و لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم و لفظ اول مصرع چہارم مقلوب لفظ آخر مصرع سیوم و لفظ اول مصرع اول مقلوب لفظ آخر مصرع چہارم باشد ۔ مثال آں ۔ رباعی

رُت پہ پیدا ہمیشہ ہووے نور
رب کی قدرت سے ہوتے ہیں اسب ور
رو جو کوئی یہ بات کرے اُس کا تن
نت کھیچے قچیاں لگا خون سے تر

مثال مقلوب بعض مصرع

خرف ہو گئے ہیں میاں فخر کیوں

مثال مقلوب مجنح مصرع

تھان دو ململ کے لایا برج ناتھ

مثال مقلوب مستوی اوبی ریتی تیری بوا ۔ ریتی نام کسبی فرض باید کرد و در فارسی

مثالہا بسیار است۔ امیر خسرو بیت

شکر تبر از وے وزارت برکش

شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش

ہر مصرع مقلوب مستوی است راقم گوید مصرع

من ازال یہ عمل علم عرب نازانم

راقم حقیر رقعہ دریں صنعت نوشتہ است بطریق ارمغاں برائے طالباں ایراداں مینماید

رقعہ

دارا دربانم بی ذرادادیدن لب شکرنگاں آبنوش قودوق نعیم حبیب فرشاہاں پناہ جہاں گلہائے اجرزا بودرہ بسیر از مرج مدام غم درم ماہ ساں ازیم قیر نام لیل ہنبود ازمم طرب ارب راہمہ دردرسم خطبہ ات ای ارک رایات اہ بطخم سردردہمہ ارب را برطرم مزاد ومن بلبل نا فریق میزان اسہام مردم غماد مجرم زارسیہ دبار رجائے اہل گناہ جہاں پناہ اشرف بی جمیع نقود وقشون بانام گبرکش لمبندی دادا زیب منابرو اراد۔

دیگر مربع وایں صنعت مراد از چند سطر و بیت است کہ در طول وعرض خواندہ شدن آں یکساں باشد مثال آں

کہاں تک	خموشی	اجی تم	کہو کچھ
بھیانک	چھبیلی	سلو تو	اجی تم
یہ کیا ہے	بتاؤ	چھبیلی	خموشی
یکایک	یہ کیا ہے	بھیانک	کہاں تک

دیگر لزوم مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیز غیر لازم بر خود چوں قافیہ موسہ مانند عاقل

قافیۂ کامل زیرا کہ دل ہم قافیۂ عاقل می تواند شد۔
دیگر لزوم ایں صنعت چناں است کہ شاعر دو چیز یا سہ چیز یا زیادہ در شعرے جمع کند
و در ہر شعر ذکر آں لازم گیرد تا آخر قصیدہ مثل شتر حجرہ کا بیتی و لک لک و نگس خسرو
دہلوی ایں در ہر بیت لک لک و نگس بیان نمودہ و او در ہر بیت شتر حجرہ را ذکر کردہ

مثال در ہندی نظم

ناگنی کو جس طرح سے مور جاتا ہے نگل
میں بھی کھا کر غم کو تیرے روز رہتا ہوں اٹل
ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
دو پہاڑوں میں چھپے ہیں ڈر کے گونسے نکل

در نسخۂ دیگر بایں نہج است۔ نظم

ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا
ناگنی جا نبر کہاں ہو مور سے تدبیر بن
مور جس کا ہو چلے وہاں ناگنی کا زور کیا

دیگر مسجع و آں مراد از چار پارہ کردن بیت سوائے مطلع بایں طریق است کہ سہ پارۂ
اول باہم قافیہ داشتہ پارۂ آخریں بقافیۂ اصلی رجوع نماید مثال آں۔ شعر

کل آنکھ میری لڑ گئی اُس کافرِ عیار سے
ہے آج نوبت سر ٹیکنے کی در و دیوار سے
اُس شوخ سے جا کر کہو لے بد مزاج تند خو
بیرحم تو اتنا نہ ہو ٹک شرم کر دادار سے

وبعضی قدماے فارسی در غزل مسجع رجوع بقافیۂ اصلی نکردہ ہماں سجع را کافی

شمردہ اند مثال آں۔ سعدی

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ
وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
اے قبلۂ من روے تو وے کعبۂ من کوے تو
صد ہیچو من ہندوے تو از من چرا رنجیدۂ

مثال آں در ہندی میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان مرثیہ گفتہ کہ مطلعش این است۔ مرثیہ

تم تو سر دینے رن میں سدھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا
آج آفت ہے گھر پہ تمہارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا

ابیات باقی قافیہ ندارد و سجع ہر بیت قافیہ است۔

دیگر تلمیع تلمیع مراد از جمع کردن زبانہاے متعدد است در یک بیت دو زبان جمع شوند و در خمس پنج زبان مثال آں

جھپکی سی ہمیں دور سے دکھلا دے خدارا
اے نور خدا در نظر از روے تو مارا

دیگر متلون مراد از ایراد بیت در دو وزن یا زیادہ باشد مثال دو بحرین

تجھ سیتی میں کیا کہوں اے بے وفا
گزری جو کچھ گزری جو تھا ہو چکا

تا بست و چہار وزن فقیر ہم جمع می تواند کرد۔ و قسمی است از متلون محذوف و منقوص محذوف عبارت از بیتے باشد کہ اگر لفظ اول آں بردارند موزونیت برجا ماند و در وزن دیگر شود مثال آں نظم

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا

اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرورِ رواں بہر خدا

بعد از حذف نمودن لفظ اول از ہر مصرع وزن رباعی باقی میماند۔

رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
کیا فائدہ گر تو نے کیا مجھکو قتل
انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

ومنقوص مراد از بیتے است کہ اگر از آخر آں لفظی برداشتہ شود وزن دیگر پیدا شود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے چپ رہ
معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ
کس واسطے اس قدر بتولے بس بس
تو آوے گا ہاے میرے ڈیرے چپ رہ

از دور کردن چپ رہ وزن رباعی وزن لیلی مجنوں نظامی میشود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے	معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے
کس واسطے اسقدر بتولے	تو آویگا ہاے میرے ڈیرے

دیگر ذو قافیتین و ذو القوافی یعنی ذو قافیہ در یک بیت یا زیادہ آرند و مرصع نیز داخل ذو القوافی میتواند شد مثال ذو قافیتین۔ شعر

غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان تیرا
میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا

دیگر موشح توشیح عبارت است از گفتن چند بیت بایں طریق کہ اگر حرفے از اول ہر مصرع یا کلمۂ از اول یا اوسط یا آخر گیرند و آں را باہم جمع نمایند نامے یا مصرعے

در وزن دیگر ہم رسد و اگر ابیات زیادہ باشند بیتہا بدست آید مثال آن بیت

جس نے دم میں کیے ہزاروں خوں
مارے لاکھوں غریب پڑھ کے فسوں
یادیں اُسکے سب گئے ہیں بھول
آب وناں کا تھا جس قدر معمول
ہو تو آگاہ نام سے اُس کے
چاروں مصرع کے حرف اول لے

و از ہمیں قبیل است معقد و مشجر یعنی مصاریع ابیات را چناں نویسند کہ بشکل گرہ یا درخت معلوم شود عزیزے کتابے دریں صنعت نوشتہ بود در ظاہر ہمیں یک کتاب بود و در ہر سطر چند جا برنگے سواے رنگہاے دیگر لفظی نوشتہ بود بطریقی کہ اگر آں الفاظ محاذیہ را از سطر اول تا سطر آخر کتاب در طول جمع میکردند نسخۂ دیگر مختصر و موجز متضمن علمی یا مطلبی بہم می رسید و از یک کتاب شش کتاب دیگر برمی آید - راقم الحروف ہم بایماے میر انشاء اللہ خاں صاحب عبارتے نوشتہ بود کہ ازاں عبارت دوازدہ عبارت دیگر برمی آید مثال نثر

پروردگار کا شکر کیا چاہیے کہ ہم سے نالایق بندوں کو ایسے کھانے کھلاتا ہے
یہ اُس کی عام عنایت ہے اور خاص لطف جن جن لوگوں کے واسطے ہے اُنھیں
پر ہے یہاں کچھ جاے گفتگو نہیں ہے جو کوئی دیوانہ ہو اور فہم نہ رکھتا ہو تو زٹل
سمجھے یا الحاد کا غلبہ طبع پر کسی کے ہووے سو ایسا اور کون ہے سوا واہی کے ؎

در سطر اول باء فارسی پروردگار و کاف کا کہ علامت اضافت است و باء بندوں کو و الف ایسی برنگہاے مختلفہ باید نوشت و در سطر ثانی یاء یہ و میم عام و نون جن دوم و لام لوگوں کے و در سطر سیوم الف انھیں و یاء یہاں و دال دیوانہ و

فاء نہم و در سطر چہارم زاء زٹل و الف الحاد و یاء ہووے و واو اور جد اجدا
نوشتن بطریق سطر اول پُرضرور است تا دریافت آں بر دیگراں آسان شود و
و در سطر پنجم ہمیں واو و اہی بسرخی یا بسبزی یا زردی باید نوشت یا بہر رنگ
دیگر کہ خواشتہ باشد۔ ازیں عبارت بگرفتن ایں حروف نام چہار محبوبہ بر می آید
پیازو۔ کمیا۔ بندی۔ الفو۔ و بعضی تمام کلمہ را میگیرند تا مبتدا و خبرے درست
نمودہ آید مثال آں۔

پیاز والے کو آج کمیا کے یار نے بندی کے گھر ناحق ناحق الفو کے سامنے مارا۔
گھر میں سندری تھی سو دوشالے کی گاتی باندھے جوڑی بجا رہی تھی خوب جب غل ہوا تو اُٹھ
گئی اور کوٹھے پر جا کر لیٹ رہی اور جو نوچیاں تھیں ہا ہو کرنے لگیں اور سرفراز و تو روئی۔

اگر در سطر اول لفظ پیاز و واو والے و کمیا و بندی و الفو رنگیں نوشتہ شود و در سطر
ثانی گھر سو و گاتی و خوب و در سطر سیوم گئی و رہی و وہی و روئی بہمیں طریق چہار
عبارت متضمن مبتدا و خبر بیروں آید یعنی [پیاز و گھر گئی اور کمیا سو رہی اور بندی
گاتی ہے اور الفو خوب روئی]

دیگر نظم النثر گویند کہ ایں صنعت ایجاد امیر خُسرو دہلی است شرحش اینکہ بیتے چند بگویند
کہ در نثر ہم خواندہ شود لیکن الفاظ شُستہ و شگفتہ آوردن شرط است و الا بغیر ایں قید
ہر منظوم را منثور می تواں خواند زیرا کہ ترک بری کسرۂ اضافت وصفت و تلفظ بواو
و ہاء مختفی ہر نظم را نثر می نماید و دیگر ضروریاتِ شعر ہم نباید آورد۔ مثل تقدیم بعضی الفاظ
بر بعضی کہ در نظم بضرورت جواز دارد و حذف بعضی روابط کہ در نظم حذف میتواں کرد
و در نثر حذف آں قبیح نماید مثال

بنام جہاندار جاں آفریں | حکیمی سخن بر زباں آفریں
خداوند بخشندۂ دستگیر | کریم خطا بخش و پوزش پذیر

بغیر یٔ ہی کسرۂ اضافت وصفت نثر است مثال نثر در ہندی

اے پری ہوں میں ترا بندہ دل وجاں سے سدا
کیا ہوں میں مجھ سے غلام دردولت ہیں بہت
مہر تاباں ومہ چاردہ دونوں اور چرخ
تیرے مشتاقِ رُخِ فتنہ وقامت ہیں بہت

ایں ہر دو بیت را نثر میتواں ساخت لیکن لفظ (میں) کہ در مصرع اول بر وزن یکحرف متحرک خوانده می شود۔ باید کہ در نثر بر وزن جی خوانده شود۔ وبنده باعلان ہاے مختفی تا بالف بدل شود وواو (دل وجان) اور گردد وہوں نیز بر وزن میں باید ومیم در (غلام) چنیں مکسور است کہ در تقطیع بعد میم یا نوشتہ می شود۔ وایں در نثر عیب کلی است و (ہیں) نیز بجاے یکحرف متحرک است ودر نثر بر وزن (جی) می باید وتقدیم آں بر (بہت) ہم بضرورت نظم است در نثر عبارت را قبیح می سازد۔ وبجاے مہر تاباں در نثر مہر تابان باعلان نون وبجاے واو عطف (اور) ویٔ ہی کسرۂ ہاے (مہ) متروک وبجاے چرخ آسماں وبجاے (تیرے) کہ بر وزن فاع در مصرع است تیرے بر وزن فعلن می باید وبجاے واو عطف کہ درمیان رُخ فتنہ وقامت است اور می باید۔ و حال ہیں دریں مصرع ہمچوں حال میں در مصرع دوم بیت اول باشد۔ پس ایں قسم نثر را کہ از نظم حاصل شود در نظم النثر معتبر نگیرند۔ بلکہ نظم النثر آنست کہ باندک تفاوت نظم نثر شود۔ وبعضی یٔ ہی کسرۂ وچند چیز دیگر روا داشتہ اند لیکن تقدیم وتاخیر را روا نمی دارند مثال آں۔

اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل گئے اپنے کلام سے صاحب
ایسی الفت بھی کچھ نہیں وا جب ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے پر تمہارے تو
دیکھے ڈھنگ نئے واہ جی واہ آپ کے قربان ہوجیے کیا ہی ننھی اور ناداں بنگئے ہو

خدا سے ٹک تو ڈرو یاد تو کیجیے قراروں کو٭

مثنوی

اجی صاحب سنو تو تُم نے کل
کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل
گئے اپنے کلام سے صاحب
ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب
ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے
پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے
واہ جی واہ آپ کے قربان
ہوجیے کیا ہی نبھے اور نادان
بنگئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو
یاد تو کیجیے قراروں کو

دیگر حذف این مراد از نظمی یا نثرے بود کہ دراں حرفے از حروف تہجی نیارند مانند خطبۂ کہ از امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام خالی از الف نقل کنند مثال در ہندی خالی از نون:۔

جس کا جی چاہے ہمارے پاس آئے گھر ہے اُس کا اور جو کوئی آتا آتا کبار گی رہ جاوے تو ہم کو کیا غرض۔ اگر یہ چاہے کہ ہم سا بے لیاقت بھی کبھی کبھی آیا کرے تو یہ بات بہت مشکل ہے اسواسطے کہ عاصی پُر از معاصی ایسا عہد کر بیٹھا ہے کہ اس گوشہ ہی کے بیچ اسی طرح جا رہے کہ اگر ہزار بار دورہ کامل فلک ہشتم کا کہ جسکو خلق خدا کی کُرسی کہتی ہے سر پر گزر جائے تو بھی اس جگہ سے اُٹھکر جو بہت جائے تو اس دوسرے حُجرے تک جاوے سو بھی دیکھا چاہیے یہ بھی اسوقت کا ایک زٹل قافیہ ہے۔

دیگر حاجب یعنی واقع شدن ردیف میانۂ دو قافیہ مثال آں

شعر
کل جو اُٹھ کر مرے پہلو سے گیا دلبر گھر
گلہ اُٹھ جانے سے میرا ہی رہا دلبر پر

شعر مشتمل بر حاجب را محجوب نامند و نزد بعضے مردف نیز گویند۔

دیگر مقطع یعنی حرفے با حرف دیگر در کتابت پیوند پذیر نباشد مثال آں۔

رام رے رام رے اور رے اور رے رام دوڑے دوڑے آو ذرا ان دا ب۔

دیگر موصل یعنی حرفے از حروف بغیر پیوند با حرف دیگر نباشد و ایں بر چند قسم است موصل دو حرفی و سہ حرفی و چار حرفی و زیادہ نیز مثال دو حرفی۔

چوٹی کو کاجی کی لڑکی کی گویا کالی ناگن ہے پر جب جی چاہے ہے تب کاٹے ہے جو جو خوبی حق نے کوکا صاحب کی لڑکی کو دی ہے شاید نوشابہ کو دی ہو تو دی ہو۔

مثال سہ حرفی

منا چند کیا چلا گیا چچا میر بقا بہت فکر مند پیر نگر گئے میر ظفر علی مغل بیگ کنے نیا پیش قبض لیے چلے گئے۔

مثال چار حرفی۔

جیسی قطبی بیگم تیسی نخشی بیگم جیسی نخفو تیسی کیا کیا کہتی ہیگی نخفو ہمسے بہتر نخفو کہتی ہیگی چمنی ہمسے بہتر۔ محبت عجب نقشہ ہیگا قطبی بیگم کہتی ہیگی بیٹا نخشی بیگم نخشی بیگم کہتی ہیگی بیٹا قطبی بیگم۔

مثال پنج حرفی

مینجا پھیلی کیگی جگنو کنجنی ہمیشہ جلیگی۔

تمام مصرع نیز موصل موصل آید لیکن تکلف محض است مثال آں ڈھاڑی کا لڑکا کہنے لگا (تنتنتنتنتننا) و ایں را موصل کا سنان المنشار ہم میتواں گفت یعنی موصل شبیہ بدندان آرہ۔

دیگر تعطیل و ایں عبارت از تحریر سبیتے چند یا سطرے چند کہ خالی از نقطہ بود مثال آں۔

آسارام ولا رام کا سالا علم رمل کا علم کھڑا کر کر رمال کامل ہوا اگر سرکار والا کا ارادہ ہو کہ ملک عدا کا مالک ہمارا رام ہو اسکو کہو کہ علم رمل کا در کھول کر کہہ کہ ملک عدو کا مسلط ہمارا ملوک کم حوصلہ ہوگا کہ عدو اس ملک کا مالک ہو ہمارا ہمسر ہوگا۔

کلام مشتمل بر تعطیل را اہمل نیز گویند۔
دیگر منقوط عبارت متضمن حروف نقطہ دار باشد مثال آں۔
"بی بی زینب نے تین شب پنجے چنے"
دیگر رقطا یعنی یکحرف خالی از نقطہ و حرف دیگر منقوط تا آخر مصرع یا فقرہ یا قصیدہ
یا رقعہ مثال آں؛
"قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت میر نعیم باعث رفعت ہے"
دیگر خیفا و آں بودن عبارتے بر وجہے باشد کہ یک کلمہ خالی از نقطہ باشد و کلمہ
دیگر تمامش منقوط تا آخر عبارت مثال آں
"او زینب آ چنے کھا بی بی مہر و چیت گاؤ"
دیگر تضمین المزدوج و ایں مراد از آوردن دو لفظ مسجع باشد چوں نیزہ و ریزہ
مثال آں بولا کا کولا ہلتا چلتا ہے۔
دیگر ترافق و آں گفتن چار مصرع بایں طریق باشد کہ ہر مصرع را کہ خواستہ باشند مصرع
اول سازند و ہم چنیں ثانی و ثالث و رابع مثال آں۔ شعر

مفتوں ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے
عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے
شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے
کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے

دیگر جامع الحروف و ایں صنعت چناں باشد کہ حروف تہجی ہمہ دراں گنجایش پذیرد
در بیتے یا در فقرۂ مثال آں شعر۔

ایں جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب
لذت صد خط مریض عشق تو بردار خطت

دیگر عکس ایں صنعت گاہے در دو لفظ باشد و گاہے در دو فقرہ و گاہے در یک بیت بہ تنصیف آں مثال آں دو لفظ

مارے افلاس کے سونے کا کتارہ اور کہار کا سونا دونوں بک گئے۔

مثال دو فقرہ

تمھاری سیرت تمھاری صورت سے بہتر ہے اور تمھاری صورت تمھاری سیرت سے بہتر ہے

مثال نظم

یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی
یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

وازیں صنعت بیت بچند وزن درست می آید مثال آں مصرع۔

پیازو ہمیں دے گی بلا کر نئی گالی
وزن دیگر مصرع — دیگی پیازو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — دیگی ہمیں پیازو گالی نئی بلا کر
" — دیگی پیازو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — ہمیں پیازو دیگی نئی بلا کر گالی

ازیں تقدیم و تاخیر دو وزن در بحر بسیط پیدا شدہ یکی سالم کہ اول مذکور شد دیگر اینکہ زحاف دارد مثال آں مصرع

ہمیں پیازو دیگی نئی بلا کر گالی

دیگر مدوّر ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر مصرعے بگوید بایں طریق کہ چوں ارکان آنرا در دائرہ بنویسند از ہر رکن کہ خواستہ باشند شروع نمایند و از یک مصرع چندیں صورت بہم رسد و معنی بحال خود ماند از تقدیم و تاخیر چہار رکن مذکورہ بیت کہ نوشتہ می آید زیادہ از چہار صورت متصور است۔ مرد باخبر را حاجت بتفصیل آں نیست خود بخود

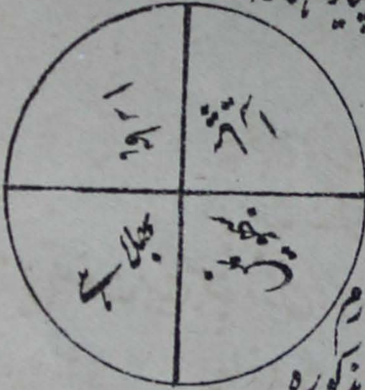
دریافت آں میتوانند نمود گر چہار صورت برای مبتدیاں نوشتہ می شود۔ مصرع

ہمارا پیارا سبھوں میں بھلا ہے

پیارا ہمارا سبھوں میں بھلا ہے

سبھوں میں بھلا ہے ہمارا پیارا

بھلا ہے سبھوں میں پیارا ہمارا



صورتش در دائرہ بدیں نہج است۔

دیگر مثلث ایں صنعت آنست کہ شاعر

مصرع رباعی باین طریق گوید کہ بعضی الفاظ

آں ہر سہ مصرع را کہ باہم جمع کنند مصرعِ چہارم

پیدا شود۔ لیکن قاعدہ ایں است کہ الفاظ مذکورہ

بسرخی می نویسند مثال آں۔ رباعی

تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر

محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر

اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب

تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

دیگر مشاکلت ایں صنعت مراد از استعمال لفظی بود کہ مخالف مقام و موافق

خواہش گوینده باشد مثال آں۔ مثنوی

کسی کے گھر گیا مہمانِ مفلوک	تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک
کہا یہ میزباں نے دیکھ اُسکو	غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو
کہ پکوا دیں بورچی کو بُلا کر	کھلا دیں آپ کو کھانا بٹھا کر
کہا اُس نے پکوا ایک کُرتا	اور اُسکے ساتھ کوئی موٹا دوپٹا

کُرتہ و دوپٹہ با پختہ شدن ہیچ علاقہ ندارد لیکن دلالت میکند بر فرطِ خواہشِ مہمان بیچارہ چوں لباس نداشتہ است و سوال صریح را عیب پنداشت اداے مطلب دریں لباس کرد۔

شہر سوم در بیان بدایع معنوی

یکی از انہا تضاد است یعنی استعمال نمودن ضد لفظی کہ مذکور کنند مثال آں۔
جو تھوڑا ہنسے گا سو بہت سا روے گا۔ ظاہر است کہ بسیار ضد اندک و گریہ ضد
خندہ است۔
دیگر طباق کہ آنرا مراعات نظیر ہم گویند و آں استعمال لفظ موافق لفظ مذکور باشد
مثال آں ؎

فلانا ہندو بچا جو نیا نیا مسلمان ہوا ہے کل جو کسی نے اُسکے سامنے گنگا کا ذکر
کیا اور بزرگی اُسکی پوچھی تو مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا نزدیک تھا کہ چہرہ سے
اُسکے پسینے کے نالے بہنے لگیں یا اگر ہو سکے تو چُلّو بھر پانی میں ڈوب مرے ؏

پانی و بھر وغیرہ ہمہ را علاقہ با دریا ست۔
دیگر ایہام طباق و تضاد یعنی آوردن لفظی کہ صاحب دو معنی باشد یکی قریب و
دیگر بعید جمعے در ہند مشہور بہ جگت باز اند و ضلع بولنے والا نیز گویند و اینہا در اداکردن
صنایع زیادہ از شعرا ہستند ہیچ کلام شاں خالی از تجنیس و مراعات نظیر و ایہام نباشد
در فارسی لقب ایں قوم بذلہ سنج و لطیفہ گو و در عربی بلیغ باشد۔ کسانیکہ عالِم علم
بیان و بدیع اند در جنب اینہا حکم ابکم دارند۔ زیرا کہ دانندۂ ایں فن بعقد تمام و
وصرف ہمت عبارتے درست می تواند نمود۔ و ایں فرقہ را بے سعی و تلاش ایں
چیزہا بر زبان باشد۔ بعد خرابی حضرت دہلی در نزہت بنیاد لکھنؤ چند کس ازیں
جماعت صاحب نام و نشاں بودہ اند۔ و دریں زمانِ سعادت نشاں کہ از سبب
اعتدالِ ہوا و روح نفسانی سکنۂ ایں بلدہ را قوت روز افزوں از مبدأ فیاض عنایت

شدہ ہر طفل تا بالغ بر بالغ کلاہان زبانِ سابق میچربد۔ وسوائے ضلع مناسبت دریا
دو چیز مخالف یکدیگر بہ یک لفظ بیان کنند و آنرا نسبت نام نہند مثلاً اگر کسی بپرسد کہ
کنوے اور آتشبازی میں کیا نسبت ہے باید گفت کہ چرخی۔ یا بپرسد کہ بندوق اور
مہاجن اور فرنگی میں کیا نسبت باید گفت کہ کوٹھی۔ یا این کہ شمشیر و پلٹن باہم چہ
نسبت دارند باید گفت باڑھ۔ یا میانہ چوپڑ و دوپٹہ چہ نسبت است باید گفت کہ
گوٹ۔ مثال ضلع ذکر چیزہاے مناسب با دریا۔

آپ کا بجرہ کچھ آج کھل گیا ہے۔ واللہ تمھاری بات پانی بہت مشکل ہے۔ ہمیں کل
سوتا چھوڑ گئے۔ ہر چند ضعف نالی کی تو بھی رتھ میں جگہ ندی۔ ایک باولی رنڈی
کے کہنے سے ہماری چاہ دل سے اُٹھا دی۔ بات کا نہ سننا آپ کے جد و آبا کا طریق
چلا آتا ہے۔ دو کبوتر لکھی اور ایک گھاگھرا مرزا جان کے بیاہ کے دن تانبے کا
چنبل بیچ کر مول لیے تھے سو کوئی آدمی چرا لے گیا ایک راوی یوں کہتا ہے کہ سرکار کا غلام
لے گیا ہے پر وہ راوی کچھ رند مشرب سا ہے دن رات اسی سعی میں ہے کہ دو آدمیوں
کو لڑا دیجیے۔ مراد خاں تو تلا حیات خاں سے کہتا ہے کہ بیٹا اسکی ایک بات نہ مانو اسلیے
بندہ آپ سے بولتا نہیں اگر تحقیق ہو تو پھر سرکار کے غلام کو یہاں جم جانا مشکل ہو جاویگا
میں تو بنارس چلا تھا اسواسطے اٹک گیا کہ چور معلوم ہو جاوے اس غلام کو آپ نے
اپنا نزدا ہے اور کوئی تو خاکروب کے برابر بھی نہیں جانتا ہے۔ سرکار عالی کے تو ایسے
ہی لوگ قوت بازو اور یار وفادار ہیں۔ دو جوڑہ شال محمد لیث کشمیری دزدیدہ بود اور
اسپر آپ کو یہ گمبھیر سمجھتا ہے کہ اللہ اللہ جس وقت کمخاب کی قبا پہن کر گرا گھوڑا اکڑاتا ہے
اُسوقت شان اُسکی دیکھا چاہیے۔ آپ منہ نہ لگائیں تو پھر دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہے نہ
گھاٹ کا لیکن خدا جانے اُس نے پارسال سے کیا جادو کیا ہے کہ آپ وار وار جاتے ہیں
کیوں نہ پھر پچاس ۵۰ پاٹ کا نیمہ پہنے۔ جب خاوند کی یہ صورت ہے اور سب باتیں تو درکنار

کل کی بات ہے کہ ایک پیسے پر جھنال دلال کو پچاس مچھیاں دیتا تھا اور بات بات میں رو دیتا تھا محلے والوں نے مرزا روؤ نام رکھا تھا۔ نہ ناتو تو میر ٹھنگا کے بیٹے میر چھیکا سے پوچھ لو۔ آپ کو کیا مناسب ہے کہ اس نگرے کو اس قدر مُنھ لگایا ہے۔ قبلہ بہت گھمنڈ نہ کیجیے گا گھڑی میں گھڑیال ہے۔ انگریز کے جاسوس جا بجا ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ کی بعضی باتوں کی خبر ہو جائے تو ناکے سے نکلنا دو بھر ہو جائیگا یہ فرمائیے کہ جہاز صاحب کی خدائی نے آپکی جان بچائی یا کچھ روپیہ یا کوئی دوست کام آیا۔ خدا کے واسطے چنیس پر چڑھ کے نہ خدا کو بھول جائیے۔ یہ باتیں کچھ اور ہیں اور وہ بات رنڈی کے سامنے کچھ اور ہے کہ ذرا طبلہ جو بُرا بجا تو کہنے لگے بج رہے طبلے بجا کیوں نہیں۔ ایک غلام آپ کا ہے اور ایک غلام میاں فہیم تھے کہ ایک پل بقدر چار پل وار بنا کر اپنا نام کر گئے آج تک اس کرو فر اور شیخی پر ڈال ڈالی مُنھ سے صاف نہیں نکلتا اُس دن جو دریا خاں کے دو کبوتر پکڑے تو کہنے لگے کہ کبوتر کے نام ایک پرندوں کا شعور دیکھیے کہ مسلم بوٹی ہرن کی دسترخوان پر دیکھ کر کہتا ہے کہ قیما ہے ہم بھی ایک بات کہتے ہیں ہم کیا بلا ہیں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ برادر تو در مزرعِ دنیا چہ کشتی تو اس کا جواب کیا دیجیے. خدا کی قدرت کا کیا کیا بیان کریں کہ کل نواڑی کا پھول اتنا بڑا دیکھا کہ بلہ بلہ وہ شیخ بھی کھڑا تھا جو سوت ہٹی میں رہتا تھا اور آپ اکثر نواڑ آکر بیچا کرتا تھا اور چھنال لاہی کے تھان اُسکے ہاتھ بیچا تھا اور چند روز بڑی بھی پاؤں میں غریب کے رہی خدا جو چاہے سو کرے بڑے بڑے بلیوں کے پاؤں میں زنجیر پڑتی ہے اور اماں جی اُنکی رویا کرتی ہیں۔ بھئی مرزا خیراللہ بیگ تم نہ چپو تم سے بھی ناحق ناحق کو تو ال نے ڈانڈ لیا تھا تم میں کوئی عیب نہیں بلکہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہو خدا نے تمھیں بھی ایک فہم رسا دیا ہے ؎

دیگر ایہام یعنی ایراد لفظ دلالت کنندہ بر دو معنی باشد مثال آں شعر

عش پر کیونکر نہ ہو تیرا دماغ
دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا

مثال دیگر شعر

سب سے اونچا بیٹھنا اچھا نہیں
ہاتھ سے مونڈھا ذرا کیجے جدا

دریں مقام ذہن سامعاں اول معنی قریب درمی یابد وآں کرسی مقابل عرش و شانہ مقابل دست است و بعد تامل بمعنی بعید کہ مقصود گوئندہ است میرسد یعنے کرسی مناسب باگورنر و مونڈھا مناسب بانشستن۔

دیگر تدبیج وایں صنعت مراد از ذکر رنگہا در شعر بطریق کنایہ باشد مثال۔ میر باقر صاحب نے پرسوں جو سرخ پیراہن موت کا پہنا تھا سو اگلی رات میں سبز ہو گیا۔ یعنی میر باقر کہ پری روز شہید شدند ہماں شب داخل بہشت شدند چہ لباس جوانانِ بہشت سبز است۔

دیگر اظہار مضمر یعنی ظاہر کردن بہ کسے آنچہ در ضمیر او باشد و کنہش این است کہ چند حرفے در مصرع جمع کنند و چار مصرع دیگر بر وزن رباعی بایں طریق گوئند کہ حرفی از حروف جمع شدہ در مصرع اول کہ سوائے ایں رباعی است در یک مصرع یا دو مصرع یا سہ مصرع یا چہار مصرع آں رباعی موجود باشد اگر در مصرع اول فقط باشد حرف اول مصرع مذکور خواہد بود و اگر در مصرع دوم یافتہ شود حرف دوم آں و اگر اگر در اول و دوم باشد حرف سوم و اگر در مصرع سوم یافتہ شود حرف چہارم آں و اگر در اول و سیوم باشد حرف پنجم و اگر در دوم و سوم باشد حرف ششم و اگر در اول و دوم و سیوم باشد حرف ہفتم و اگر فقط در چہارم باشد حرف ہشتم و اگر در اول و چہارم باشد حرف نہم و اگر در دوم و چہارم باشد حرف دہم و اگر در اول و دوم و چہارم باشد حرف یازدہم و اگر در سیوم و چہارم باشد حرف دوازدہم و اگر در اول و سیوم و چہارم باشد حرف سیزدہم

واگر در دوم وسیوم وچهارم باشد حرف چهار دہم واگر در ہر چہار مصرع باشد حرف پانزدہم درینصورت مجموع حروف مصرع پانزدہ حروف بود بعد گفتن مصرعہاے مذکورہ مصرع اول کہ دراں حروف جمع شدہ است پیش کسے بخوانند وبگویند کہ حرفے کہ ازیں مصرع خواستہ باشند در خاطر نگاہ دارند تا نشان می دہیم کہ فلاں حرف است ہرگاہ طرف ثانی بگوید کہ گرفتم باز مصرع اول رباعی خواندہ پرسند کہ حرف مذکور دریں مصرع ہست یا نیست اگر گوید ہست حرف اول ایں مصرع کہ جامع ایں حروف است نشان بدہند ہمچنیں سوال از مصرع دوم وسیوم جدا جدا با اول ودوم وسوم بطریقیکہ گفتہ آید مثال آں مصرع

سخن عشق جز بیار مگو

رباعی

آں شاہ بتاں نمود با حسن وجمال

چو گاں خط وگوے کہ آں نقطۂ خال

شاہوش دلم چو جلوہ گر شد معشوق

گفتم کہ مباد ہرگزت بیم زوال

مثال دیگر در ہندی۔ مصرع۔ ہے لب دوست مخزن شکر

رباعی

عاشق سا مہر وار راز دل زار

سو طرح کا زیور اور خال رخسار

سب آ کے کرو غور نشاں دو صاحب

مشتاق کا عزم جان کر آخر کار

باید دانست کہ اصل قاعدہ کلیہ دریافت واستخراج ایں چنیں مضمر ظاہر امصنف را معلوم نبود لہذا ذکر نہ نمود۔ طابع از آزما می نویسد کہ بر ہر چہار مصرع رباعی یک ہندسہ فرض کنند مثلاً بر مصرع اول یک بر دوم دو بر سوم چہار وچہارم ہشت پس حرف مضمر در ہر مصرعے کہ نشانش ہندسہ

مفروضۂ آنرا جمع نمودہ موافق آں از مصرع جامع حروف جواب دہند مثلاً
کسی شین از مصرع ہندی جامع حروف گرفت وآں در مصرع اول رباعی و
سیوم وچہارم آنست وہندسہ ہاے مفروضہ آں سیزدہ است جواب بدہند کہ
حرف مضمر حرف سیزدہم از جامع حروف است وشین ہم چنین است۔
دیگر محتمل الضدین وآں این است کہ بیت یا نثر احتمال دو معنی داشتہ باشد
کہ ہر دو ضد یکدیگر باشند۔ وہجو ملیح ہم قسمی ازاں باشد نہ اینکہ ہرچہ چنیں بود مشتمل
بر ہجو ملیح باشد وہر دو معنی در رتبہ برابر باشند خوب وزشت آں بقرینہ میتواں
یافت ودر بعضی جا قرینہ ہم گم شود وہر دو معنی ازاں مقصود سامعاں بر سبیل
اختلاف باشد مثال آنچہ متضمن مدح وذم بود۔

اک قطرہ ہے سمندر ترے مُنھ کے آگے

یعنی دہن تو آں قدر تنگ واقع شدہ کہ یک قطرۂ آں سمندر معلوم می شود بس
گنجایش معلوم این قدر فراخ کہ سمندر را مثل یک قطرہ در دہن بگیری۔ مثال
آنچہ ہجو زید باشد واگر تامل کنند راہ بہ ہجو عمرو یابند مانند عمر کہتا ہے کہ ہجو زید کی کر
میں کہتا ہوں لعنت خدا کی اسپر۔
دیگر تجاہل العارف یعنی از چیزے کہ بدانند اظہار بیخبری نمایند واین بحرف تردید
حاصل آید وگاہے محذوف ہم گردد مثال شعر

آدمی ہے یا فرشتہ یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے

مثال حذف تردید شعر

اُس شوخ کی دریافت ہوئی کچھ نہ حقیقت
انساں ہے فرشتہ ہے پری ہے نہیں معلوم

صاحب مفتاح ایں صنعت را سوق المعلوم مساق غیرہ نامیدہ یعنی رواں کردن
معلوم بجاے رواں کردن غیر معلوم۔
دیگر لف ونشر و اصلش اللف والنشر باشد۔ لف بمعنی پیچیدن ونشر بمعنی پراگندہ
کردن است و در اصطلاح ذکر چند چیز بطریق اجمال باشد این است لف. و
بعد ازاں بہ تفصیل آں پردازند این است نشر۔ و این تفصیل گاہے بترتیب بود
و گاہے بے ترتیب۔ آنچہ باترتیب است آنرا در فارسی لف ونشر مرتب گویند
و ہرچہ بے ترتیب باشد نام آں لف ونشر غیر مرتب۔ مثال مرتب فردوسی گوید قطعہ

بروز نبرد آں یلِ ارجمند — بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
بُرید و درید و شکست و ببست — یلاں را سر و سینہ و پا و دست

مثال در ہندی قطعہ

کفِ بخشش سے ترے معدن و دریا و بہار
تینوں حاصل کریں اے سرور فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے بحر کو دُر جوش آب
دیکھے ہر لالہ و نسریں سے بہار اپنی کنار

مثال دیگر بیت

آہو و نافہ و نسریں کو سدا بخشے تو
نافہ و بوے خوش و رنگ ہو جتنا درکار

بعضی ایں را لف ونشر نگویند قطعہ اول را تفسیر جلی و قطعہ دوم را تفسیر خفی نامندو
قطعۂ فردوسی ہم ازیں قبیل است۔ مثال براے لف ونشر بیت

سرو گلُ شوق میں تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں ہم قمری و بلبل کی طرح

این لف و نشر مرتب است مثال غیر مرتب بیت

یاد میں اُس طرۂ و رخسار کے　　ہاتھ سر پہ مارتا ہوں صبح و شام

شام از روے ترتیب بر صبح مقدم میباید لیکن بضرورت قافیہ موخر گردیدہ۔ مخفی نماند
کہ نزد سکاکی تفسیر را وجودے نیست ہمہ اش لف و نشر است و بعضی انچہ دراں
تشبیہ و مراعات نظیر باشد آنرا لف و نشر خوانند سواے آں ہرچہ باشد داخل تفسیر سازند۔
دیگر جمع واین جمع نمودن چند چیز است در بیت۔ بیت

دولت و بخشش و علم اور صفاے باطن
کرم اپنے سے تجھے حق نے دیا ہے سب کچھ

دیگر تفریق۔ بیت

ترے آگے میں لوں رستم کا کیا نام　　شنیدہ کے بود مانند دیدہ

درین بیت اظہار فرق درمیان ممدوح و رستم مقصود گوئندہ است۔
دیگر تقسیم۔ بیت

وہی دیوے گا مجھے صبر و سکوں جس نے دیا
رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھکو

مورد قسمت رخ زیبا و دیدہ گریاں است　دیگر الجمع مع التقسیم۔ بیت

تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری
تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا

دیگر الجمع مع التفریق۔ بیت

دونوں صاحب فیض ہو آپس میں نیساں اور تو
پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھ کو گہر

دیگر الجمع مع التفریق والتقسیم۔ قطعہ

سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالیجناب
پاویں فیض انسے نباتات اور غواص وگدا
پر کرے ہے نالہ دریا ابر روے وقت فیض
بالب خنداں وہ والا فر رہے ہے دائما

دیگر رجوع ایں عبارت است از رو صفتی بسوے صفتی کہ بالاتر ازاں باشد
مثال آں بیت

میرا وہ خرمن نسریں پری سے ہمسر ہے
نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے

دیگر حسن التعلیل یعنی بیان کردن سبب بطرز پسندیدہ۔ بیت

میں نے کہا کہ لب پہ مسی تو نے کیوں ملی
بولا مسی نہیں یہ چھری ہے نگاہ کی

دیگر حسن التکریر مثال آں بیت

تو نے مجھے پیارے برا گر کہا کہا | یا مصلحت سے غیر کے منھ پر کہا کہا

دیگر القول بالموجب و ایں صنعت مراد از بردن لفظ بمعنی دیگر سوائے مراد گوینده است مثال آں۔ شبے در مجلسے زن جوانے از لولیاں نشستہ بر صورت نوجوانے نظر می انداخت شخصے از مجلسیاں گفت کہ بی جی آپ کی تو آنکھ لگ گئی گفت کیا کیجیے صاحب نیند آئی ہے۔ مراد گوینده از آنکھ لگ گئی عاشق شدن بود طرف ثانی برائے اخفاء راز از زنان دیگر آنرا بمعنی خواب برده جواب مناسب آں داد۔

دیگر المذہب الکلامی و ایں عبارت از مدلل نمودن کلام است بطرز متکلماں واز متکلم درینجا شاعر مقصود نیست بل ثابت کنندگان مقدمات نقلی بدلائل عقلی۔ مثال

کس طرح ہنسے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ
تقسیم پہ جز کے ہیں دلائل سبھی باطل

دیگر المبالغہ۔ واین سہ قسم بود یا اینکہ موافق عقل وعادت راست بود وآنرا تبلیغ نامند۔ یا ازروے عقل راست وازروے عادت دروغ باشد یا ازروے عقل وعادت ہر دو دروغ باشد۔ اول را اغراق ودوم را غلو خوانند مثال تبلیغ

بیت کیا بیاں اُسکی سخا کیجیے کہ سائل کو اگر
کچھ نہ پہنچے ہو طبیبوں کا بہت بازار گرم

یعنی ازہیجان صفراے غضب تپ میکند این مبالغہ نزدیک عقل ممتنع نیست وتپ کردن ازجہت ترک عادت است زیراکہ اوعادت بر سوال ندارد۔ مثال اغراق

مصرع گدا کو بخشنے تو ملک سکندر

یعنی ملک بقدر ملک سکندر گدارا می بخشی۔ ہرچند این قدر سخاوت عادت کسی نیست لیکن ازروے عقل محال نمیتواند شد۔ ازین جہت کہ ممکن است کہ پادشاہے تمام ملکِ خود را بسائلے بخشیدہ خود ترکِ دنیا نماید۔ مثال غلو در تعریف است۔ بیت

ہاں کہتے ہوے یہ حسبت کرے وہ کہ وہاں
پہنچے دس لاکھ برس میں بھی: کان اُسکے تلک

دیگر تاکید المدح بمایشبہ الذم۔ مثال آن بیت

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی
کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہر کیا ہے تو

دیگر تاکید الذم بمایشبہ المدح۔ مثال آن بیت

بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے
کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھسا ہی بنجاوے

لفظ لیکن در بیت اول و لفظ مگر در بیت ثانی دلالت بر مطلب مخالف جملۂ اول مینماید زیرا که قاعدۂ لیکن این است که درمیان دو جملۂ مخالف بایکدیگر واقع شود چنانچہ در بیت

سیڈھو برابر خوبصورت رنڈی آج لکھنؤ میں دُوسری نہیں۔ لیکن تین بڑے عیب ہیں اُس میں۔ ایک تو یہ کہ گھر اُسکا ہمارے گھر سے بہت دُور ہے دوسرے یہ کہ ذرا بھی مروت سے آشنا نہیں تیسرے یہ کہ ہر پاجی سے مختلط ہو جاتی ہے۔

ومگر نیز مثل لیکن باشد و فرق میانہ ہر دو[2] نازک است مثال

بنو چاہیے کہ کل ہمارے پاس آوے مگر ایک بات ہے کہ اگر محبوبن لچھمی کو بہکادے تو پھر نہیں آسکتی۔

دریں ہر دُو بیت کہ مذکور شد ایں ہر دو لفظ یعنی لیکن ومگر سامع را منتظر ہجو ممدوح ومدح شخص قابل الہجو میسازد۔ لیکن جملۂ کہ بعد از ینہا مذکور شدہ باز جملۂ اول را بوجہ احسن ذہن نشین او میکند۔

دیگر حسن طلب ایں صنعت آنست کہ شاعر از ممدوح آنچہ مطلوب است بنوعے طلب نماید کہ بر طبعش گرانی نکند و سوال او را بدرجۂ قبول رساند مثال قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہی سو دینار سُرخ

میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں

سُنکے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں

جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں

آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے

بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کاں

کسکو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اندنوں

اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں

دیگر تعجب این صنعت سامعان را در عجب می اندازد۔ مثال شعر

فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سر و کی بیخ سے پھولا گل اورنگ اب تک

دیگر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی بیت یا عبارتے در دو زبان یا چند زبان خواندہ شود مثال دو زبان فارسی۔ اونیز والی ولایت کی بودہ گوئی پاسبانی بنی آدم بہر دور کردے۔ مثال سہ زبان عربی۔ کی یرنم بانہٖ۔ فارسی کے بزنم یلہ۔ ہندی کی پریم نانہ۔

دیگر جامع اللسانین۔ یعنی عبارت در دو زبان وقت تلفظ معلوم شود۔ فارسی۔ یارا جاے تو بہتر۔ ہندی، یار آجاے تو بہتر۔

دیگر معما۔ آین صنعت حالا بر اسقی است وطریق دریافت آں در رسائل ایں فن مذکور است براے مثال شعرے نوشتہ می شود۔ شعر

کوئی سر لشکر کا آگے لاؤ
کہ ظاہر ہو پری ہندوستاں کی

طابع گو ید کہ لشکر را در ہندی گنا گویند و سر آنرا کہ گاف است آگے لاؤ یعنی پیش کنید یعنی رفع دہند گنا شود کہ اسم معماے است۔

دیگر لغز کہ آنرا در فارسی چیستان و در ہندی پہیلی نامند شرح آں از سبب اشتہار ضرور نیست۔ مثال۔ شعر

کیا ہے وہ شمع کہ جس کا ہے دل خلق لگن
ہر شب اُسکی ہو تجلی سے نیا گھر روشن
کبھی ایوان سلاطین کی ہو بزم افروز
کبھی بالیں پہ گداوں کے کرے شب کو روز

یعنی زن کسبی۔

دیگر تلمیح و تملیح ہم درست است وآں موقوف داشتن معنی شعر بر دریافت قصہ باشد

مثال۔ شعر

غیر اپنا اور اپنا غیر ہے دل ہی کے ساتھ
ماں نے بیٹی سے اُٹھایا ہاتھ آخر ہار کر

یعنی گُنا باپس خاطر سب براتن کہ حق پرورش او بر گردن داشت در دیوان عدالت بامادر خود اظہار خشونت کرد وسر رشتۂ طرفداری پرورندہ از دست نداد آخر مادر دست بردار شد و راضی نامہ در عدالت العالیہ رسانید مضمونش اینکہ دختر خود بالغہ وعاقلہ است ہر جا کہ دلش خواستہ باشد بماند من مزاحم او نیستم۔

دیگر حشو وآں عبارت از لفظ زیادہ بر مطلوب باشد وآں سہ گونہ است۔ ملیح ومتوسط وقبیح۔ مثال حشو ملیح۔ شعر

زیب وزینت حسن کو کیا چاہیے   پنجۂ خور طالبِ خاتم نہیں

زیب وزینت ہر دو مترادف است لامحالہ یکی زیادہ بر مطلوب باشد لیکن از کثرتِ استعمال ہر دو لفظ باہم خوشنما بود۔ مثال حشو متوسط بیت

تو ہے بحرِ بیکراں میں تشنۂ وتفتیدہ لب
اے جہانِ جود وہمت پیاس کو میری بجھا

یکے از جود یا ہمت حشو است لیکن نہ باعثِ زینتِ کلام است ونہ موجب قبح۔ مثال حشو قبیح۔ بیت

اگر تو نے ستم مجھ پر کیا تو کیا ہوا پیارے
جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق

لفظ محبوب زائد وقبیح است با لفظ معشوق۔

باغ دل آرا بنا پذیر است بر تقسیم میوهٔ اقسام نظم وچنیانیدن شاخ شگوفهٔ فوائد دیگر

باید دانست که نظم بدہ قسم منقسم است۔ غزل و قصیدہ و فرد و رباعی و مسمط و مثنوی و تشبیب و ترجیع و مستزاد و قطعہ۔ غزل عبارت است از کلام موزونے کہ بیت اول آن مقفی باشد و آنرا مطلع نامند باقی ابیات بایں صورت باشد کہ میانۂ ہر دو مصرع بیت قافیہ ضرور نیست لیکن مصرع ثانی ہر بیت در آخر رجوع بقافیۂ بیت اول نماید چنانچہ از شعرا ظاہر است۔ و در بیت آخریں قاعدۂ اہل عجم است کہ شاعر تخلص خود را دراں ذکر کند۔ و آں بیت متمم غزل و موسوم بمقطع باشد و دراں ابیات سوائے ذکر شاہد و شراب و شکوۂ الم مفارقت و بیان جفا و خوے بد معشوق زیبا نباشد۔ و ہر چہ خلاف آنست غزل نبود و تصرفات یاراں اعتبار ندارد۔ و کسانیکہ اشعار غزل برائے اظہار رعب بر ابلہاں و ملقب شدن بصاحب طرز جدید معما ساختہ اند کلام آنہا ہمہ غیر فصیح است و دُور از پایۂ قبول و شہرت در بلید طبعاں ہرگز نزد عقلا معتبر نیست۔ و شعرائے ریختہ در کلام تتبع شعرائے فارسی میکنند معشوق ایشاں امرد است بخلاف بھاکھا کہ آنجا معشوق کافراں نار بتانند۔ اگر در ریختہ آئی وہ دلربا بجائے آیا وہ دلربا بستہ شود غلط محض است۔ و اگر کسی مفتون زنے باشد بگوید مختار است لیکن کلام مجانین اتباع را نشاید و ایں طرز مخصوص بگوئندہ است۔ و ایں ہم گفتہ اند کہ ہر چہ قائل عمداً گوید از غلطی پاک باشد زیرا کہ خطا در عبارت و کلام از عدم معرفت یا نسیان حاصل آید۔ و ارباب ریختہ چہار غزل در یکزمین بگویند و در آخر ہر غزل اشارہ بغزل دیگر نمایند۔ و زمین غزل مراد از ردیف و قافیۂ آں غزل ست با قید بحر۔ و اگر آں ردیف و قافیہ در بحر دیگر

هم گنجایش پذیر باشد زمین دیگر گفته شود زمین آن غزل نمیگویند که در بحر دیگر است۔
شعرائے فارسی هم غزلها در یک بحر گفته بعضی اشاره در آخر غزل اول بغزل دوم
کرده اند و بعضی بر سبیل ندرت تخلص در مطلع نیز بیان کنند و در همان غزل در مقطع
نیز مکرر آرند۔ و اگر تخلص را باین طریق در مقطع ذکر کنند که بمعنی دیگر برده شود
و دال برین نبود که تخلص شاعر است نزد عوام پسندیده و خواص را هر آئینه ازان
گریز باشد ازین سبب که از چنین شعر معلوم نمی شود که قائل آن فلانے است تاوقتیکه
قائلش خود نگوید یا خواننده ظاهر نکند مثل لفظ تمنا که بمعنی خواهش است اگر شاعرے
متخلص باین لفظ گردد باید که این لفظ را در مقطع چناں آرد که دلالت براں کند
که تخلص شاعر است مثال آن بیت۔

وعده هر روز نیا کب تلک اے وعده خلاف
آشتاب اب که تمنا کی تمنا ہے یہی

نه آنکه سامع در مدت العمر تا از دیگرے نپرسد دریافت نه نماید۔ مثال آن بیت

عاشق خسته کی رخصت دم آخر ہے ضرور
ہے اُسے تیرے ہی آنے کی تمنا باقی

این شعر سوائے تمنا که از روئے فرض تخلص قائل است اگر بسودا هم منسوب نمایند
مانع چیست بخلاف شعر اول۔ و ریخته گویاں تصرفے چند دراں کرده اند و همان
مطبوع است۔ از انجمله مطلعے در زمین غزلے که میگویند دنبالهٔ مقطع سازند و بعضی در
زمین دیگر نیز۔ و این چیزها قباحت ندارد۔ و ابیات غزل از پنج کمتر نمی شود و جانب
دیگر بیشتر هفت و نه و یازده است لیکن تا چهل بیت هم در کلام متاخران فارسی گو
یافته می شود و درین امر اعتراض نمیرسد آدم خوب بگوید بد نگوید مختار است۔
قصیده بیتے چند است متضمن مدح ممدوح و این بیشتر است و کمتر مشتمل بر حال ابنائے

روزگار باشد و آں بر دو گونہ بود یا ابتدا بمدح کنند یا چیزے دیگر و چند بیت پیش از مدح گفتہ شود و من بعد بر سر مدح آیند و آنرا گریز نامند و ابیات مذکورہ را بحسب شہرت تمہید خوانند لیکن اہل تحقیق تشبیب گویند مطلقاً۔ خواہ آں ابیات متضمن ذکر شراب و شاہد و ایام جوانی باشد خواہ شامل بود احوال دیگر را۔ و بعضی فرق کردہ اند زیراکہ تشبیب نزد آنہا ہماں است کہ دراں ایام شباب و صحبت معشوق و کیفیت شراب ذکر کنند۔ و ہرچہ غیر آں گفتہ شود آنرا تشبیب نہ نامند و در قصیدہ ہم مانند غزل مطلع ضرور است و باقی ابیات در مصاریع آخریں چوں غزل رجوع بقافیۂ مطلع نمایند و جائز است کہ در قصیدہ دو مطلع و سہ مطلع و زیادہ ازیں ہم در مدح ممدوح باشد و ایں حسن قصیدہ است۔ و فرد عبارت است از یک بیت بے قافیہ متضمن مثلے یا ورائے آں و وجہ تسمیہ خالی بودنش از قافیہ و عدم وقوع در غزلے یا قصیدۂ باشد۔ پس ثابت شد کہ ابیات غزل و قصیدہ را در حال واحد بودن آں فرد گویند اگر چنیں می بود کہ ہر ہر بیت بے قافیہ اطلاق فرد روا می داشتند قسمی جداگانہ چرا می بود و فرد گفتن بیشتر طریق قدما بود و اکثر ابیات غزل میرزا صاحب تبریزی علیہ الرحمہ منتسبہ بہ فرد است۔ و رباعی مراد از چہار مصرعے است در وزنے کہ بیشتر در عروض مذکور شدہ و از بسکہ مشہور است شرح آں تطویل بہ لاطائل است۔ و مسمط سوائے معنی لغوی کہ مفعول تسمیط است و آں گوہر بر رشتہ کشیدن باشد عبارت است از جمع شدن چند مصرع متحد القوافی در اصطلاح شعرا بایں صورت کہ اول مصاریع مذکورہ بیک قافیہ موزوں نمودہ مجموع را اول نامند باز چند مصرع دیگر متحد القوافی در قافیۂ دیگر گفتہ در مصرع آخر موافق شمار بند اول رجوع بقافیۂ اولیں نمایند۔ و مسمط بر ہفت قسم است۔ مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن و متسع و معشر۔ مربع عبارت است از کلامے کہ اول چہار مصرع متحد القوافی گفتہ آنرا بند اول نام نہند من بعد سہ مصرع متحد القوافی بہ تبدیل قافیہ

گفته مصرع رابع را ہماں قافیۂ اول دراں راجع ساختہ بہ بند دوم موسوم سازند
ہمچنیں بند سوم وچہارم وپنجم تا ہر قدر کہ اتفاق افتد۔ در ہولا اکثر موزونانِ ہند
کہ قوت شعر در طبیعت ندارند و برائے شہرت وممدوح شدن در جاہلاں وجذبِ
منافع از امرائے سخیف الرائے شروع بمرثیہ گوئی کنند مراعات مربع مرکوز
خاطر دارند۔ ودر مخمس پنج مصرعے بہمیں طریق گفتہ شود۔ وحال مصرعۂ آخر بندہائے
مخمس بعینہ حال مصرعۂ آخر مربع در قافیہ باشد۔ وبعضی مصرع آخر بند اول را
مصرع آخر ہر بند سازند ومسدس عبارت است از شش مصرع بہمیں طریق ومسبع از ہفت مصرع ومثمن از ہشت
مصرع ومتسع از نو مصرع ومعشر از دہ مصرع۔ وریختہ گویاں مسدس چیز دیگر
سوائے ایں قرار دادہ اند وآں ایں است کہ چہار مصرع بہ یک قافیہ گفتہ دو
مصرع دیگر در قافیۂ دیگر گویند وباں چہار مصرع اول ملحق گردانند وبند اول نام
نہند من بعد باز چہار مصرع در قافیہ دیگر گفتہ دو مصرع در قافیۂ دیگر باں ملحق
نمایند وبند دوم خوانند ہم چنیں بند سوم وچہارم۔ واز مسبع تا معشر در قدما رائج بود
حالا کسی نمیگوید۔ وحال مسبع ونظائر آں بقیاس مخمس ومسدس فارسی محتاجِ
بیاں نیست وفرق میانۂ اینہا وہرچہ مذکور شد باعتبار عدد مصاریع است۔ وشعرائے
زبان ریختہ مسمط را ہشت قسم ساختہ اند یعنی مثلثی براں زیادہ کردہ اند وآنرا
بہ زبانِ خود شاں تکڑ بکسر تا وتشدید کاف ورائے ثقیل گویند۔ مثال یکے از
ریختہ گویاں گفتہ۔ تکڑ

نشد قتیل زیاراں کہ یک کس از سر درد	اگرچہ سیکڑوں اُس جا پہ تھے کھڑے زن ومرد

سرے بہ نعش من خستہ جاں بجنباند

ومثنوی مشہور است باحصر آں در ہفت بحر۔ یکی متقارب مثمن مقصور از روئے
رکن آخرین یا محذوف از روئے رکن مذکور وایں بحر مخصوص است بذکر محاربات

سلاطین با سلاطین - لیکن میر حسن مرحوم ریختہ گو قصۂ بنیظیر و بدر منیر را درہمیں وزن موزوں کردہ است و از حق نباید گذشت خدایش بیامرزد خوب گفتہ است - دیگر ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن خصوصیت دارد بذکر عاشق و معشوق شیریں خسرو نظامی و یوسف زلیخاے جامی درہمیں وزن است - دیگر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر مع الشرائط المذکورہ فی العروض ایں وزن ہم مانند قبل خود اختصاص بہ بیان حالات طالب و مطلوب دارد و لیلیٰ مجنوں نظامی و نلدمن فیضی ناگوری درہمیں وزن است - دیگر خفیف مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن بیشتر مواعظ و حقائق و حکم مذکور شود و حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی و سلسلۃ الذہب مولوی جامی درہمیں وزن است - دیگر رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن ہم ذکر حقائق و حکایات علماء و اہل اللہ خوشنما است و بیان سوزش شوریدہ سراں ہم مخالف آں نیست - دیگر رمل مسدس مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن نیز ذکر بزرگان دین و ارباب حکمت پسندیدہ باشد تقطیعش انیست فعلاتن فعلاتن فعلن - دیگر سریع مسدس مطوی مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن سواے ذکر حالات عاشق و معشوق طرف ہر چیز است و مخزن اسرار نظامی و قران السعدین امیر خسرو در ہمیں وزن است - سواے اوزان مذکورہ مثنوی در ہیچ وزنے دلچسپ نباشد برائے ہمیں اُستاداں محصور کردہ اند درہمیں ہفت وزن مثل اوزان رباعی کہ مخصوص است بہ رباعی الامیر ابو المعالی نجات صفاہانی در گل کشتی ایں حصر را برہم زدہ لیکن بر دلہا نمی خورد - و تشبیب ہمان است کہ در ذکر قصیدہ گذشت - و ترجیع مراد از بر گردانیدن بیتے بود بعد غزلے و مجموع را بند نامند - لیکن اگر بعد ہر غزل ہماں یک بیت مکرر آید آنرا در اصطلاح ترجیع بند گویند - و اگر بعد ہر بند

بیت جداگانہ افتد ترکیب بند نامند۔ مثل بند محتشم کاشی علیہ الرحمۃ۔ و این
ترکیب بند اقسام دیگر ہم دارد۔ و مسدس مصطلح ریختہ گویان ہم داخل آنست
از آنجملہ است اینکہ بعد ہر بند مسمط از مربع تا معشر بیتے بقید قافیہ می آوردہ باشند
وہم بند ہشت مصرع مثل مسدس ریختہ گویاں ازاں بیروں نیفتد و واسوخت وحشی
ازین قبیل است۔ و مستزاد بشتر مراد از ملحق ساختن پارۂ از وزن رباعی
باشد با ہر مصرع رباعی و این مشہور است و متقدماں پارۂ از وزن غزل با مصاریع
غزل ہم الحاق نمودہ اند۔ و قطعہ مراد از بیتے چند است کہ در مصرع اول
بیت اول آں قافیہ نباشد پس بناے قافیہ بر مصرع ثانی بیت اولیں بود و دیگر
ابیات در قافیہ تابع این مصرع باشد۔ و بعضی قصیدہ مختصر را ہم قطعہ گویند
این است اقسام نظم۔

دیگر مخفی نماند کہ ہر لفظے کہ در اُردو مشہور شد عربی باشد یا فارسی یا ترکی یا سُریانی
یا پنجابی یا پوربی از روے اصل غلط باشد یا صحیح آں لفظ لفظ اُردو است اگر
موافق اصل مستعمل است صحیح است و اگر خلاف اصل است ہم صحیح است صحت
و غلطی آں موقوف بر استعمال پزیرفتن در اُردو است زیرا کہ ہر چہ خلافِ اُردو
است غلط است گو در اصل صحیح باشد و ہر چہ موافق اُردو است صحیح باشد گو در اصل
صحت نداشتہ باشد۔ اگرچہ پیش ازیں ہم ضمناً اشارتے باین معنی کردہ شد لیکن
دریں مقام تصریح آں بعمل می آید بالجملہ براے مثال لفظی چند نوشتہ می آید ہمیں
قدر کافیست و حصر جمیع الفاظ از احاطۂ علم فقیر بیرون است و الفاظ مذکورہ مثل
دلی و فند و سفیل و مُنصر و مُحکّر و چپار و مجازہ و ماعنی و شیر و پچاوا و صفا صفا و ارزق چشم

و اما و لنگا و تانبا و تنبورا و پیالا و ستارا و گل لالا و بُرقا و یار غار و المست و التوکلی
و پرقلنج و شولا و چنبل و مهتابی و سیو و شنگرف و آبخورا و قلفی و قدر و کلاب و غدر و
صدر و عذر و سهی - و هم چنین پیداست که دلی دهلی است لیکن اگر سوای شعر یا عبارت
فارسی در وقت اختلاط به زبان هندی بر زبان کسی میگذرد باعث بر خراش سمع سامعان
می شود - فنه در اصل فن است لیکن اعتراض بفتح بمعنی نکر و عذر نمیرسد و سفیل
در اصل فصیل است و در استعمال قابلیت دستگاهان همین است لیکن هرچه بر زبان
قابل و ناقابل میگذرد و سامعه پسند اهل اُردو است سفیل است گو غلط باشد - و
منصر منحصر است در اصل و این از زبان بعضی زنان و مردان مسموع است و
زبان اهل لیاقت و استعداد منحصر است لیکن منصر هم سامعه خراش نیست - و چکر
بروزن مغفل لفظ است هندی بمعنی گردش کننده این تصرف اگرچه بتقلید عربیان
غلط محض است لیکن صحیح است زیرا که در اُردو مروج است - و همچنین چپاڑ بصیغه
مبالغه بمعنی چوپڑباز - و مجاز بجای مزاج لفظ جاهلان است مثل منصر - و ماعنی
بجای معنی لفظ فصیح و مستعمل زبان دانان اُردو است و در اصل غلط است و معنی
با یاء معروف و با الف در آخر در اصل صحیح لیکن خلاف اُردو واقع می شود و آنچه مستعمل
اردو است همان لفظ غلط است یعنی ماعنی - و شیر بروزن خیر بجای شعر در استعمال
اهل اردو است و بفتحهٔ حرف اول بروزن جعد یعنی شعر لهجهٔ دهاقین باشد - و پجاوا
بجای پزاوه که تنور خشت پزان است - و صفا صفا بمعنی صفائی یعنی خالی شدن
نیز غلط است لیکن در اُردو همین مستعمل - و ارزق چشم در اصل بتقدیم زای بر رای است
لیکن در اُردو همین فصیح است که گفته آمد - و انا در اصل آنه - و لنگا لنگه بوده است
و تانبا بجای طعمهٔ باز وغیره - و پیالا و ستارا بجای پیاله و ستاره و هاء در آخر جمع الفاظ
فارسی در اُردو با الف مبدل شود - و گل لالا بسکون لام بعد کاف و تبدیل ها با

الف گل لالہ باشد بکسر لام۔ و برقا در اصل برقع بودہ است لیکن در اردو ہماں غلط
صحیح بود از سبب فصاحت و لفظ صحیح جز بر زبان دہاقین وقت تکلم در ہندی جاری نبود
و یا رغار بغیر کسرہ راء لفظ اول در اردو فصیح باشد۔ و پر قینچ معنی پر بریدہ اینجا قینچ بمعنی
قینچی مستعمل است۔ و شولا در اصل شلہ است و آں قسمی از طعام باشد۔ و چنبیل بجاے
چنبر است۔ و نہتابی بجاے مہتاب آتش بازی۔ و سیو بجاے سیب۔ و شنگرف بروزن
مسطر ہماں است کہ در تحقیق حروف مذکور شد۔ و آبخورا بجاے آبخورہ لیکن در اردو
لفظ مذکور بر اصل خود نیز کثیر الاستعمال است۔ و قلفی بجاے قفلی۔ و قدر بحرکت حرف
دوم بمعنی مرتبہ بجاے قدر بسکون حرف دوم۔ و کلک بحرکت لام بجاے کلک بسکون
آن۔ و عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم۔ عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم و ہمچنیں صدر بحرکت
حرف دوم بجاے صدر بسکون دوم۔ و سہی در اصل صحیح است و در کتابت الفاظ
صحیحہ غلط مستعمل شدہ بہ زبان اردو مختلف است و در بعضی الفاظ رعایت اصل
ملحوظ دارند و در بعضی نہ۔ ظاہر است کہ طرح بحرکت و سکون حرف دوم بمعنے
روش و آئین در اردو مستعمل شدہ لیکن در کتابت مراعات اصل بکار برند یعنی با طا
و حا بنولیسند و سہی را ہندی شمردہ بجاے صاد سین و بجاے حاء حطی ہاء ہوز آرند و
حا آخریں نیز محذوف نمایند و بنوعیکہ در عربی توالی حرکات اربعہ در یک کلمہ ممنوع
است در ہندی توالی حرکات ثلاثہ ہمیں حال دارد مثل شرف النساء کہ بسکون را
تلفظ آں نیکو باشد و بفتحہ آں غلط و پر مکروہ گو در اصل صحت دارد۔ ہمچنیں شکرانہ بفتحہ
شین و بسکون کاف۔ و نظروں میں بسکون ظا و واو عطف۔ و در دو لفظ ہندی
یا مختلفین مثل کسرۂ اضافت ہم غلط است لیکن در عبارت فارسی وقت بیان حقیقت
چیزہا ہر دو صورت جواز دارد چوں ایں عبارت کہ چھو چھو ہو جاو و کافور ہو جاو ہر دو
در اردو بمعنی یہاں سے جاؤ باشد و چھو چھو ہو جاؤ اور کافور ہو جاؤ نیز جائز باشد و اضافت

درِ دو لفظ ہندی و فارسی ہم در عبارت صحت دارد مثل چھو چھو ہو جاو بمعنے جا...
صحیح باشد۔ و اعلان نون در شعر ہندی در صفت و مضاف الیہ اگر با مضاف
و موصوف مذکور شوند غلط باشد۔ مثل دیدہ گریاں و سرد گلستاں کہ اینجا اعلان
نون غلط است۔ فقط

قطعہ تاریخ اتمام ایں کتاب از مؤلف مع عبارتے خارج از کتاب بہ ختم یکی از نسخہا کہ
موجودہ دیدہ شد بعینہ نقل می شود۔ قطعہ تاریخ تکمیل ایں کتاب در قواعد اردو
حسب ارشاد جناب عالی متعالی وزیر الممالک ناظم الملک یمین الدولہ نواب سعادت علیخاں
بہادر تصنیف احقر العباد راجی اللہ المستعان سید انشاء اللہ خاں چنیں بسلک
نظم آوردہ۔

چوں حسب حکم ناظم ملک و جہانیاں — نواب مستطاب وزیر فلک جناب
شد منتظم قواعد اردو بسلک نظم — اردوے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب
یک ہزار و دو صد و بست و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم